مقدماتِ کاپودروی

نگارشات قلم

مفکر ملت حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

سابق رئیس دارالعلوم فلاح دارین، ترکیسر، سورت، گجرات

مرتب

اسماعیل بن یوسف کوثر کوساڑی فلاحی عفا اللہ عنہ

خادم دارالعلوم مرکز اسلامی انکلیشور

شیخ عبداللہ کاپودروی اکیڈمی

جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ، ضلع بھروچ، گجرات

تفصیلات

نام کتاب	:	مقدماتِ کاپودروی
نگارشات قلم	:	مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دام ظلہ
مرتب	:	اسماعیل بن یوسف کوثر فلاحی کوساڑی
باہتمام	:	عبدالرحمٰن بن یوسف پٹیل کاپودروی
سنہ اشاعت	:	محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۷ء
کمپوزنگ	:	محمد سبحان اشاعتی (اررریہ، بہار) جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا
سیٹنگ	:	محمد مہر علی قاسمی (دھنباد، جھارکھنڈ) جامعہ اکل کوا-8007006249
صفحات	:	۳۲۴
تعداد	:	۱۱۰۰
ناشر	:	شیخ عبداللہ کاپودروی اکیڈمی
قیمت	:	۱۰۰/روپے

کتاب ملنے کے پتے

شیخ عبداللہ کاپودروی اکیڈمی، جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ ۳۹۴۱۱۵ تحصیل انکلیشور ضلع بھروچ گجرات

...... مولانا عبدالرحمٰن صاحب پٹیل کاپودروی، جامعہ اکل کوا 09687750138

Hafez Ibrahim Patel Tel. 00447973473392

27 Tudor Rd. Eastham 07878266307

London, E6 1DP (UK)

اجمالی فہرست

فہرست مضامین

متفرقات

حرفِ آغاز

زبان وقلم اللہ تعالیٰ کی عظیم دولت ونعمت ہیں، یہ اظہارِ مافی الضمیر کا قیمتی ذریعہ اور دوسرے تک پیغام رسانی کا اہم وسیلہ ہیں۔ اسی لیے بہت سے وہ کام جو سیف وسنان کی گرفت سے باہر ہوتے ہیں وہ زبان وقلم سے ہوتے ہوئے ہمیں نظر آتے ہیں۔ آج کل یہ ایک بہت مؤثر ہتھیار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں، حکومتوں کے نقشے بننے اور تختے الٹنے میں ان کا خاص رول سمجھا جاتا ہے۔ کسی نے اس حقیقت کی ترجمانی کتنے خوب صورت انداز میں کی ہے ؎

قلم گوید کہ من شاہِ جہانم　　　قلم کش را بدولت می رسانم

عربی کا مشہور مقولہ ہے "القلم أحد اللسانین" بڑا خوش نصیب ہے وہ شخص جسے یہ دونوں نعمتیں حاصل ہو جائیں، مخدوم مکرم حضرت مفکر ملت دامت برکاتہم اِسی باتوفیق وسعادت گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے زبان و بیان کی یہ دونوں نعمتیں بڑی فیاضی سے عطا فرمائی ہیں۔

عربی کے نامور و بے مثال شاعر ابوالطیب متنبیؔ نے کہا ہے ؎

الخیل واللیل والبیداء تعرفنی

والسیف والرمح والقرطاس و القلم

اس شعر کے پہلے مصرع کو اگر ہم سمجھنا چاہیں تو 'فلاح دارین' کی ۲۷/ رسالہ

ریاست واہتمام کا کانٹوں بھرا تاج پہن کر حالات ومصائب کی ٹھٹھرتی ہوئی راتوں میں نبرد آزما مجاہد جلیل کا نمونہ دیکھنا ہوگا تو دوسرے مصرع کی روشنی میں میدانِ قرطاس وقلم کا تاجِ زریں آپ کی روشن جبیں پر چمکتا ودمکتا دکھائی دے گا۔

خطابت وکتابت آپ کی زندگی کے دو روشن باب ہیں۔ ایک طرف جب کبھی آپ قوم کے سامنے خطیبانہ شان میں پیش ہوتے ہیں تو ’’کأنه منذر جیش‘‘ کا سماں نظر آتا ہے، رگوں میں خون کی گردش تیز ہونے لگتی ہے اور جذبات میں طوفان بپا ہوجاتا ہے، وہیں دوسری طرف آپ کے بہار آفریں قلم نے اس طویل مدت میں گلستانِ علم وادب میں جو گل کھلائے ہیں وہ تاریخ کی سنہری یادیں ہیں۔ سچ یہ ہے کہ آپ اِس میدان میں اس وقت وارد ہوئے جب سرزمین گجرات میں انگلیوں پر نام گنے جارہے تھے؛ لیکن آپ نے اپنے عظیم حوصلوں اور بے نظیر قوت ارادی سے اس میدان میں فتح کے پرچم لہرائے ہیں۔

’’بدرالدین عینی، شرحِ دیوانِ امام شافعی‘‘ اور ’’اضواء‘‘ وغیرہ کتابیں عربی ادب کے حوالہ سے آپ کی وارفتگی وشیفتگی پر مسکت دلیل ہیں تو ’’کتب خانے اور افکارِ پریشاں‘‘ آپ کی وسعت علم وآفاقیت پر غماز ہیں۔ نیز ’’رشد وہدایت کے منار‘‘ کی سحر آفریں تحریریں اردو ادب میں جادو جگا رہی ہیں۔

زیر نظر کتاب حضرت موصوف کی نگارشات قلم کا مرقع جمیل ہے؛ جس میں تقریباً ۱۴ر فنون پر مشتمل ۱۰۹ر کتابوں کا خوب صورت انداز میں تعارف وتبصرہ پیش کیا گیا ہے۔ ان کے مصنفین میں بہت بڑی تعداد ان اہل قلم حضرات کی ہے جو آپ کے خوانِ علم کے زلّہ رُبا ہیں۔ ان کتابوں میں بہت بڑا حصہ وہ ہے جس کے پس

پشت آپ کی تحریک وتحریض اور ایماء ومشورے کارفرما ہیں، جس کے نتیجہ میں کاروانِ علم وادب میں ایک قیمتی مجموعہ شامل ہوا جو آج ’’گجرات‘‘ کے ماتھے کا جھومر بنا ہوا ہے۔ آپ کی تحریر میں بلا کی چاشنی، قوت تاثیر اور سلاستِ بیان پائی جاتی ہے۔ اسی طرح تحریض وترغیب کا عنصر آپ کا خصوصی امتیاز ہے، جس سے اربابِ قلم کے حوصلے پروان چڑھتے اور کچھ کر گزرنے کا خیال عناں گیر ہوتا ہے، جو گجرات جیسی اردو ناآشنا، بل کہ اردوکش ریاست کے باشندوں کے لیے ضروری تھا؛ مگر بایں ہمہ حسب موقع وضرورت مختصر ولطیف پیرائے میں کتاب میں دَر آئی کوتاہیوں پر تنبیہ بھی کرتے جاتے ہیں۔ غرض یہ کہ یہ کتاب آپ کی انشاء وتحریر کا قیمتی نمونہ ہے، امید ہے کہ شائقینِ علم وادب اس سے لطف اندوز ہوں گے اور طلبۂ عزیز کے دامن میں کتب شناسی کا انمول جوہر ہاتھ آئے گا۔

میں اِسے اپنے لیے بڑی سعادت سمجھتا ہوں کہ پیش رَو کتابوں کی طرح اِن دُررِ آبدار کو بھی لڑی میں پرونے کی توفیقِ ارزانی ہوئی۔ **فللّٰہ الحمد والشکر !**
ربّ جلیل کی بارگاہِ بے نیاز میں دست بدعا ہوں کہ اس کتاب کو حسن قبول عطا ہو! مؤلف کے سایۂ برکت ورحمت کو دوام نصیب ہو! اور ہم خُردوں کو توفیقِ مزید کی دولتِ بے بہا ہاتھ آئے۔! آمین یاربّ العالمین!

مری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چُنے ہیں ان کے دامن کے لیے

احقر اسماعیل بن یوسف کوثر فلاحی عفا اللہ عنہ

۱۱ر محرم الحرام ۱۴۳۹ھ-۲ر اکتوبر ۲۰۱۷ء

تجوید وقراءت

(۱)

توضیح الوقف حاشیہ جامع الوقف

از شیخ القراء حضرت قاری محمد صدیق صاحب سانسرودی فلاحی مدظلہ
دار العلوم فلاح دارین ترکیسر، سنہ اشاعت: ۱۴۱۲ھ، صفحات: ۱۶۷
ناشر: مکتبہ سعیدیہ ترکیسر

علم تجوید وقراءت کا ایک شعبہ علم الوقف والابتدا ہے، جو شخص بھی علم قراءت میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے علم وقف وابتدا کا جاننا ضروری ہے، اس لیے کہ قرآن مجید کی بہت سی آیات کے صحیح معنی جاننے اور حکم کو مستنبط کرنے کے لیے وقف کے صحیح محل کا جاننا ضروری ہے، اگر اس علم سے واقفیت نہ ہو تو قاری غلط جگہ وقف کر کے معنی میں قباحت اور اختلال پیدا کر دیتا ہے۔

وقف وابتدا کی اہمیت کے پیش نظر عربوں نے ہمیشہ اس کی طرف توجہ کی ہے؛ کیوں کہ قاری یا متکلم جب صحیح وقف کرے گا اور دوسرے جملہ کی ابتدا صحیح طور پر کرے گا تب ہی معنی میں درستگی اور حسن پیدا ہوگا؛ چناں چہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص کو جو اونٹنی کا مالک تھا پوچھا ’’أتبیعھا؟ ‘‘ کیا آپ اس کو فروخت کریں گے؟ اس نے جواب میں فرمایا کہ ’’لا عافاک اللہ‘‘ اس کا مطلب تھا کہ میں فروخت کرنا نہیں چاہتا، اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت نصیب فرمائیں؛ مگر ’’لا عافاک اللہ ‘‘ کا یہ مطلب بھی ہوسکتا

تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت نصیب نہ کرے، اس لیے سیدنا ابوبکرؓ نے فرمایا ”**لا تقل ھکذا، ولکن قل: لا وعافاک اللّٰہ**“ دیکھئے واو کے فصل کے سبب وہ قباحت دور ہوگئی جو ”**لا عافاک اللّٰہ**“ میں پیدا ہوگئی تھی۔(۱)

اس علم کی اہمیت کے پیش نظر قرون اولیٰ سے آج تک صرف علم وقف وابتدا پر سیکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق سب سے پہلے شیبہ بن نصاح المدنی المتوفی ۱۳۰ھ نے ”کتاب الوقوف“ تحریر فرمائی اور ان کے بعد صدہا کتابیں ہر دور میں لکھی گئیں، جس کی تفصیل ”**منار الھدیٰ**“ اور ”**المکتفی**“ کے مقدمہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

البتہ ان سیکڑوں کتابوں میں ابن الانباری المتوفی ۳۲۸ھ کی کتاب ”**إیضاح الوقف والابتداء**“، ابن نحاس (م۳۳۸) کی ”**القطع والاستیناف**“ اور علم قراءت کے شہرۂ آفاق مصنف ابوعمرو عثمان بن سعید الدانی الاندلسیؒ کی ”**المتکفی في الوقف والابتداء**“ اور زکریا انصاریؒ (م۹۲۶) کی ”**کتاب المُقصِد**“ اور علامہ اشمونیؒ جو گیارہویں صدی کے فاضل علما میں سے ہیں کی ”**منار الھدیٰ**“ اس فن کی اہم ترین کتابیں ہیں۔

برصغیر ہندو پاک میں بھی اردو زبان میں علم وقف پر کتابیں لکھی گئیں، ان کتابوں میں شیخ القرا قاری محبّ الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”**جامع الوقف**“ کو مقبولیت اور خصوصی شہرت حاصل ہوئی اور برصغیر کے اکثر مدارس میں فن تجوید وقراءت کے نصاب میں داخل کی گئی۔

---

(۱) عون المعبود شرح سنن أبی داؤد ج۳/۱۳۳، ط. المکتبۃ السلفیۃ

عرصہ سے اس کتاب میں مناسب حواشی اور تشریحات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی؛ تاکہ کتاب کے مضامین طلبا کو آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔

ہمیں مسرت ہے کہ اس خدمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے عزیزم قاری محمد صدیق صاحب فلاحی سانسرودی سلمہ کو توفیق بخشی، عزیز موصوف نے اس فن کے حصول میں کافی محنت کی ہے اور ان کو کتب قراءت اور تجوید کے مطالعہ کا بہت ہی اچھا ذوق اور اس فن کے مسائل کو اساتذۂ فن سے سمجھنے کا شوق رہا ہے، طلبا کی بے فکری اور متقدمین کی کتابوں کے مطالعہ سے گریز کے دور میں عزیز موصوف کا یہ ذوق دیکھ کر بھی ہمیشہ مسرت ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم میں برکت عطا فرمائے اور طالبان فن کو استفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین!

عزیز موصوف نے ”فلاح دارین“ میں فراغت کے بعد تدریسی کام شروع کیا، اپنے تعلیمی تجربہ اور طلبا کی ضرورت کو سامنے رکھ کر زیرنظر کتاب تیار فرمائی ہے، اس کتاب کی فنی خوبیوں پر تو کوئی ماہر فن ہی کچھ لکھنے کا حق رکھتا ہے، میرے جیسے علم قراءت وتجوید سے نابلد شخص کا کچھ لکھنا تحسین ناشناس ہی ہوگا؛ البتہ قاری صاحب موصوف کی محنت اور اساتذۂ فن سے مختلف مسائل میں تبادلۂ خیال کرنے کی عادت سے میں واقف ہوں، اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ قاری صاحب نے طلبائے عزیز کے لیے جو نافع باتیں اس میں ذکر کردی ہیں، وہ طالبان فن کے لیے مفید اور مشکلات کے حل میں مفید ہوں گی، ان شاء اللہ! بس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قاری صاحب کی خدمت کو قبول فرمائے اور طلبائے عزیز کے لیے اس کو نافع بنائے اور اس کے اجر و

ثواب میں ’’دارالعلوم فلاح دارین‘‘ کے اساتذہ وخدام کو بھی حصہ نصیب فرمائے۔
وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز !

فقط

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

الفلاح منزل کاپودرا، وایا، انکلیشور، بھروچ

۲۹؍شوال المکرّم ۱۴۱۱ھ-۱۵؍مئی ۱۹۹۱ء

(۲)

قرآن کریم اور خوش الحانی

از شیخ القراء حضرت قاری محمد صدیق صاحب سانسرودی فلاحی مدظلہ

ناشر: قراءت اکیڈمی ترکیسر، سنہ طباعت: اگست ۱۹۹۴ء-صفحات: ۴۸

خالق کائنات نے اپنی تمام مخلوقات میں انسان کو سب سے اعلیٰ واشرف مخلوق بنایا ہے اور اس کو ایسی عجیب وغریب صفات سے متصف فرمایا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے، کسی کو محیر العقول قوت حافظہ عطا فرمایا تو کسی کو قوت بیان اور فصاحت لسان سے نوازا، کسی کو قوت بازو میں ممتاز بنایا تو کسی کو حسن صوت سے مالا مال فرمایا۔

’’حسن صوت‘‘ انسان کے لیے بہترین صفت ہے، اسی لیے حق جل مجدہ نے اپنے تمام پیغمبروں کو اس صفت سے متصف فرمایا ہے جیسا کہ روایت میں آیا ہے کہ:

’’مابعث اللّٰہ نبیا إلا حسن الصوت‘‘ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اچھی آواز والا مبعوث فرمایا ہے، خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم حسن صوت سے تلاوت فرماتے تھے اور اچھی آواز سے تلاوت کرنے والوں کی تلاوت سن کر تحسین فرماتے تھے۔ روایت میں آیا ہے:

’’عن أبي موسیؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لأبي موسیٰ: لو رأیتني وأنا أسمع قراء تک البارحة، لقد أوتیت مزمارا من مزامیر آل داؤد.‘‘ (رواہ مسلم)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ رات میں تمہاری تلاوت قرآن سن رہا تھا، تمہیں تو مزمار (لحن) داؤد عطا ہوا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب المسافرین ص ۲۶۰، الرقم: ۱۸۸۸)

دوسری ایک روایت میں ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ - جو خوش گلو تھے - سے رجزیہ اشعار سماعت فرماتے تھے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عن أنس رضی اللّٰہ عنه قال: کان البراء بن مالک حسن الصوت، وکان یرجز لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم في بعض أسفاره. (۱)

(۱) (شعب الإیمان للبیهقي ۷/۱۲۴، الرقم: ۴۷۶۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ خوش آواز تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفروں میں آپ کے لیے رجزیہ اشعار پڑھتے تھے۔

خوش آوازی سے مرد، عورت، حیوانات، جمادات سب ہی متاثر ہوتے ہیں خصوصاً عورتوں پر اس کا اثر جلدی اور بہت زیادہ ہوتا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے پیش نظر حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ

”ویحک یا أنجشة !رویدک سوقک بالقواریر “

تمہارا بھلا ہو انجشہ ! ذرا آہستہ چلاؤ، آبگینوں کا خیال رکھو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مبارکہ کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ انجشہ ! عورتیں آبگینوں کی طرح نازک ہوتی ہیں، ذرا سی چوٹ برداشت نہیں کرسکتیں، تمہارے تیز چلانے سے انہیں تکلیف ہو رہی ہے، اس لیے آواز ذرا آہستہ کرو۔

دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا کہ انجشہ ! جس طرح آبگینے معمولی چوٹ سے ٹوٹ جاتے ہیں، اس طرح عورتیں بھی نازک ہوتی ہیں، ان کا دل کسی بھی چیز کا بہت جلد اثر قبول کرلیتا ہے، تم خوش الحان ہو، تمہیں چاہیے کہ حدی آہستہ آہستہ پڑھو، ایسا نہ ہو کہ یہ عورتیں فتنہ میں مبتلا ہوجائیں؛ چناں چہ حضرت علامہ انورشاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف کا مطلب واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”إن المراد من القواریر النساء، فإن القواریر کما تتکسر بأدنی صدمة تصیبها، کذالک النساء تتأثر قلوبھن بأدنی شيء، وإذا

أنت حسن الصوت فلا تسمع صوتک إیاھن فتفتتن قلوبھن“.

(فیض الباري – ۴)

آبگینوں سے مراد عورتیں ہیں؛ کیوں کہ آبگینے جس طرح معمولی چوٹ سے ٹوٹ جاتے ہیں، اس طرح عورتوں کا دل بھی معمولی چیزوں سے متاثر ہوجاتا ہے، جب تمہاری آواز اچھی ہے تو تم اپنی آواز انہیں مت سناؤ تاکہ ان کے دل فتنہ میں نہ پڑیں۔

اس دوسرے مطلب کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو امام ابونعیمؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء بن مالکؓ سے بہت صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے:

”إیاک والقواریر لا یسمعنَّ صوتک “ اے براء! ان آبگینوں کا خیال رکھو، یہ تمہاری آواز نہ سن پائیں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کے ذوق جمال کا امالہ فرمایا۔

عرب فطری طور پر حسن صوت کے دل دادہ اور اچھے گانوں کے شائق تھے، سفر وحضر میں اچھے اشعار اور گانے بجانے کا مشغلہ تھا؛ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ذوق جمال کا امالہ فرمادیا۔

”اسلام اور موسیقی“ کے مؤلف رقم طراز ہیں:

”نزول قرآن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ لوگ قرآن کو بکثرت پڑھیں اور اس کے معنوی علوم ومعارف سے فائدہ اٹھانے کے علاوہ

اس کے ظاہری الفاظ سے بھی لطف اندوز ہوں، اس طرح ایک طرف تو ان میں بلندیٔ فکر اور حزم ووقار پیدا ہو اور دوسری طرف قرآن مجید کے پُر اثر کلمات کی برکات سے متمتع ہوں؛ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ لوگ شعرا کے اشعار گنگنانے کے بجائے قرآن کریم خوش الحانی سے پڑھیں اور کلام اللہ ہی ان کا مونس ورفیق بن کر رہ جائے۔

ابن الانباریؒ سے جب ” **لیس منا من لم یتغن بالقرآن** “ کا مطلب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

”كانت العرب تتغنى إذا ركبت الإبل، وإذا جلست في الأفنية، وعلى أكثر أحوالها، فلما نزل القرآن أحب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يكون القرآن هجيرا هم مكان التغني“.

(شرح السنة: ج۴-ص ۴۸۶)

گانا عرب کا اوڑھنا بچھونا تھا، سفر ہو کہ حضر وہ گانے سے دل بہلاتے تھے، اونٹ پر سوار ہوں یا گھر میں بیٹھے ہوں، گانا ہی ان کا رفیق ہوتا۔ جب قرآن مجید کا نزول ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ گانے کی حیثیت ختم ہو جائے اور قرآن کریم اس کی جگہ لوگوں کا رفیق ومونس بن جائے۔

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ لوگوں کا ذوق جمال سدھرے اور وہ قرآن کریم کی حلاوت اور لطافت سے محظوظ ہوں؛ چناں چہ ابن الانباریؒ نے ” **الزاھر** “ میں حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

” المراد به التلذذ والإستحلاء له كما يستلذ أهل الطرب بالغناء، فأطلق عليه تغنيا من حيث أنه يفعل عنده ما يفعل عند الغناء، وهو كقول النابغة:

بكاء حمامة تدعو هديلاً

مفجعة على فنن تغني

أطلق على صوتها غناء.....وإن لم يكن غناء حقيقة، وهو كقولهم: العمائم تيجان العرب لكونها تقوم مقام التيجان . “

(فتح الباري ۹/۷۰)

تغنی سے مراد تلاوت قرآن میں ایسی لذت وحلاوت محسوس کرنا ہے جیسے مست لوگ گانے سے محسوس کرتے ہیں، چناں چہ یہاں تلاوت قرآن پاک کے لیے تغنی کا لفظ اس لیے استعمال کیا گیا کہ اس سے وہی (بل کہ اس سے بڑھ کر) لذت لی جاتی ہے جو غنا سے حاصل کی جاتی ہے۔ یہ اسلوب بالکل نابغہ کے اس شعر کی طرح ہے، جس میں اس نے کہا کہ کبوتری کا رونا کبوتر کو آنے کی دعوت دے رہا ہے، وہ ایک شاخ پر غمگین بیٹھی ہے، گانا گا رہی ہے، اس شعر میں کبوتری کی آواز پر غنا کا اطلاق کیا گیا؛ کیوں کہ اس سے وہی کیف ومستی پیدا ہوتی ہے جو گانے سے حاصل کی جاتی ہے، اسی طرح اہل عرب کا مشہور مقولہ بھی ہے کہ عمامے عربوں کے تاج ہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ حقیقی تاج عمامے ہی ہیں؛ بل کہ عمامے اس جگہ پہنے جاتے ہیں جہاں تاج پہنے جاتے ہیں، اس لیے عمامے کو تاج کہہ دیا گیا۔

اسلاف کے نزدیک حسن صوت کا صحیح مصرف:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''غنیۃ الطالبین'' میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کوفہ کے نواح میں جارہے تھے، ایک مکان مین فساق کا مجمع تھا، شراب و کباب کی مجلس گرم تھی، ذاذان نامی ایک گویّا عود بجابجا کر نہایت خوش الحانی سے گارہا تھا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جب اس کی آواز سنی تو فرمایا یہ کتنی اچھی آواز ہے، کاش! یہ تلاوت قرآن میں صرف ہوتی، یہ کہہ کر چادر سر پر ڈالے وہاں سے گزر گئے۔ ذاذان نے آپ کی آواز سن لی اور اپنے مصاحبین سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صحابی ہیں اور آپ کی آواز سن کر یہ فرماگئے ہیں کہ (ماأحسن هذا الصوت! لو كان بقراءة كتاب الله كان أحسن) اس بات کے سنتے ہی اس پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور گانے بجانے کا سازوسامان توڑ کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گیا اور زاروقطار رونے لگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کو گلے لگایا اور خود بھی رونے لگے اور پھر فرمایا آخر میں کیسے ایسے شخص سے محبت نہ کروں جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور اس نے اپنے عود بجانے سے توبہ کرلی ہو، اس کے بعد ذاذان نے حضرت ابن مسعودؓ کی صحبت پکڑلی اور آپ سے قرآن مجید سیکھا اور مسلّم دین حاصل کیا اور اس میں ماہر ہوکر امام وقت ہوگئے۔

بہر حال ہمیں مسرت ہے کہ اس موضوع پر ''دارالعلوم فلاح دارین'' ترکیسر کے شعبۂ تجوید کے صدر عزیز محترم قاری محمد صدیق صاحب زید فضلہ نے یہ مختصر مگر جامع رسالہ تیار فرمایا ہے، جس میں حسن صوت سے تلاوت کی فضیلت اور اس کے حدود اقوال سلف کی روشنی میں بیان کردئے ہیں؛ نیز اس سلسلہ میں بعض اشکالات کو بھی بوجہ احسن دفع فرمادیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قاری صاحب کی اس خدمت کو بھی شرف قبولیت سے نوازے اور دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کو عمر دراز نصیب فرمائے اور اس طرح علمی خدمات کی توفیق ارزانی فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

وصلى الله تعالىٰ على النبي الكريم

وأصحابه وأتباعه إلى يوم الدين

فقط والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ

''الفلاح منزل'' کاپودرا

ذوقعدہ ۱۴۱۳ھ

۲۹ اپریل ۱۹۹۳ء

(۳)

فن تجوید وقراءت مکالمات کے آئینہ میں

از شیخ القرا حضرت قاری محمد صدیق صاحب سانسرودی فلاحی مدظلہ

ناشر: لجنۃ القرا فلاح دارین ترکیسر، سنہ اشاعت: ۱۴۳۳ھ-۲۰۱۲ء، صفحات: ۱۷۵

حامدا و مصليا و مسلما، أما بعد!

کسی مشکل مسئلہ کی تفہیم وتشریح کے لیے قدیم زمانے سے ''اسلوب الحوار'' یعنی محادثات ومکالمات کا طریقہ اختیار کرنے کا رہا ہے، قرآن پاک میں بھی ذات و صفات باری کی تفہیم کے لیے مکالماتی انداز میں آیات نظر آتی ہیں، مثلاً حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام اور نمرود کے قصہ میں یہی مکالماتی انداز ہے۔ نیز ماہرین تعلیم نے بچوں کی نفسیات کا مطالعہ کر کے مختلف مضامین کی تفہیم کرنے اور ان کو آسانی سے یاد کرانے کے لیے سوال وجواب کے اسلوب ہی کو زیادہ پسند کیا ہے، اور تجربہ شاہد ہے کہ اس طریقہ سے مسائل کو سمجھانے اور ذہن نشیں کرانے میں واقعی آسانی ہوتی ہے۔

ہر فن کی طرح علم تجوید وقراءت کے بھی بہت سے مسائل ایسے ہیں جن کو عام فہم زبان میں سمجھانے اور فن کے بعض مشکل مسائل کو حل کرنے اور شبہات کو دور کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی، ہمارے زمانہ میں اس قسم کے شبہات کے پیدا ہونے کی خاص وجہ تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ متقدمین علما میں تو اس فن کا پورا ذوق موجود تھا

اور تقریباً قرآن کریم اور حدیث شریف کا ہر عالم فن قراءت میں بھی مہارت رکھتا تھا جیسا کہ ان علما کی سوانحات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے؛ مگر بعد کے زمانہ میں یہ تعلق باقی نہ رہا، اور دینی درس گاہوں میں بھی اس کی طرف وہ توجہ باقی نہ رہی جس کا رہنا علم تفسیر اور استنباط مسائل کے لیے اشد ضروری تھا اور جس کے حصول کے بغیر ان فنون میں کمال حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے، اسی قلت توجہ کے سبب فن قراءت کے بعض مسائل اہل علم کہلانے والوں کے نزدیک بھی اجنبی معلوم ہونے لگے اور بعض مرتبہ ان کی مجلسوں میں اس پر بحثیں ہونے لگیں، اس لیے ان مسائل کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت تھی۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ''دارالعلوم فلاح دارین'' کے شعبۂ تجوید کے اساتذہ کی مساعیٔ جمیلہ سے ''لجنۃ القراءۃ والتجوید'' کا قیام عمل میں آیا اور اس کے سالانہ جلسوں میں جہاں روایت حفص، سبعہ وعشرہ کی قراءتوں کے نمونے پیش کیے جاتے، وہاں اس فن سے متعلق مسائل پر پُر از معلومات علمی مکالمات بھی پروگرام میں شامل کیے جاتے رہے، جس کو اہل علم نے بہت پسند کیا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے عزیز محترم قاری محمد صدیق صاحب سانسرودی سلمہ اللہ تعالیٰ کو کہ انہوں نے حالات کے تقاضوں کا خیال فرماتے ہوئے بہت ہی اہم مسائل پر مکالمات تیار فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے موصوف کو اس فن سے خصوصی تعلق اور ذوق عطا فرمایا ہے، اس لیے انہوں نے بہت توجہ اور محنت سے طلبہ میں اس فن کا ذوق پیدا کرنے اور اس کے مسائل کو آسان طریقہ سے سمجھانے کی سعی بلیغ فرمائی ہے۔ **جزاه الله خير الجزاء!**

ان مکالمات کی افادیت کے پیش نظر بہت سے علما اور فن سے ذوق رکھنے والوں کا اصرار تھا کہ ان کو جمع کر کے کتابی شکل میں طبع کرادیا جائے؛ تاکہ ہر طالب علم خصوصاً اس فن کے طالب علم کو اس کا فائدہ پہنچ سکے، الحمد للہ! قاری صاحب نے نظر ثانی فرما کر اس کی طباعت کا نظم کر دیا ہے، جس کی وجہ سے وہ ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس رسالہ میں حسن صوت، مخارج، ”**أنزل القرآن علی سبعة أحرف**“، تکبیر بین السورتین کی مشروعیت، قراءات ثلاثہ، علم وقف کی اہمیت، تجوید کی ابتدا اور اس کے تاریخی ارتقا وغیرہ بہت سے اہم مباحث پر بہت دل چسپ اور سلیس زبان میں مکالمات پیش کیے گئے ہیں، فن تجوید کے شائقین کے لیے اس میں بہت اچھی معلومات اور نادر تحقیقات موجود ہیں، اس ناچیز نے ان تمام مکالمات کو پڑھا اور اس سے استفادہ کیا اور اس کے مطالعہ سے بعض مسائل کو سمجھنے میں مدد ملی۔ **فجزاه الله عنا خير الجزاء!**

میری دلی دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قاری صاحب کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور طلبۂ عزیز کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

نیز اللہ تعالیٰ ہمارے دیگر فضلائے کرام کو بھی ایسی مفید خدمتوں اور علمی کاموں میں مشغول رہنے کی توفیق مزید عنایت فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

والسلام...... احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

الفلاح منزل کاپودرا - ۴؍رجب المرجب ۱۴۱۵ھ

(۴)

ایک غیر مطبوعہ تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب ہمارے دینی اداروں اور دار العلوم کے تجوید وقراءت کے درجوں میں قراءت وتجوید پر کافی توجہ دی جارہی ہے، چند سال پیش تر اکثر مدرسوں میں روایت حفص پر قراءت کی تعلیم مکمل سمجھی جاتی تھی؛ مگر اب الحمد للہ! قراءات سبعہ وعشرہ اور ثلاثہ کی بھی باقاعدہ تعلیم دی جارہی ہے اور ہندوستان کے مختلف دار العلوم وجامعات میں اس فن کے ماہر وقابل اساتذہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ملک کے مختلف صوبوں میں مقابلۂ قراءت اور سیمینار کی وجہ سے بھی طلبہ کے شوق میں اضافہ ہوا ہے، جو بڑی خوش آیند بات ہے۔

اس ناچیز کو بعض مؤقر اداروں میں سبعہ وعشرہ کے ختم کی مجلس میں شرکت کرنے اور وہاں کے اساتذہ وطلبا کی محبت اور حسن ظن کی بنا پر موقع کے مناسب چند باتیں عرض کرنے کا موقع ملا تھا، ان ہی مجالس میں سے دار العلوم زکریا جنوبی افریقہ اور دار العلوم فلاح دارین ترکیسر گجرات کے سبعہ وعشرہ کے ختم کی مجلسوں میں جو باتیں عرض کی گئیں تھیں اس کی مختصر یادداشت محفوظ کر لی گئی تھی۔

ہمارے بعض دوستوں کے مشورے سے ان متفرق مجلسوں کی معروضات میں سے چند باتیں انتخاب کر کے اس رسالہ میں مرتب کر لی گئی ہیں، امید ہے کہ اس فن کے شائق طلبہ کے لیے یہ باتیں مفید ثابت ہوں گی۔

ہمارے اکابر میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو فن قراءت کی طرف مسلمانوں کی عدم توجہی کا بہت احساس تھا اور حضرتؒ اپنے مواعظ میں قراءت کی تعلیم پر خاص توجہ دلاتے تھے، اور مختلف قراءتوں کی تعلیم کو امت کے لیے فرض کفایہ فرمایا کرتے تھے اس لیے ہمارے ہر دینی ادارے میں ماہر اساتذہ کے ذریعہ اس فن کی تعلیم دینا ضروری ہے۔

علم قراءت اور گجرات:

سلاطین گجرات کی علم دوستی کے سبب مصر و یمن اور حضر موت کے بہت سے فضلا گجرات آ کر مقیم ہوگئے تھے، احمد آباد، بھروچ اور سورت میں ان ہی کی جد و جہد سے علم حدیث وتفسیر کے ساتھ علم قراءت وتجوید کا بھی فروغ ہوا تھا۔

مولانا قاری محمد صدیق صاحب صدر شعبۂ تجوید ’’دارالعلوم فلاح دارین‘‘ اپنے ایک مضمون میں رقم طراز ہیں: ’’حضرت شاہ عالم کے خاندان میں بارہ پشت تک یہ سلسلۂ تجوید وقراءت برابر جاری رہا، خود حضرت شاہ عالمؒ کے زمانے میں تجوید وقراءت کے دو مدرسے خاص اہتمام سے چلتے تھے، ایک کو قطب عالم کے خلیفہ چلاتے جو خود قاری ہفت قراءات تھے، دوسرے کو شاہ عالم کے خلیفہ سید شاہ بخاری چلاتے تھے، حضرت شاہ عالمؒ کی اولاد میں اکثر قاری ہفت قراءات (سبعہ کے قاری) ہوئے ہیں، یہ سلسلہ ۸۰۰ھ سے ۱۱۵۰ھ تک جاری رہا۔

اسی طرح تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’خاندان عیدروس کا مولد حضر موت ہے جو عرب کے مشرقی ساحل پر واقع ہے، یہ خاندان علم وفضل میں بہت ممتاز اور تجوید وقراءت

میں ماہر تھا، اس خاندان کے کئی بزرگ براہ راست سورت، بھروچ تشریف لائے اور احمد آباد، بھروچ، سورت میں علم تصوف کے ساتھ علم قراءت کی بھی اشاعت فرمائی‘‘۔

ان ہی اکابر کے فیوض و برکات سے اس فن شریف کے خدمت گزار مختلف شہروں میں خدمت انجام دیتے رہے، بارہویں صدی کے آخر سے تیرہویں صدی کے اواخر تک گجرات کی علمی درس گاہوں میں کمزوری پیدا ہوئی، الحمد للہ! چودہویں صدی سے پھر ان مدارس میں علوم اسلامیہ کے ہر شعبہ پر محنت ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ ان اداروں کی حفاظت فرمائے اور اساتذہ، کارکنان کی محنتوں کو شرف قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین!

والسلام......احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ نزیل ٹورنٹو کینیڈا/ ۱۷رنومبر۱۹۹۴ء

(۵)

المیسرة في أصول القراء ات العشر
وإجراء ها بطريق الطيبة

از قاری محمد صدیق صاحب فلاحی سانسرودی مدظلہ

ناشر: لجنۃ القراء دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر، گجرات

سنہ اشاعت: ۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء، صفحات: ۳۵۱

باسمہ تعالیٰ

الحمد لله وليه، والصلاة والسلام على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم. وبعد!

برصغیر کے مدارس عربیہ میں جہاں علم صرف ونحو، فقہ واصول فقہ، حدیث و اصول حدیث، عربی زبان وادب کی تعلیم ہوتی ہے وہاں تفسیر اور اصول تفسیر اور تجوید و قراءت کی تعلیم کا بھی قدیم زمانہ سے سلسلہ جاری ہے۔

علم قراءت کی ابتدا کے بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ اس کی ابتدا مدینہ منورہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ میں ہوئی، لوگوں کے بکثرت دخول فی الاسلام کے بعد کیوں کہ ان کے لغات اور ان کے لہجے مختلف تھے، امت پر یہ اللہ رب العزت کی طرف سے تیسیر اور آسانی تھی کہ قرآن ان سبعہ احرف میں سے کسی حرف میں پڑھو...الخ۔

(تاریخ علم قراءت از شیخ ابوالحسن اعظمی مدظلہ ص ۳۹)

دور صحابہ میں سیدنا حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابی بن کعبؓ کی طرف مختلف قراءتیں منسوب کی جاتی تھیں، تابعین کے دور میں ابوجعفر مجاہد، عبدالرحمٰن سلمی رحمہما اللہ کی قراءت کہلاتی تھیں، امام ابوعبید بن سلام نے اپنی کتاب ''کتاب القراءت'' کے آغاز میں ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے اسمائے گرامی کا ذکر کیا ہے جو وجوہ قراءت کے ناقل ہیں۔

ان تمام قرا کی قراءت کی اصل اور مدار نقل پر ہے، اس میں قیاس کا کوئی دخل نہیں؛ بل کہ ہر قراءت کسی نہ کسی جلیل القدر صحابیؓ تک پہنچتی ہے، امام جلیل علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں ؎

وما لقياس في القراءة مدخل   فدونک ما فيه الرضا متكفلا

(مجلہ شاہ راہ علم محرم تا جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ)

ہمارے صوبۂ گجرات میں علم قراءت حضرات تابعین عظام کے قدوم میمنت لزوم کے ساتھ ہی آ گیا تھا جیسا کہ بعض مؤرخین نے ذکر کیا ہے، سلاطین گجرات کے دور میں حدیث، تفسیر، فقہ کے ساتھ قراءت کا بھی چرچا رہا، زمانہ کے حالات کی تبدیلی کے ساتھ علمی مراکز میں بھی تبدیلی آتی رہی؛ مگر پچھلے دور میں جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل کے قابل وفاضل مہتمم حضرت مولانا احمد بزرگؒ نے جب محدث کبیر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ اور ان کے رفقا کو جامعہ ڈابھیل میں قیام کرنے کی دعوت دی تو جامعہ ڈابھیل کو از ہر ثالث کہا جانے لگا، ان کے اس زریں دور میں علم قراءت وتجوید کے لیے ملک کے مشہور اور عربی زبان کے ادیب قاری محمد یامین صاحب کو صدر قاری کا منصب دیا گیا، جنھوں نے روایت حفص کے ساتھ قراءت سبعہ کی بھی تعلیم شروع فرمائی، ان کے گجراتی شاگردوں میں مرحوم قاری مولوی ابراہیم ڈیسائی ترکیسریؒ اور قاری مرزا نوساری والے کو ہم جانتے ہیں، قاری ابراہیم ڈیسائیؒ صاحب نے پاؤ پارے کا سبعہ میں اجرا کیا تھا۔

اس کے بعد حضرت مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب کے دور اہتمام میں کئی قرا تشریف لائے، جن میں حضرت قاری محمد حسن امروہویؒ فن کے ماہر اور بہت ہی حسن صوت والے تھے، ان کے شاگردوں میں مولوی حافظ محمد منصور بودھانویؒ سے ہم واقف ہیں، اس کے بعد مولانا محمد سعید صاحب بزرگؒ کے دور اہتمام میں قاری محمد رمضان صاحب میواتیؒ کو شیخ القرا کا منصب دیا گیا، مرحوم قاری محمد رمضان صاحب، قاری حفظ الرحمٰنؒ (صدر قاری دار العلوم دیوبند) کے شاگرد تھے اور فن پر ماہرانہ نظر

رکھتے تھے، ان کے شاگردوں میں بعض طلبہ حفص میں اچھے قاری ہوئے ؛ مگر سبعہ میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوسکی، پھر مولانا محمد سعید بزرگؒ کی فکر اور سعی کے نتیجے میں قاری احمد اللہ صاحب بھاگلپوری مدظلہ ڈابھیل تشریف لائے، موصوف نے فن قراءت وتجوید کی تعلیم میں اچھی توجہ فرمائی اور طلبہ کو اس فن میں پختہ کرنے کی سعی بلیغ فرمائی۔

۱۹۶۳ء میں ''دارالعلوم فلاح دارین'' کی بنیاد ڈالی گئی، مولانا غلام محمد نورگتؒ نے قاری محمد رمضانؒ صاحب کو درجۂ تجوید کے لیے دعوت دی، قاری ابراہیم ڈیسائی صاحب اور قاری محمد رمضان صاحب نے بہت عمدگی کے ساتھ خدمات انجام دیں، طلبہ کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے قاری محمد صالح جوگواڑی مدظلہ اور قاری محمد عباس دھرمپوری مدظلہ کا تقرر ہوا۔

ان سب بزرگوں کی محنت سے گجرات میں چند بچے حسن صوت اور تجوید کی رعایت کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے لگے؛ مگر اس کی کمی محسوس ہوتی رہی کہ ایسے فضلا تیار ہوں جو فن تجوید کی کتابیں پڑھا سکیں اور قراءات سبعہ، ثلاثہ، عشرہ کا اجرا کرسکیں۔

اس مقصد کے لیے صوبہ میں کوئی آدمی نظر نہیں آیا تو شمالی ہند کا طویل سفر کرکے اور کئی اساتذہ سے مشورہ کرکے بالآخر لکھنؤ میں جناب قاری محمد انیس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیض آبادی سے رابطہ ہوا، اور ان کو ''دارالعلوم فلاح دارین'' میں شیخ القرا کی حیثیت سے بلایا گیا۔

الحمد للہ! قاری صاحب رحمہ اللہ فن پر مکمل دسترس رکھنے والے اور مکمل یکسوئی کے ساتھ فن کی خدمت کرنے والے استاذ تھے، اس کے ساتھ ذکر وشغل میں بھی

مشغول رہتے تھے، انہوں نے روایت حفص، سبعہ، عشرہ کی تعلیم وتدریس اور اپنی تالیفات کے ذریعہ طلبہ کی ایک معقول تعداد میں فن سے مناسبت پیدا کردی۔

فجزاهم الله أحسن الجزاء !

انہیں کے تلامذہ میں قاری حافظ محمد صدیق صاحب سانسرودی سلمہٗ بھی ہیں، جنہوں نے استاذ گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے آپ کو فن تجوید وقراءت کے لیے وقف کردیا اور اپنی مادر علمی ''فلاح دارین'' میں پچھلے ۳۰/سال سے تدریساً و تالیفاً اس فن شریف کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

آپ نے تدریس کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ فن کی کئی کتابوں کی تشریح وتسہیل فرمائی جو علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوچکی ہیں۔ **فللّٰہ الحمد والشکر !**

فن قراءت میں عشرۂ کبیر معدودے چند اداروں میں پڑھایا جاتا ہے، اس کی تعلیم وتفہیم محنت طلب ہے، ائمہ کے اختلاف کو یاد رکھنا اور اجرا کے وقت اس میں صحیح طریق پر قائم رہنا مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ قاری محمد صدیق صاحب مدظلہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے عشرۂ کبیر کی تعلیم میں ائمۂ فن کی کتابوں سے بھرپور استفادہ کرکے یہ کتاب مرتب فرمائی، متقدمین کی کتابوں کے علاوہ متاخرین ماہرین فن کی تصانیف سے استفادہ کرکے بہت سے مشکل مقامات کو حل کردیا، خصوصاً مصر کے مشہور قاری شیخ محمد بن احمد بن عبداللہ جو ''المتولی'' سے مشہور ہیں (وفات ۱۳۱۳ھ) باوجود فاقد البصر ہونے اپنے دور کے بلند پایہ قرا میں شمار ہوتے تھے، ۱۲۹۳ھ میں ان کو ازہر میں شیخ القرا مقرر

کیا گیا،انہوں نے کئی اعلیٰ درجہ کی کتابیں تصنیف کیں،جن میں (۱) **بدیعة الغرر في أسانيد الأئمة الأربعة عشر** (۲) **مقدمة في قراءة ورش** (۳)**منظومة في القراءات** (۴) **الوجوه المسفرة في إتمام القراءات الثلاث المتممة للعشرة** مطبوع ہیں،ان کے علاوہ کئی مخطوطات کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔(الأعلام للزركلي : ج٦/ص ٢١)

قاری صاحب نے ان کی بعض مطبوعہ کتابوں سے استفادہ فرمایا۔

اسی طرح متاخرین قرا میں شیخ مصطفیٰ بن عبد الرحمٰن بن محمد الازمیری (وفات۱۱۵۶)جنہوں نے ”**عمدة الفرقان في وجوه القرآن**“ اوراس کی شرح ”**بدائع البرهان**“ اور ”**تحرير النشر من طريق العشر**“، ”**تقريب حصول المقاصد في تخريج ما في النشر من الفوائد**“ تحریرفرمائی ہیں؛ مگرافسوس کہ یہ کتابیں غالباً زیورطبع سے ابھی تک آراستہ نہیں ہوئیں۔ **واللّٰہ أعلم!**
(الاعلام ج۷)

قاری محمد صدیق صاحب سلمہٗ نے کتاب کے شروع میں جو پیش لفظ تحریر فرمایا،اس کے مطالعہ سے کتاب کی اہمیت کا پتہ چل سکتا ہے،دل کی گہرائیوں سے دعا نکلتی ہے کہ قاری صاحب نے اس کتاب کے ذریعہ عشرۂ کبیر کی جوخدمت فرمائی ہے اوراس سلسلہ میں جوعرق ریزی کی ہے رب جلیل اس کا بھر پور بدلہ عطا فرمائے اور طالبان فن کواس کتاب سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے،اللّٰہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ قاری صاحب کومزید خدمات کی ہمت اورتوفیق ارزانی فرمائے۔آمین!

ایں دعا ازمن واز جملہ جہاں آمین باد

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وأصحابه أجمعين .

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۱۲/صفرالمظفر ۱۴۳۲ھ

مطابق ۱۷/جنوری ۲۰۱۱ء

(۶)

تجویدوقراءت کا پیغام خدام قرآن کے نام

مرتب: قاری محمد ہارون صاحب فلاحی ڈینڈرولوی پالن پوری

سنہ اشاعت: ۲۰۱۳ء-۱۴۳۴ھ،صفحات: ۲۷۰

عزیزم قاری محمد ہارون صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون! عرض آں کہ عرصہ ہوا آپ کاارسال کردہ ”فن تجویدوقراءت کا پیغام خدامِ قرآن کے نام“ مسودہ موصول ہوا تھا، بندہ سفر میں تھا واپسی میں مصروفیات کے سبب اس پرنظر نہ کرسکا تھا،اب تھوڑی فرصت ملی تو مسودہ پرنظر کی اور کئی مقامات سے پڑھا الحمدللہ! بہت مفید پایا۔

حضرت قاری محمد صدیق صاحب زیدفضلہ الحمدللہ! اس فن پر گہری نظر رکھتے ہیں اورفن کی اہم کتابوں کا مطالعہ فرماتے رہتے ہیں،اس لیے موصوف نے طلبہ کے

لیےفن کے متعلق جو باتیں پیش فرمائی ہیں وہ بہت قیمتی اور لائق توجہ ہیں۔

علوم قرآن میں فن تجوید وقراءت کا مقام بہت بلند ہے اورفن قراءت اساتذہ سے محنت شاقہ اورتوجہ کامل کے بعد ہی صحیح طریقہ سے حاصل ہوسکتا ہے، اساتذہ کے ساتھ طویل صحبت اوران کی رہنمائی کے مطابق مشق وتمرین ہی فن میں پختگی پیدا کرسکتی ہے۔

پھر یہ فن بہت باریک ہے، ایک ماہرفن ہی اس کی مشکلات کوحل کرسکتا ہے۔الحمدللہ! محترم قاری محمد صدیق صاحب زیدمجدہ کوطویل عرصہ سے اس فن کے پڑھنے پڑھانے کی سعادت حاصل رہی ہے، اس لیے وہ ہمیشہ طلبہ کوآسان اسلوب میں مختلف مسائل کی تفہیم فرماتے ہیں۔**فجزاهم الله أحسن الجزاء !**

آپ کواللہ تعالیٰ جزائے خیرعطافرمائے کہ آپ نے ایک ماہرفن کے پیغام کومرتب فرماکرطلبہ کے لیے قیمتی تحفہ تیارکردیا ہے، دعاہے کہ اللہ آپ کی اس خدمت کوشرف قبولیت عطافرمائے اورفن تجوید وقراءت کے شایقین کے لیے اس کتاب کو مفید بنائے۔

هذا ما عندي، والصواب عند الله، وإليه المرجع والمآب، وصلى الله تعالىٰ على النبي الكريم، وصلى الله وسلم تسليماً .

احقرعبداللہ غفرلہ کاپودروی

۲۷/رجب المرجب۱۴۳۴ھ

۷/جون۲۰۱۳ء

بسم الله الرحمن الرحيم

قل إن صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين

صدق الله العظيم

قرآنیات

(۷)

الإكيسر في قواعد التفسير

از حضرت مولانا رضوان الدین صاحب معروفی مدظلہ

شیخ الحدیث: جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

سنہ طباعت: ۱۴۳۱ھ-۲۰۱۰ء، صفحات: ۳۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید نے انسان کی تخلیق کا مقصد ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: ”**وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون**“ مگر یہ عبادت اور بندگی کا طریقہ کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی مرضیات کس طرح حاصل ہوسکتی ہے؟ اس کو جاننے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ اور رجال اللہ (انبیا علیہم السلام) کو ذریعہ بنایا۔

کتاب اللہ وحی جلی ہے اور احادیث شریفہ وحی خفی ہیں، اسی لیے علمائے امت نے ان دونوں کو شریعت اسلامیہ کا اصل ماخذ قرار دیا ہے، قرآن مجید کو سمجھنے اور اس سے احکام کا استنباط کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے معانی ومفاہیم کا صحیح ادراک کیا جائے۔

اسی لیے قرن اول سے آج تک علما نے قرآن مجید کی تفسیر کی طرف خصوصی توجہ مبذول کی ہے، اور آج تک سیکڑوں تفسیریں وجود میں آگئی ہیں، قرآن مجید کے احکام اور اس کے معانی، اس کے معجزانہ پہلو، اس کی بلاغت وغیرہ کے ہر ہر گوشے پر مصنّفین نے قلم اٹھایا ہے۔

اور پھر علمانے قرآن مجید کی تفسیر کے لیے قواعد مقرر کیے؛ تاکہ اہل ہویٰ من مانی تفسیر کر کے گمراہی کا باب نہ کھول سکیں۔

کیوں کہ تفسیر کے قواعد کے یہ معنی بیان کیے گئے کہ:

''قواعد التفسیر'' ان بنیادی اصولوں کو کہا جاتا ہے جن کے ذریعہ قرآن مجید کے معانی سمجھنے اور ان معانی سے استفادہ کی کیفیت کا علم ہو، اہل علم حضرات نے مستقل ''قواعد التفسیر'' پر کتابیں لکھی ہیں۔

عربی زبان میں اس موضوع سے متعلق کافی مواد موجود ہے؛ مگر اردو میں اس پر کم کام ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا محمد رضوان معروفی مدظلہ العالی (شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا) کو جن کو اللہ تعالیٰ نے خالص علمی مزاج عطا فرمایا ہے اور ہمیشہ علمی کاموں میں مصروف رہتے ہیں، آپ نے علم تفسیر کے طلبا و اساتذہ کی سہولت کے لیے کئی اہم کتابوں کو سامنے رکھ کر سلیس اور عام فہم انداز میں '' **الإكسير في قواعد التفسير** '' کے نام سے یہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔

کتاب کی اہمیت جاننے کے لیے اس کی اجمالی فہرست ہی کا مطالعہ کافی ہے کہ مولانا نے کتنی اہم باتوں کو جمع کر دیا ہے۔

اور پھر اصل عربی قواعد کی بہترین تشریح فرماتے ہوئے مثالیں بھی بیان کر دی ہیں؛ تاکہ تفسیر کا طالب علم سہولت سے ان قواعد کو سمجھ سکے، یقیناً یہ اہم خدمت

ہے جو حضرت مولانا کے قلم سے انجام پذیر ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مدظلہ کو اس خدمت جلیلہ پر بہترین بدلہ عطا فرمائے، اور اہل علم کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اہل مدارس کو چاہیے کہ ''جلالین شریف'' پڑھنے والے طلبہ کو اس کے مطالعہ کرنے اور اس کتاب سے مکمل استفادہ کرنے کی تاکید فرماویں، اس لیے کہ اردو میں ایسی کتابیں کم یاب ہیں۔

هذا ما عندي، والله أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب .

فقط والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۳؍ربیع الاول ۱۴۳۱ھ - ۱۸؍فروری ۲۰۱۰ء

(۸)

ترادف الألفاظ في القرآن

از مولانا عبدالستار صاحب اعظمی قاسمی

ناشر: جامعہ اکل کوا، صفحات: ۱۵۰

الحمد للّٰه رب العالمين، والصلاة والسلام على عبده ورسوله النبي الكريم، وأصحابه أجمعين. أما بعد!

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بسنے والے انسانوں کو مختلف زبانیں عطا فرمائی ہیں، جو ایک دوسرے سے کافی مختلف ہیں، یہ اِختلاف السنہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت

اوراس کی خلاقیت کی عظیم نشانیوں میں سے ہے کما قال تعالیٰ: ﴿ومن اٰیاته اختلاف ألسنتکم وألوانکم﴾ مگران زبانوں میں عربی زبان کواللہ تعالیٰ نے خصوصی مقام عطافرمایا ہے، اس زبان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغام قرآن مجید کے لیے منتخب فرمایا ہے۔

اس زبان کی فضیلت اور خصوصیت پر علمانے بہت کچھ لکھا ہے، اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ ایک ایک معنی کو ادا کرنے کے لیے کئی کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں جو مترادفات کہلاتے ہیں؛ مگران مختلف الفاظ میں کچھ نہ کچھ معنوی فرق ہوتا ہے۔ علمانے ان فروق کو سمجھانے کے لیے بھی مختلف کتابیں لکھی ہیں، اس سلسلہ کی ایک کتاب ''مترادفات القرآن'' بھی ہے، جس کے مؤلف مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب ہیں، مولانا عبدالستار صاحب الاعظمی مدظلہ العالی نے اس کو مرتب انداز میں نئے طرز پر ڈھالا ہے۔

بندہ نے اس کے چند مقامات پر نظر ڈالی اور طلبا کے لیے اس کو مفید پایا ہے، مولانا مدظلہ العالی نے مقدمہ میں مختلف لغات ومعاجم کی کتابوں کا تعارف کروایا ہے اوران کے خصائص تحریر فرمائے ہیں، جو مدرسہ کے طلبا کے لیے بہت کارآمد چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطافرمائے اور طلبا اور عربی زبان سے دلچسپی رکھنے والوں کو اس سے نفع پہنچائے۔ آمین!

فقط والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ ۶ر ذی قعدہ ۱۴۳۰ھ–مطابق ۲۶ر اکتوبر ۲۰۰۹ء

(۹)

اللؤلؤ والمرجان في لطائف القرآن

از مولانا رضوان الدین معروفی مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ جل مجدہ نے اپنے آخری نبی سید الانبیا والمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیامت تک کے آنے والے انسانوں کی ہدایت ورہ نمائی کے لیے قرآن مجید نازل فرمایا، اس کتاب مقدس کو عربی مبین میں اتارا، جو اپنے الفاظ ومعانی میں ایسا معجز ثابت رہا کہ عرب کے بڑے بڑے شعرا اور فصحا وبلغا اس کی نظیر لانے سے قاصر ہوگئے، اس کے اولین مخاطب کلام کے حسن وقبح سے واقف تھے اور فصاحت وبلاغت کے شہ سوار تھے؛ مگر قرآن مجید کو سن کر وہ حیرت زدہ رہ جاتے تھے۔

قرآن مجید اپنے اندر بہت سے علوم کو لیے ہوئے ہے، علمائے امت نے علوم القرآن پر کتب خانے تیار کروائے، کسی نے قرآن مجید کے صرف ونحو پر توجہ دی، کسی نے ناسخ ومنسوخ پر قلم اٹھایا، کسی نے اس کے مشکل الفاظ کی تشریح میں کتاب تیار کی تو کسی نے اس کی فصاحت وبلاغت کو واضح کرنے کے لیے سعی بلیغ فرمائی، کسی نے استخراج مسائل پر توجہ دی، غرض یہ کہ اس چودہ سو سالہ مدت میں سیکڑوں کتابیں علوم القرآن پر تیار ہو چکی ہیں۔

شیخ الامام عبدالقادر جرجانی نے ''اسرار البلاغة'' اور ''اعجاز القرآن'' جیسی

جامع اور فن کی عظیم الشان کتابیں تیار فرمائیں، باقلانی اور خطابی نے بھی اعجاز القرآن پر تصنیفیں چھوڑیں۔

قرآن مجید کے مجازات پر شریف الرضی نے بھی اچھی محنت کرکے ''تلخیص البیان فی مجازات القرآن'' جیسی بہترین کتاب پیش کی، متاخرین میں بھی بہت سے علما نے علوم القرآن اور اعجاز القرآن پر جدید اسلوب میں کتابیں شائع فرمائی ہیں۔

اردو زبان میں اعجاز القرآن اور نکات القرآن پر متفرق کتابوں میں بحث پائی جاتی ہے؛ مگر اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا رضوان الدین المعروفی زادہ اللہ علماً وفضلاً کو کہ انہوں نے تفسیر روح المعانی، کشاف اور بہت سے قدیم اور جدید مراجع کو سامنے رکھ کر ''**اللؤلؤ والمرجان في لطائف القرآن**'' تیار فرمائی، اس کتاب کے کچھ حصہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا، اس میں علوم بلاغت اور نکات القرآن کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والے علما وطلبا کے لیے بہت ہی مفید اور کارآمد چیزیں جمع کردی گئی ہیں۔

ہمارے مدارس عربیہ کے تفسیر پڑھنے والے طلبا کے لیے اس کتاب میں بہت ہی قیمتی باتیں آگئی ہیں، مؤلف مدظلہ نے واقعی اس کی تیاری میں بہت محنت اور جاں فشانی فرمائی ہے۔ **فجزاه الله عنا جميعا خير الجزاء !**

اللہ تعالیٰ مؤلف مدظلہ کی اس عظیم خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور طالبانِ علوم قرآنیہ کو اس کتاب کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔ آمین!

والسلام......احقر عبد اللہ غفرلہ کاپودروی

(۱۰)

جامع النقول في أسباب النزول جلد اول

مؤلف: مولانا محمد ادریس پٹیل فلاحی ورٹھی

سنہ اشاعت: محرم ۱۴۲۹ھ - جنوری ۲۰۰۸ء، صفحات: ۷۰۷
ناشر: ادارہ فیض دارین ورٹھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين الذي أنزل القرآن على عبده ليكون للعالمين نذيرا، والصلاة والسلام على سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم الذي بلغ الرسالة وأدى الأمانة، وعلى اله وأصحابه أجمعين .

أما بعد !

قرآن مجید کے مطالب ومفاہیم کے سمجھنے کے لیے جن علوم کی ضرورت ہے ان میں ایک اسباب نزول کا جاننا بھی ہے۔ علمائے متقدمین نے اسباب نزول کے موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ شیخ علی بن مدینی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اس موضوع پر تالیف فرمائی جیسا کہ علامہ سیوطیؒ نے ذکر فرمایا ہے: **أفرده بالتصنيف جماعة، أقدمهم علي بن المديني شيخ البخاريؒ** ۔(الإتقان، ص ۲۸، طبع پاکستان)

مگر ان مصنفین میں واحدی زیادہ مشہور ہوئے، شان نزول کے بارے میں

بعد میں لکھنے والوں نے اس کو مرجع بنایا ہے، جعبری نے اس کی تلخیص کی ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے بھی اسباب نزول پر کتاب مرتب فرمائی تھی؛ جو شائع ہو چکی ہے۔

برصغیر کے مفسرین نے بھی اپنی اردو تفسیروں میں شان نزول پر کلام کیا ہے، بعض کم علم لوگوں نے اسباب نزول کی اہمیت کا انکار کیا ہے؛ مگر یہ خیال باطل ہے۔ اسباب نزول علم تفسیر کے لیے بہت ضروری ہے، علما نے اسباب نزول کے فوائد پر تفصیلی کلام کیا ہے۔ زرکشی کی " **البرهان في علوم القرآن** " اور دیگر تفاسیر میں اس کی تفصیلات دیکھی جا سکتی ہیں۔

اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر عزیزم مولوی محمد ادریس فلاحی سلمہٗ نے بھی اردو اور عربی میں متقدمین ومتأخرین کی کتابوں کو سامنے رکھ کر پیش نظر کتاب تالیف فرمائی ہے، جو قرآن کے طالبین کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

بندہ اپنی علالت کی وجہ سے ان کی کتاب کا مکمل مطالعہ نہیں کر سکا؛ مگر دیگر مستند اور علم تفسیر سے خصوصی تعلق رکھنے والے اساتذہ کی توثیق کو پیش نظر رکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب اس موضوع کے ضروری مباحث کو سلیس عبارت میں پیش کرنے میں کامیاب ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کو اس خدمت جلیلہ پر بہترین اجر عطا فرمائے اور قرآنیات کے طلبا کے لیے اس کو نافع بنا کر آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین! والسلام

احقر عبد اللہ غفرلہ کاپودروی

۳۰ رذی قعدہ ۱۴۲۸ھ - ۱۱ ردسمبر ۲۰۰۷ء

(۱۱)

قرآن کریم کی آیات مشکلہ اور ان کا حل

مؤلف: مفتی محمد عرفان آنندی مظاہری

ناشر: اقرأ بک ڈپو دیوبند، صفحات: ۳۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين، وعلى اٰله و أصحابه أجمعين . أما بعد!

قرآن مجید حق تعالیٰ شانہ کی آخری کتاب ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انسانیت کی ہدایت کے لیے نازل کی گئی اور یہ ایسی کتاب ہے جو تمام علوم کی جامع ہے، کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

جميع العلوم في القرآن لكن　　تقاصرت عنه أفهام الرجال

مفسرین کرام نے قرآن مجید کے ہر علم پر مستقل بحثیں کیں اور اس کے کسی گوشے کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے، کسی نے اس کی فصاحت و بلاغت پر قلم اٹھایا اور دنیائے بلاغت پر اس کے اعجاز کو ظاہر کر دیا جیسے علامہ زمخشریؒ کی "تفسیر کشاف" اس کی واضح مثال ہے، کسی نے اس کے احکام وفقہ پر شرح وبسط کے ساتھ بحث کی؛ چناں چہ "احکام القرآن" کے نام سے متعدد تفاسیر منصۂ شہود پر آئیں، کسی نے اس کے اعراب اور نحو وصرف کو اپنا موضوع بنایا جیسے علامہ محی الدین الدرویشؒ، علامہ مکی ابن ابی طالب اور علامہ محمود ساعاتیؒ کی اعراب القرآن، اس کے علاوہ فلسفہ، علم کلام،

تصوف وسلوک، دعوت وتبلیغ جیسے ہر موضوع پر مستند ومعتبر، محقق ومدقق کتب تحریر فرما کر کتب خانے بھر دیے، جس میں قرآن مجید سے شغف رکھنے والوں کے لیے سیرابی کا بھرپور سامان موجود ہے۔

اسی طرح ایک موضوع ہے ”مشکلات القرآن“، یعنی مستشرقین اور طبیعت میں کجی رکھنے والوں کی جانب سے ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات، اس پر بھی ”مشکلات القرآن“، ”أسئلة القرآن وأجوبتها“ نامی بے شمار کتابیں لکھی گئیں، جیسے ابھی میرے سامنے علامہ ابن قتیبہ الدینوریؒ کی ”تأویل مشکلات القرآن“ ہے، جس میں جہاں قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر بحث کی گئی ہے، وہیں اہل باطل کی جانب سے پیش آنے والے اعتراضات کے وافی وشافی جوابات موجود ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی بنام ”آیات مشکلہ اوران کا حل“ جواں سال عالم دین مفتی محمد عرفان آنندی کا تالیف کردہ مجموعہ ہے، موصوف چوں کہ حضرت مفتی عبداللہ صاحب المظاہری بانی وشیخ الحدیث جامعہ ہانسوٹ کے تربیت یافتہ ہیں، اس لیے ان میں تحقیقی مزاج موجود ہے اور یہی حال ان کے ہر صحبت وتربیت یافتہ عالم کا ہے، میں نے کتاب کے جستہ جستہ مقامات پر نظر ڈالی، ہر جواب محقق انداز میں عربی عبارت کے ساتھ تحریر کیا ہے، کتاب مجھے بہت پسند آئی، ان شاءاللہ متعلمین ومعلمین کے لیے یکساں طور پر مفید ثابت ہوگی۔ فقط والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ ۱۰؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ - ۲۲؍ اپریل ۲۰۱۴ء

(۱۲)

لطائف سورۂ یوسف جلد اول

افادات: حضرت اقدس مولانا ابرار احمد صاحب دھلویؒ

مرتب: مولانا عبدالسلام صاحب لاجپوری

ناشر: مکتبہ سلیمانیہ لاجپور، سنہ طباعت: ۱۴۳۳ھ-۲۰۱۲ء، صفحات: ۲۸۲

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے بہت سے پیغمبر اور رسولوں کو مبعوث فرمایا اور ان پر کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے؛ مگر نبیِ آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا تو ان پر خاتم الکتب یعنی قرآن مجید نازل فرمایا اور قیامت تک اس کی حفاظت وصیانت کا بھی اعلان فرمایا؛ چناں چہ ارشاد فرمایا ”إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون“

چناں چہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایسے علما پیدا فرمائے جنھوں نے اس کے الفاظ کو یاد کیا، اس کے معنی اور مطالب کو سمجھا، اس کے طریقۂ ادا کو محفوظ کیا، حفاظ، قرا اور مفسرین نے ہر ہر پہلو سے اس کتاب مبین کی حفاظت کا حق ادا کر دیا اور قرن اول سے لے کر ہمارے زمانہ تک برابر یہ سلسلہ جاری ہے۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب ہے جس کے علوم ومعارف پر سیکڑوں تفسیریں لکھی گئیں اور دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے علمی جواہر پاروں کو پھیلایا گیا؛ مگر اب بھی ہر دور میں علما اس کے پوشیدہ خزانوں کو نکالنے میں مصروف ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے حضرت مولانا سید ابرار احمد صاحب دھلوی رحمہ اللہ کی سورۂ یوسف کی تفسیر موجود ہے، مولانا رحمہ اللہ نے ۱۹۸۹ء میں کلپٹن، لندن

میں رمضان المبارک گزارا تھا اور ان مبارک ایام میں سورۂ یوسف کی تفسیر اپنے مخصوص انداز میں بیان فرمائی تھی، جس کو سی ڈی سے حضرت مولانا عبد السلام صاحب نے نقل کر کے مرتب فرمایا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت مولانا ابرار احمد صاحب رحمہ اللہ کو بلند پایہ علمی ذوق عطا فرمایا تھا، علم تفسیر اور علم حدیث سے خصوصی لگاؤ تھا، جامعہ ڈابھیل اور دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر میں ہمیشہ تفسیر وحدیث کی کتابیں زیر درس رہی تھیں، اور مولانا کا طرز بیان اور طریقۂ تفہیم بھی ممتاز تھا، علمی نکات، دل چسپ واقعات، اور سہل وسلیس اردو زبان میں مولانا جب بیان فرماتے تھے تو طلبہ اور عوام دونوں بہت متاثر اور محظوظ ہوتے تھے۔

حضرت مولانا رحمہ اللہ کے ان علمی آثار کو محفوظ کرنے کی ضرورت تھی، مولانا کی تقاریر اور مواعظ تو الحمدللہ! ''فیض ابرار'' کے نام سے چھپ کر مقبول عام وخاص ہوگئے ہیں، اور مولانا کے بعض تلامذہ مولانا کے جلالین شریف کے درس کو بھی مرتب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے عزائم کی جلد تکمیل فرمائیں۔ آمین!

بہر حال یہ سورۂ یوسف کی تفسیر بھی بہت قیمتی ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اہل علم اس سے استفادہ کریں گے۔

اللہ رب العزت مولانا رحمہ اللہ اور مرتب وناشر کو بہترین بدلہ عطا فرمائیں اور آخرت میں ان کے درجات کی بلندی کا سبب بنائیں۔ آمین!

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ نزیل لندن، ۱۹ر مئی ۲۰۰۹ء



حدیث واصول

(۱۳)

الأحاديث الضعيفة ومكانتها عند المحدثين

لفضيلة الشيخ يوسف الصادق ديوزبري

الناشر: ادارہ تالیفات محمودیہ، باٹلی یوکے

سنہ اشاعت: ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء، صفحات: ۴۰

الحمد للّٰه رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين، وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم إلى يوم الدين .

فقد استلمت من الأخ الفاضل الشاب الصالح المولوي مرغوب أحمد الاجفوري–زاده اللّٰه علما وفضلاً–رسالة قيمة حول موضوع " الأحاديث الضعيفة "

ألفها ورتبها الأخ الفاضل يوسف الصادق حفظه اللّٰه، فقرأت هذه الرسالة من أولها إلى آخرها، ووجدتها نافعة ومفيدة في موضوع العمل با لأحاديث الضعيفة والموضوع الذي أثار حوله الجدل والشبهات بعض من ليس لهم معرفة صحيحة بعلوم الحديث وأئمة الحديث المشهورين والمصنفين المعروفين الذين اتفق العلماء على صحة كتبهم وثقاهتهم وفقاهتهم رحمهم اللّٰه تعالىٰ أجمعين.

فجزى الله تعالىٰ عنا وعن جميع المسلمين المؤلف حفظه الله، فإنه نقح المسئلة تنقيحا، وكتب حد الحديث الضعيف وحكمه مستندا من أقوال أئمة الحديث لا يدع المجال للشک في هذه المسئلة .

فنرجو من طلبة العلم خصوصاً طلبة علوم الحديث الشريف أن يعتنوا بهذه الرسالة وينتفعوا بها، فإنها مع وجازتها مفيدة ونافعة في الباب إن شاء الله تعالىٰ .

والله أسأل أن يرزق أخانا الفاضل مزيداً من التوفيق لنشر علوم الحديث الشريف وغير ذالک من العلوم النافعة، فإنه سميع قريب مجيب .

وقل اعملوا فسيرى الله عملكم

أخوكم في الله

عبد الله غفرله ولوالديه

نزيل تورنتو، كنادا

۲۵/رجب المرجب ۱۴۲۰ھ

۳/ نوفمبر ۱۹۹۹

(۱۴)

صحیح بخاری شریف کے ایک سو عبرت آمیز واقعات

ازمولانا محمد الیاس صاحب مظاہری شیخ الحدیث جامعہ حمیدیہ پالونی

سنہ اشاعت: جولائی ۲۰۱۰ء- رجب ۱۴۳۱ھ، صفحات: ۲۸۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذي أنزل في كتابه العزيز أحسن القصص لتثبيت قلوب عباده، والصلاة والسلام على نبيه ورسوله الذي قص لأمته قصصا لتنوير فكرهم، ونموذ جا صالحا لاقتداء هديهم، وعلى آله وأصحابه وأتباعهم أجمعين .

علمائے تعلیم وتربیت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ بچوں اور بڑوں دونوں کی تعلیم وتربیت کے لیے قصص وحکایات بہترین ذریعہ ہیں، ہمارے ملک کے ایک فلسفی بیدبا نے وقت کے بادشاہ کی رہنمائی کے لیے ''پنچ تنتر'' نامی ایک کتاب لکھی تھی، جس میں پرندوں اور جانوروں کی حکایات کے ذریعہ بادشاہ کو نصیحتیں کی گئی ہیں، جس کا دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا گیا، عربی میں '' كليلة ودمنة '' اسی کتاب کا ترجمہ ہے، جو عربی ادب میں معروف کتاب ہے۔

قرآن مجید نے امم سابقہ کے بہت سے عبرت انگیز قصے نقل فرمائے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلف مواقع میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے قصص وحکایات بیان فرمائی ہیں۔

اسی طرح اولیائے امت نے بھی قصص وحکایات کے ذریعہ اصلاح کا کام کیا ہے، شیخ سعدیؒ، علامہ جلال الدین رومیؒ وغیرہم کی کتابیں اسی کی عمدہ مثالیں ہیں اور حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے صحیح فرمایا ہے کہ حکایتیں اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں، جن سے مریدین کے دلوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے، متعلمین کی تعلیم وتربیت میں حکایات وقصص بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے مولانا محمد الیاس صاحب مظاہری مدظلہ العالی کو جو کئی سالوں سے ”جامعہ حمیدیہ پانولی“ میں شیخ الحدیث ہیں، آپ صحیح بخاری شریف سے سو حکایات جمع کر کے مع اس کے ترجمہ وتشریح شایع کر رہے ہیں، تاکہ امت کے ہر طبقہ کے لیے نافع ہو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ”الجامع الصحیح“ کے لیے علما کا اتفاق ہے کہ: ”أصح الكتب بعد كتاب الله الصحيح البخاري“ اس میں مندرج حکایات ہر طرح قابل اعتماد اور شک وشبہ سے مبرا ہیں۔

امید ہے کہ امت کے لیے یہ کتاب نافع ہوگی، یہ ایک مفید خدمت ہے، اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مؤلف مدظلہ اور ان کے جملہ رفقا کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین!

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

فقط والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ مقیم حال ٹورنٹو، کینیڈا

۲۳/رجب المرجب ۱۴۳۱ھ – ۵/جون ۲۰۱۰ء

(۱۵)

فيضان الباري على ثلاثيات البخاري

از مولانا محمد الیاس صاحب مظاہری شیخ الحدیث جامعہ حمیدیہ پانولی

طباعت: اگست ۲۰۰۷ء–صفحات: ۱۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لوليه، والصلاة على أهلها. أما بعد!

امت کا تقریباً اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد امیر المؤمنین فی الحدیث ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ کی ”الجامع الصحیح“ سب سے صحیح کتاب ہے، اسی لیے علمائے محدثین نے اس عظیم کتاب کی طرف بہت زیادہ اعتنا فرمایا، مختلف زمانوں اور مختلف زبانوں میں اس کی شروحات لکھی گئیں اور ہر مصنف نے الگ الگ پہلو سے اس پر کلام کیا۔

بعض علما نے امام بخاریؒ کی ”ثلاثیات“ پر رسالے تصنیف فرمائے، حضرات محدثین کے نزدیک علو سند کی بہت زیادہ اہمیت ہے؛ اس لیے وہ روایات جن میں مصنف رحمہ اللہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف تین واسطے ہوں بہت زیادہ اہم سمجھی گئی ہیں۔

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ۲۲/ثلاثی روایات ذکر فرمائی ہیں، ان میں گیارہ روایات مکی بن ابراہیم سے منقول ہیں، جو امام اعظمؒ کے خاص شاگرد ہیں،

۶/روایات ابوعاصم النبیل ضحاک بن مخلدؒ سے مروی ہیں، یہ بھی امام اعظمؒ کے شاگرد ہیں، ۳/روایتیں محمد بن عبداللہ انصاریؒ سے منقول ہیں، یہ امام ابو یوسف اور امام زفرؒ کے شاگرد ہیں، اس طرح ۲۲/ میں ۲۰/ روایتیں حنفی مشایخ سے مروی ہیں، باقی دو روایتوں کو خلاد بن یحییٰ کوفیؒ اور عصام بن خالد حمصیؒ نے روایت کیا ہے۔

صاحب کشف الظنون نے ثلاثیات بخاری کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ اس پر محمد شاہ بن الحاج حنفی (م ۹۳۹ھ) کی لطیف شرح ہے، نیز ملا علی قاری ہروی صاحب مرقاۃ (م۱۰۱۴ھ) کی بھی تعلیقات ہیں، جو طبع ہو چکی ہیں۔

اسی طرح شیخ عبدالباسط قنوجی (م۱۲۲۳ھ) نے فارسی میں " **نظم اللآلي شرح ثلاثيات البخاري** "کے نام سے شرح لکھی ہے، شیخ یحییٰ بن امین عباسی الہ آبادی م۱۱۴۴ھ نے " **إغاثة القاري شرح ثلاثيات البخاري**" تالیف فرمائی ہے، بعض علما نے " **إعانة القاري**" نام لکھا ہے۔

پیش نظر رسالہ " **فيضان الباري على ثلاثيات البخاري**" حضرت مولانا محمد الیاس مظاہری زید مجدہ شیخ الحدیث جامعہ حمیدیہ پانولی ضلع بھروچ کی عمدہ تالیف ہے؛ چوں کہ مولانا مدظلہ کافی عرصہ سے بخاری شریف کا درس دے رہے ہیں؛ اس لیے آپ نے سہل انداز اور سلیس عبارت میں ثلاثیات کا ترجمہ، تشریح اور رواۃ پر کلام فرمایا ہے، ساتھ ساتھ فقہ حدیث پر بھی مختصر اشارات فرمائے ہیں، طالبان علوم نبوت کے لیے یہ رسالہ خاصے کی چیز ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مدظلہ کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور طالبان علوم نبوت کو استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

وماذالک علی اللّٰہ بعزیز!

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

فقط والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ ۱۸/ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ یوم الجمعہ-۲۵/اپریل ۲۰۰۸ء

(۱۶)

صحیح بخاری شریف کا آخری درس

از حضرت مولانا عمر فاروق صاحب لوہاروی مدظلہ، شیخ الحدیث دارالعلوم لندن

مرتب: حضرت مولانا الیاس صاحب لوہاروی مدظلہ

ناشر: جامعہ ابوہریرہؓ گوسمبا، سنہ اشاعت: جمادی الاخری ۱۴۳۰ھ، صفحات: ۱۲۶

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

اللہ رب العزت نے انسانیت کی ہدایت اور کفر وشرک کی ضلالت سے نکال کر نور ایمان کی طرف لانے کے لیے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دینی مقدس کتاب کو نازل فرمایا، جس کے بارے میں خود رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا کہ ﴿**کتٰب أنزلناه إليک لتخرج الناس من الظلمات إلى النور**﴾ (إبراهيم: ۱)

یہ کتاب مبین تو وحی جلی ہے، اور جبرئیل امین کے واسطہ سے براہ راست رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ وحی خفی ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر القا کی جاتی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب ضرورت وموقع صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تعلیم فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے بارے میں بھی قرآن مجید شہادت دے رہا ہے، کہ وہ وحی کی ایک صورت تھی اور اس میں آپ کی خواہشات کا کوئی دخل نہ تھا، فرمایا گیا: ﴿**وما ينطق عن الهوى، إن هو إلا وحي يوحىٰ**﴾۔ (النجم ۳، ۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات عالیہ کو حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پوری امانت داری سے تابعین رحمہم اللہ تک پہنچایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی اقوال، اعمال، تقریرات کو حدیث کا نام دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان احادیث مبارکہ کی حفاظت کے لیے امت میں ایسے ایسے جلیل القدر رجال پیدا فرمائے کہ جن کے حافظے، دیانت، صدق کی مثال دوسری امتوں میں ملنا دشوار ہے۔

یہ وہ محدثین عظام کی جماعت ہے جنہوں نے دور دراز کے سفر کر کے احادیث کو جمع کیا، اور اس کی صحت وسقم کو جانچنے، پرکھنے کے لیے اصول مقرر فرمائے، فن اسماء الرجال ایجاد کیا، اور اس طرح احادیث پاک کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کر دیا گیا، **فجزاهم الله عنا وعن جميع المسلمين خير الجزاء !**

محدثین کرام کی اس مقدس جماعت میں حضرت امام جلیل محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سب سے بلند مقام پر ہیں، جن کی مشہور کتاب ''**الجامع الصحيح للبخاري**'' جملہ کتب حدیث پر فوقیت رکھتی ہے، اور علمائے امت نے

متفق ہو کر فیصلہ کیا ہے: **أصح الكتب بعد كتاب الله الصحيح للبخاري .**

اللہ جل جلالہ نے اس کتاب کو جو مقبولیت عطا فرمائی ہے وہ محتاج بیان نہیں، مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے آج تک ہر طبقہ، ہر زمانہ میں اس کی تعلیم وتعلم کا سلسلہ برابر جاری ہے، عرب وعجم میں تو عربی اسلامی درس گاہوں کا شمار کرنا مشکل ہے؛ مگر اب مشیت الٰہی سے یورپ، امریکہ، کینیڈا، میں بھی بخاری شریف اور دیگر کتب حدیث شریف کے درس کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے، اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے، **فللّٰه الحمد و المنة !**

انہی مبارک درس گاہوں میں برطانیہ کے شہر ''لندن'' میں ''دارالعلوم لندن'' نامی مشہور ادارہ ہے، جہاں پچھلے کئی سالوں سے دورۂ حدیث شریف کا سلسلہ جاری ہے، عزیزم حضرت مولانا محمد فاروق لوہاری حفظہ اللہ ورعاہ جیسے جواں سال وجواں ہمت عالم بخاری شریف کا درس پورے امعان وتحقیق سے دے رہے ہیں، مولانا مدظلہ کو مطالعہ کا بہت پاکیزہ ذوق ہے، ان کی تقریر اور تحریر علمی مگر سلیس انداز میں ہوتی ہے، اسی لیے کئی مدرسوں میں حضرت مدظلہ العالی کو دعوت دے کر استفادہ کیا جاتا ہے۔

''مدرسۃ البنات لندن'' میں ختم بخاری شریف کے لیے موصوف کو دعوت دی گئی تو وہاں بخاری شریف کے آخری باب کی حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے بہت قیمتی مضامین بیان فرمائے، اہل علم حضرات نے اس کی افادیت کے پیش نظر اس تقریر پر نظر ثانی اور کچھ اضافہ کے بعد اشاعت کا مشورہ دیا، تاکہ دیگر مدارس کے طلبہ بھی مستفید ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا محمد الیاس لوہاروی حفظہ اللہ (استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل) کو کہ انہوں نے پوری محنت سے تقریر کو ضبط کر کے اس کو مرتب فرمایا، **فجزاه الله عن جميع المسلمين خير الجزاء. آمين !**

"جامعہ ابو ہریرۃؓ کوسمبا" کے مہتمم مولانا شعیب صاحب بھی اہل علم کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس کی طباعت کا نظم فرمایا، اللہ جل جلالہ ان تمام حضرات کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، اور علم حدیث کے طالبین کو اس قیمتی رسالہ سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ فقط والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/۱۰؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ-۵؍مئی ۲۰۰۹ء

(۱۷)

إتحاف البردة بشرح الرتبة في نظم النخبة

شارح: مفتی محمد شاہد صاحب قاسمی، سنہ اشاعت: ذوقعدہ ۱۴۳۰ء-نومبر ۲۰۰۹ء

ناشر: دارالفکر احمد آباد، صفحات: ۱۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا و مصليا، أما بعد !

دنیائے علم حدیث کے مایۂ ناز محدث، جبل العلم، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م۔۸۵۲) کی تالیف "نخبۃ الفکر" فن اصول حدیث میں اپنی ترتیب و تحقیق اور جامعیت و شاملیت کے اعتبار سے امتیازی شان کی حامل ہے، اس میں غایت درجہ اختصار کے پیش نظر خود مؤلف علام نے "نزہۃ النظر" کے نام سے اس کی نہایت

گراں قدر توضیح فرمائی ہے، ان دونوں متن و شرح کو ارباب علم وفن کے نزدیک غیر معمولی پذیرائی اور قبولیت عامہ حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے منظر عام پر آنے کے بعد سے اب تک برابر مختلف حیثیتوں سے ان پر کام ہوتا رہا ہے، مدارس عربیہ میں مستقل ان کی تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔

چوں کہ نثری کلام کے مقابلہ میں منظوم کلام حفظ کرنا سہل ہوتا ہے، اس لیے بہت سے لوگوں نے "نخبۃ الفکر" کی افادیت کا احساس کرتے ہوئے اسے "نظم" میں ڈھالنے کی قابل قدر سعی کی ہے، ان میں سے مؤلف علام حافظ ابن حجرؒ کے معاصر اور حافظ عراقی و بدرالدین زرکشیؒ کے شاگرد رشید کمال الدین محمد بن محمد بن حسن التمیمی الشمنی (م۔۸۲۱ھ) بھی ہیں، آپ کا "منظومہ" اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ خود مؤلف علام حافظ ابن حجر کی زندگی میں تیار ہو چکا تھا اور دیگر "منظومات" کے مقابلہ میں اس میں سلاست و روانی کے علاوہ کسی قدر آسانی بھی ہے۔

البتہ اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری تھا کہ کوئی اس فن سے شغف رکھنے والا اس کا ترجمہ و تشریح کردے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے جواں سال فاضل، فیضان القرآن احمد آباد کے لائق و باذوق استاذ حدیث مفتی محمد شاہد صاحب قاسمی زید مجدہ (سابق معین المدرسین دارالعلوم دیوبند) کو جنہوں نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس پر قلم اٹھایا اور ایک اہم کام کی تکمیل فرمائی، بندہ نے مختلف مقامات سے اسے پڑھا، ماشاء اللہ اشعار کا بہت عمدہ و سلیس ترجمہ کیا ہے اور ساتھ ہی ان کی تشریح بھی کردی ہے۔

اس سے پہلے بھی خود صاحبِ ''نزہۃ النظر'' علامہ ابن حجر کے شاگرد رشید علامہ قاسم بن قطلو بغا (م۔۸۷۹ھ) کا ''القول المبتکر علی شرح نخبۃ الفکر'' نامی حاشیہ کی وہ تحقیق وتعلیق کر چکے ہیں، (جو کہ اتحاد بک ڈپو دیوبند سے شائع ہو چکی ہے)اور حال ہی میں ''تحفۃ القمر شرح نزہۃ النظر'' کے نام سے تقریباً ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل ان کی ضخیم اردو شرح بھی (دار الفکر نزد قلندری مسجد رکھیال روڈ احمد آباد اور الامین کتابستان دیوبند) سے زیور طباعت سے آراستہ ہوگئی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی ان کاوشوں کو قبولیت سے نوازے۔

ارباب مدارس سے گزارش ہے کہ اس کے نسخے منگوا کر طلبہ میں تقسیم کریں اور طلبہ سے اس ''منظومے'' کو یاد کروائیں۔

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

(۱۸)

تحفۂ دنیا وآخرت حصہ اول

ناشر: دار العلوم عربیہ اسلامیہ بھروچ، سنہ اشاعت: ۱۴۳۱ھ-۲۰۱۰ء، صفحات: ۶۲۴

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

''دار العلوم عربیہ اسلامیہ'' بھروچ، مقام وپوسٹ کنتھاریہ، گجرات کی مشہور دینی درس گاہ ہے، جہاں زبانِ اردو، فارسی، عربی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی علوم کی تعلیم اور تربیت کے کام بہت ہی اچھے ڈھنگ سے ہورہے ہیں۔

ساتھ ہی چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں مکاتب کا اہم کام بہت بڑے پیمانے پر چل رہا ہے اور دار العلوم کے شعبۂ اشاعت نے ایک بہت ہی اہم کام کو شروع کر رکھا ہے۔

ابھی تک ۵۰۰/مطبوعات کے ذریعہ مسلم قوم کے لیے دینی معلومات کی ایک عظیم خدمت انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان تمام خدمات کو قبول فرما کر بہترین بدلہ عطا فرمائے۔آمین!

ابھی میرے سامنے ''تحفۂ دنیا وآخرت'' نامی ایک عمدہ اور انمول کتاب ہے، جس میں درود شریف، سورتیں، اسمائے حسنیٰ اور رات دن کی نبویؐ دعائیں وغیرہ خوب صورت عربی اور اردو میں طبع ہو کر شایع ہوئی ہے۔

یہ انمول کتاب ہر مسلم گھرانے میں پہنچنی چاہیے، اس قسم کی کتابوں کو پڑھنے سے ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ اور آخرت کا دھیان مضبوط ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بڑھوتری ہوتی ہے، توحید، رسالت اور آخرت کا یقین دنیا وآخرت کی کامیابی کی چابی ہے۔

اللہ تعالیٰ کتاب کے مرتب، طبع کرنے والے اور اس میں مدد کرنے والوں کو بھرپور بدلہ عطا فرمائے اور امت کے ہر آدمی کو ایسی کتابوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فقط والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

(۱۹)

فیوض سبحانی مجلس ختم بخاری

افاضات محدث عصر حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحب جونپوری دامت برکاتہم

مرتب: حضرت مولانا محمد حنیف صاحب لوہاروی مدظلہ

ناشر: جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ، سنہ اشاعت: اکتوبر ۲۰۰۰ء-صفحات: ۳۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله على تمام فضله وإحسانه، والشكر له على سابغ إنعامه وامتنانه، والصلاة والسلام على سيدنا محمد عبده ورسوله، الداعي إلى سبيل ربه ورضوانه، وعلى أصحابه الذين ساروا على هديه وتبيانه، وعلى من تبعهم من حملة العلم في الاقتفاء بأثره، والحفاظ على سننه .أما بعد!

سرزمین گجرات کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرات علمائے کرام وتابعین وتبع تابعین کے مبارک قدموں کی برکت سے یہ سرزمین منور ہوئی، اوران نفوس قدسیہ ہی کی برکت سے اس خطہ میں خاص دینی فضا قائم ہوئی۔

سرزمین عرب سے قرب کے سبب یہاں کے باشندوں نے تجارتی اسفار کے ساتھ علمی سفر بھی کیے اور مکہ مکرمہ کے علمائے حدیث سے استفادہ کرکے پٹن، احمد آباد، بھروچ اور سورت کی درس گاہوں میں قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں بلند کیں۔شیخ راجح بن داؤدؒ، علامہ محمد بن طاہر پٹنیؒ، علامہ قطب الدین

نہروالیؒ، علامہ عبد المعطیؒ، علامہ خیر الدین سورتی وغیرہم نے علم حدیث کی تعلیم وتدریس اورنشرواشاعت میں عظیم کارنامے انجام دیئے۔

۱۹۴۷ء میں جب ملک تقسیم ہوا تو دینی مدارس پر بھی اس کے اثرات رونما ہوئے، گجرات میں دورۂ حدیث کی صرف چار درس گاہیں تھیں، جامعہ ڈابھیل، جامعہ حسینیہ راندیر، جامعہ اشرفیہ راندیر اور جامعہ تعلیم الاسلام آنند مگر ہمارے اکابرین کی انتھک محنتوں اورخصوصی توجہات کے سبب دینی درس گاہوں میں اضافہ ہوتا گیا اور اس وقت الحمدللہ ! ثم الحمدللہ ! گجرات میں تقریباً ۱۶/ درس گاہوں میں دورۂ حدیث تک تعلیم ہورہی ہے،اورطلبا کی تعداد بھی روزافزوں ہے۔**اللّٰھم زد فزد !**

انہیں جدید درس گاہوں میں ایک معروف درس گاہ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ ضلع بھروچ بھی ہے، جس کو حضرت قاسم العلوم حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی طرف انتساب کرتے ہوئے جامعہ قاسمیہ کہا جاتا ہے،اس درس گاہ کے نوجوان عالم شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف لوہاروی زادہ اللہ علماً وعملاً اچھے محنتی اور علمی ذوق کے عالم ہیں،۳۰/رجب المرجب ۱۴۱۹ھ میں جب بخاری شریف کے درس کا اختتام کا وقت آیا تو حضرت مولانا ابراہیم صاحب مظاہری مہتمم جامعہ ہٰذا ودیگر اراکین کا مشورہ ہوا کہ اس مبارک موقع پر ہندوستان کے مایۂ ناز استاذ حدیث و جانشین برکت العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد یونس صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارن پور کودعوت دے کر طلبا اور علما کے لیے استفادہ کا موقع فراہم کیا جائے۔

حضرت مولانا مدظلہم العالی نے باوجود شدید علمی انہماک اور ضعفِ طبیعت کے ازراہ ذرہ نوازی اس دعوت کو شرف قبولیت سے نوازا اور جامعہ قاسمیہ کھروڈ میں مؤرخہ ۲۰/نومبر ۱۹۹۸ء بروز جمعہ تشریف لائے، حضرت مولانا مدظلہم العالی کی تشریف آوری کی اطلاع سے پورے گجرات میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور تمام مدارس عربیہ اور مراکز دینیہ کے ذمہ دار اساتذۂ حدیث ودیگر مدرسین اور طلبائے مدارس عربیہ جوق در جوق ختم بخاری کی اس مبارک مجلس میں شرکت کی غرض سے جامعہ قاسمیہ میں تشریف لے آئے، جامعہ کے کتب خانہ کے وسیع ہال میں مجلس رکھی گئی تھی؛ مگر درس شروع ہونے سے قبل علما اور طلبا اور شایقین کی کثرت سے ہال بھر گیا حتی کہ برآمدہ سیڑھیاں اور تحتانی کمرے بھی ناکافی ہوگئے۔

وقت کے مشہور محدث جو واقعی فنا فی اللہ وفنا فی الحدیث ہیں، کی مجلس میں غیر حاضری کو ہر شخص اپنی محرومی خیال کرتا تھا، صف اول میں دینی درس گاہوں کے اساتذۂ حدیث کی بڑی تعداد موجود تھی، راقم الحروف عبداللہ کاپودروی بھی تھا، حضرت شیخ مولانا محمد یونس نے درس شروع فرمایا، درس کیا تھا، علم وفضل کا دریا جوش مار رہا تھا، ہمارے اسلاف کے درس حدیث کا نمونہ نظر آرہا تھا، علمی تحقیقات اور اقوال ائمۂ حدیث کے موتی بکھر رہے تھے، اساتذۂ حدیث اور طلبا ہمہ تن شوق پوری توجہ سے سماع میں مشغول تھے، اللہ تعالیٰ نے مولانا مدظلہ کو جو قوی حافظہ عطا فرمایا ہے اور متن حدیث میں بھی آپ کو گہری نظر حاصل ہے، اس کا مشاہدہ اس درس سے ہو رہا تھا۔

مولانا مدظلہ کا یہ درس اہل علم کے لیے گراں قدر علمی تحفہ تھا اس لیے اکثر اہل علم اس کی طباعت کے متمنی تھے؛ تاکہ اس تاریخی درس سے دوسرے اہل علم بھی استفادہ کرسکیں، الحمدللہ! مولانا محمد حنیف صاحب سلمہٗ کی توجہ سے ٹیپ سے پورا درس نقل ہوا اور حضرت مولانا مدظلہ العالی کی خدمت میں بغرض نظر ثانی ارسال کیا گیا، اور اب یہ طباعت کے مرحلہ سے گزر رہا ہے۔ **فللّٰہ الحمد والشکر!**

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ رب کریم حضرت مولانا مدظلہ کو اجر عظیم عطا فرمائے اور آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ علم حدیث کی خدمت کے لیے تادیر ہمت وتوفیق عطا فرمائے؛ نیز جامعہ قاسمیہ کے مہتمم صاحب مدظلہ اور شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف صاحب کو بھی اجر عظیم عطا فرمائے۔

اس علمی تحفہ کے سلسلہ میں بندہ اور کچھ عرض نہیں کرسکتا کہ اس فن میں بالکل تہی دامن ہوں۔

گرچہ از نیکاں نیم لیکن بہ نیکاں بستہ ام
در ریاض آفرینش رشتۂ گلدستہ ام

اللہ تعالیٰ ہم سب کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں بھی ان صالحین کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی
مقیم حال ٹورنٹو کینیڈا
۱۶/رجب المرجب ۱۴۲۱ھ - ۱۵/اکتوبر ۲۰۰۰ء

(۲۰)

ختم بخاری شریف

افادات: مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی
وشیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہما
ترتیب: مولانا ابوبکر صاحب پٹنی زید مجدہ
ناشر: ادارۃ الصدیق ڈابھیل، صفحات: ۶۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، وإمام المتقین، سیدنا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم، وعلی اٰلہ وأصحابہ وعلی أمتہ أجمعین . أما بعد !

دارالعلوم ریاض العلوم لیسٹر، برطانیہ کا معروف ادارہ ہے، جس کے بانی اور مدیر حضرت مولانا محمد سلیم بن ابراہیم دھورات صاحب حفظہ اللہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے مولانا موصوف کو بہت سے علمی اور عملی کمالات سے نوازا ہے، بزرگوں کی صحبت کی وجہ سے ان کے کاموں میں عجیب برکت معلوم ہوتی ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے ''اسلامی دعوۃ اکیڈمی'' کی بنیاد ڈال کر دعوتی کام کا آغاز فرمایا اور اس کے بہت اچھے اثرات ظاہر ہوئے، ہر طبقے کے لوگوں کے لیے دعوتی لٹریچر تیار ہوا، ہفتہ واری اور سالانہ مجالسِ شباب منعقد ہونے لگیں، اور الحمد للہ! نوجوانوں کا اچھا خاصہ طبقہ حضرت

مولانا سے تعلق پیدا کر کے اصلاح کی طرف متوجہ ہوا، اس کے بعد مولانا مدظلہ نے ایک جامعہ کی بنیاد ڈالی، جس میں علوم عربیہ اور اسلامیہ کی تدریس کے ساتھ طلبا کی دینی تربیت اور ان میں دعوت الی اللہ کا جذبہ پیدا کرنے، نیز اکابرین امت کے ساتھ ان کو وابستہ کرنے پر خاص توجہ دی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور مشائخ کی دعاؤں کی برکت اور مولانا موصوف کے اخلاص وللّٰہیت کے نتیجے میں یہ جامعہ بہت جلد ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے درجۂ تکمیل تک پہنچ گیا۔ ۲۷؍ستمبر ۲۰۰۳ بروز شنبہ بخاری شریف کے ختم کا پہلا جلسہ لیسٹر کی ''مسجد النور'' میں منعقد ہوا، اور مولانا مدظلہ کی پُرخلوص دعوت پر عالم اسلام کے ممتاز محقق، دارالعلوم کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم آخری درس کے لیے تشریف لائے، یقیناً یہ موقع نہ صرف طلبائے جامعہ ریاض العلوم کے لیے؛ بل کہ برطانیہ کے جملہ اہل علم اور خصوصاً علم حدیث شریف سے وابستہ لوگوں کے لیے ایک قیمتی اور نادر موقع تھا؛ چناں چہ برطانیہ کے دور دراز علاقوں کے علما اور طلبا شوق وذوق کے ساتھ اس مبارک جلسے میں شریک ہوئے، لیسٹر کی یہ وسیع مسجد سامعین سے کھچا کھچ بھر گئی؛ بل کہ باہر تک لوگوں کا جم غفیر جمع ہوگیا۔

راقمِ سطور کو بھی یہ سعادت حاصل ہوئی کہ اس مبارک جلسے میں شریک ہوکر حضرت مولانا مدظلہ کی اجازتِ حدیث اور علمی افادات سے سرفراز ہوا۔

فللّٰہ الحمد والشکر !

موصوف مدظلہ نے اپنے جامع اور پُر مغز بیان میں حدیث مسلسل بالاولیۃ اور بخاری شریف کی آخری حدیث پر عالمانہ بیان سلیس زبان میں ارشاد فرمایا، سامعین ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے، اور ختم حدیث پر مولانا نے پُر اثر دعا فرمائی۔

بے شک یہ ایک تاریخی جلسہ تھا، الحمدللہ! یہ قیمتی بیان عزیز مکرم مولانا ابوبکر صاحب پٹنی نے کیسٹ سے نقل کیا، جسے اسلامک دعوۃ اکیڈمی کی اجازت سے ادارہ صدیق ڈابھیل گجرات طبع کرانے جا رہا ہے؛ تاکہ مولانا کے علمی افادات عام ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ ریاض العلوم کے مدیر محترم نیز مولانا محمد تقی مدظلہ اور جملہ مرتبین کو اجر جزیل عطا فرمائے اور طلبا و علما کو اس قیمتی بیان سے استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین !

(۲۱)

گلدستۂ احادیث حصہ دوم

مؤلف: مفتی محمد شفیق شاہ بھائی بڑودوی زید مجدہ

ناشر: فرید بک ڈپو دہلی، صفحات: ۴۹۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی رہ نمائی کے لیے دو چیزیں چھوڑی ہیں، ایک اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید، اور دوسرے اپنا طریقۂ زندگی، جس کو ہم سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ یہ امت جب تک ان

دونوں سے اپنے آپ کو وابستہ رکھے گی، ان شاء اللہ راہِ راست پر رہے گی، اور گمراہی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے گی، اسی لیے علمائے امت نے ہر دور میں اور ہر زبان میں قرآن مجید کے تراجم اور حدیث پاک کی شروحات کی طرف توجہ کی ہے، جس سے امت کے افراد رہ نمائی حاصل کر کے پاکیزہ زندگی گزار سکتے ہیں۔

اسی سلسلۂ زریں کی ایک کڑی زیر نظر کتاب ''گلدستۂ احادیث'' (حصۂ دوم) ہے جس کو دارالعلوم بڑودہ کے جواں سال اور جواں ہمت استاذ مفتی محمد شفیق (شاہ بھائی) صاحب مدظلہ نے مرتب فرمایا ہے، کتاب کی فہرست پر اجمالی نظر ڈالنے سے ہی اس کی افادیت کا اندازہ ہو جاتا ہے، سلیس اردو زبان میں مختلف احادیث کو جمع کر کے مفتی صاحب نے ایک مفید خدمت انجام دی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس قابل قدر خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور امت کے لیے اس کو نافع بنائے اور آیندہ بھی اس طرح کی مفید خدمات کی توفیق عطا فرماتے رہیں۔

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

۳/ مئی ۲۰۱۰ء

فقہ واصول

(۲۲)

امام سے مبادرت وسبقت کے احکام

ازحضرت مولانا مفتی عمر فاروق صاحب لوہاروی مدظلہ

ناشر: جامعہ ابوہریرہ کوسمبا، سنہ اشاعت: ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاة والسلام علی سید المرسلین، وعلی آلہ وأصحابہ و أتباعہ أجمعین. أما بعد !

عزیز القدر مفتی محمد فاروق صاحب مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم لندن کی خدمت میں نماز میں امام سے مبادرت کے سلسلے میں استفتا آیا۔ مفتی صاحب مدظلہ نے حسب عادت اس کا مفصل جواب لکھا، مفتی صاحب چوں کہ محدث بھی ہیں؛ اس لیے مسئلہ کی وضاحت میں احادیث صحیحہ اور اجل فقہا رحمہم اللہ کے اقوال سے مسئلہ کو مؤید فرما کر تحقیق ووضاحت کا حق ادا فرما دیا۔ جواب خالص عالمانہ انداز میں لکھا گیا ہے جو طلبائے مدارس اور علما کے لیے تو بہت مفید اور کام کی چیز ہے؛ البتہ عامۃ المسلمین کے لیے اخیر میں سہل عبارت میں مختصر خلاصہ پیش کر دیا جاتا تو بہت نافع ہوتا(۱)۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب زید فضلہ کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور امت کو ان کا فیض عرصۂ دراز تک پہنچتا رہے، آمین یا رب العالمین!

---

(۱) حضرت والا مدظلہم کی ہدایت کے مطابق اخیر میں مختصر خلاصہ پیش کر دیا گیا ہے۔ از مؤلف

"جامعہ ابو ہریرہؓ کوسمبا" کے مہتمم صاحب مدظلہ کو بھی اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے اس علمی رسالہ کی طباعت کی طرف توجہ فرما کر اہلِ علم کے لیے گراں قدر تحفہ پیش فرمایا۔ **فجزاہ اللہ خیرا!** آیندہ بھی اس طرح کی علمی خدمات جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ وسلم تسلیمًا

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۱۱؍ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ-۴؍فروری ۲۰۱۲ء

(۲۳)

معین السراجی

ازمولانا محمد الیاس گڈھوی صاحب زید مجدہم

ناشر: ادارۂ صدیق ڈابھیل گجرات

سنہ طباعت: ۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء-صفحات: ۵۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شریعت اسلامیہ نے امت کو جو ضوابط عطا فرمائے ہیں ان کی مختلف نوعتیں ہیں: بعض کا تعلق عبادات سے ہے، بعض کا معاملات سے ہے، بعض کا معاشرت واخلاق سے ہے؛ ان ہی قواعد وضوابط میں ایک اہم شعبہ "علم میراث" کا ہے، قرآن

کریم میں مکمل دو رکوع احکام میراث کے بارے میں نازل کئے گئے اور اس کو ﴿**فریضة من الله**﴾ نیز ﴿**وصیة من الله**﴾ کے تاکیدی الفاظ سے مؤکد کیا گیا ہے۔

علما نے ہمیشہ اس فن (فن علم میراث) کی طرف توجہ کی ہے اور ورثا کے حصص کو تفصیل سے بیان کیا ہے، ہمارے مدارس میں اس فن کی مشہور کتاب "**الفرائض السراجیة**" طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے، جس کی اردو عربی شروحات بھی طبع ہو چکی ہیں، پھر بھی ضرورت تھی کہ اس اہم فن کی کوئی آسان اور مختصر کتاب مرتب کی جائے جس کو مبتدی طلبا آسانی سے سمجھ سکیں، اسی ضرورت کے پیش نظر "مدرسہ دعوۃ الایمان" کے جواں سال و جواں ہمت مدرس، عزیزم مولوی محمد الیاس گڈھوی -**زادہ اللہ علما وفضلاً**- نے "معین السراجی" کے نام سے سہل انداز میں یہ رسالہ تالیف فرمایا ہے، جو مبتدی طلبا کے لیے بہت مفید اور سہل الاستفادہ ہے اور امید ہے کہ فن میراث کے اصول وقواعد کے سمجھنے میں طلبا کو بہت آسانی ہوجائے گی۔

اللہ تعالیٰ مؤلف -حفظہ اللہ- کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور طلبائے مدارس اسلامیہ ان ہی ضوابط کو سامنے رکھ کر میراث کے مسائل حل کر سکیں۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز!

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۳۰؍اپریل ۲۰۰۹ء

(۲۴)

ایصال ثواب کے لیے اجتماعی ختم قرآن ویٰس شریف کی شرعی حیثیت

از حضرت مولانا یعقوب صاحب قاسمی دامت برکاتہم

ناشر: مجلس تحقیقات شرعیہ برطانیہ، سنہ اشاعت: رمضان ۱۴۳۰ھ-ستمبر ۲۰۰۹ء، صفحات: ۱۸۸

بخدمت گرامی قدر حضرت مولانا یعقوب قاسمی صاحب

زید مجدکم السامی......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون!

(۱) آں محترم کا ہدیۂ قیمہ "ایصال ثواب کے لیے اجتماعی ختم قرآن کی شرعی حیثیت" نامی کتاب کی شکل میں موصول ہوکر موجب منت ومسرت ہوا، یاد فرمائی کا شکریہ!

(۲) ناچیز نے کتاب از اول تا آخر دیکھی اور الحمد للہ اپنے موضوع پر وافی وشافی پائی، سنت اور بدعت کی تعریف اور رسوم مروجہ کے بارے میں اکابر علما اور اصحاب فتویٰ کے اقوال کے بعد مسئلہ میں کسی کو کلام کی گنجائش نہیں رہتی۔

حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی مکتب فکر، جن کا امتیاز ہی اتباع سنت اور اجتناب بدعات ومحدثات ہے، بعض جگہوں پر صراط مستقیم سے ہٹ جاتے ہیں تو اس قسم کی کتاب کے ذریعہ ان کو متنبہ کرنا ضروری ہے، آں محترم نے کلمۂ حق بلند فرما کر ایک اہم فریضہ ادا فرمادیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور جملہ مؤمنین کو قبول حق

کی توفیق اور بدعات سے بچنے کی سعادت نصیب فرمائے۔آمین!

فجزاكم اللّٰہ أحسن الجزاء!

(۳) ہزاری روزہ کے بارے میں ابھی دو روز پہلے ہی علامہ شوکانیؒ کی کتاب" **الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة** "میں یہ عبارت نظر سے گزری تھی:

"إن شهر رجب شهر عظيم، من صام منه يوما كتب له صوم ألف سنة . رواه ابن شاهين عن علي مرفوعا، قال في اللآلي: لايصح وهارون بن عنترة يروي المناكير". (الفوائد ص ۱۰۱)

ترجمہ: ابن شاہین نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رجب کا مہینہ بہت عظیم مہینہ ہے، اس میں جس نے ایک دن روزہ رکھا اس کے لیے ہزار سال کے روزوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح نہیں، کیوں کہ ہارون بن عنترہ مناکیر روایت کرتے ہیں، ہمارے دیہاتوں میں ۲۷/رجب کی شب بیداری اور روزہ کو بہت اہمیت دی جاتی ہے، اسی طرح عید میلاد کے جلسوں کا حال ہو رہا ہے۔

(۴) چند ملاحظات پیش خدمت ہیں، اگر مناسب ہوں آیندہ ایڈیشن میں اصلاح فرمالیں:

(الف) صفحہ ۱۲۲ پر ایک عبارت اس طرح ہے "جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ مسجد کا عادی ہے"، غالباً یہ "**يتعاهد المسجد**" کا ترجمہ ہے، اگر اس کا ترجمہ

نگہ داشت یا نگرانی سے کیا جائے تو شاید بہتر ہوگا، غور فرمالیں۔

(ب) بعض مقامات پر احادیث ابن کثیر کے حوالہ سے نقل کی ہوئی ہیں، بہتر ہوتا کہ کتب حدیث کا حوالہ اور اس پر محدثین کی رائے کا ذکر فرمادیا جاتا، تاکہ کسی کو کلام کی گنجائش نہ رہے۔

(ج) صفحہ ۸ پر: وہ اس کے رموز واسرار سے ''وافق'' چھپ گیا ہے، ''واقف'' بنایا جائے۔

(د) صفحہ ۹ پر جو عربی عبارت ہے اس کا ترجمہ بھی کردیا جائے، تو غیر عربی داں کے لیے مفید ہوگا۔

(ہ) صفحہ ۹۱ پر ''جنازہ پر وعظ کی جاتی ہے'' چھپ گیا ہے، ''وعظ کیا جاتا ہے'' ہونا چاہیے۔

حضرت مفتی عبد الرحیم صاحب لاجپوری اب پاک و ہند میں معروف ہوچکے ہیں، صرف مفتیٔ گجرات نہیں رہے، پاک و ہند کے صف اول کے مفتی ہیں، **ولا أزكي على الله أحدا**۔

بہرحال اس کتاب کو ائمۂ مساجد اور ذمہ داران مساجد کو پڑھنی چاہیے اور بہتر ہے کہ اس کا گجراتی، انگریزی ترجمہ بھی ہوجائے۔ **والله الموفق له!**

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وسلامتی سے رکھے اور اس طرح کے اہم دینی کاموں کی انجام دہی کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین! والسلام اخوکم فی اللہ

عبداللہ غفرلہ کاپودروی/نزیل ٹورنٹو، کینیڈا/ ۲۶/اگست ۱۹۹۹ء

(۲۵)

فقہی جواہر جزء ثانی

از حضرت مفتی عمر فاروق صاحب لوہاروی مدظلہ

سنہ اشاعت: ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ صفحات: ۱۰۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں ایک عظیم نعمت ''دین کی صحیح سمجھ'' کا ملنا ہے۔ یہ نعمت اللہ تعالیٰ کے انہی بندوں کو ملتی ہے جن کے ساتھ رب کریم خصوصی بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: **''من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين''**۔[1]

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے خصوصی دعا مانگی اور فرمایا'' **اللّٰهم فقهه في الدين وعلمه التأويل**''[2] جو لوگ دین کے صحیح فہم سے محروم ہوتے ہیں، وہ طرح طرح کے مغالطہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور نصوص شرعیہ کے سمجھنے میں اور مسائل کے استنباط میں جادۂ مستقیم سے دور چلے جاتے ہیں۔

الحمدللہ! ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے موجود ہوتے ہیں، جو کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اقوال کو سمجھ کر مسائل شرعیہ کی تشریح وتوضیح فرماتے ہیں اور

---

[1] بخاری شریف، الرقم: ۳۱۱۶ [2] مسند أحمد، الرقم: ۲۳۹۷

زمانہ کے حالات اور تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر دین کی صحیح رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔حضرت مولانا مفتی عمر فاروق صاحب لوہاروی سلمہ شیخ الحدیث دار العلوم لندن بھی انہی موفق من اللہ بندوں میں شامل ہیں، جن کے ذریعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حدیث و فقہ کی اہم خدمات لے رہے ہیں، مولانا موصوف مختلف مسائل پر کئی مقالات تحریر فرما چکے ہیں، جو پاک وہند کے مؤقر دینی رسائل میں شایع ہوکر قبولیت عامہ حاصل کر چکے ہیں۔ان مقالات کا پہلا حصہ ''فقہی جواہر'' کے نام سے پاک وہند میں طبع ہو چکا ہے اور اس کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں، جو اس کی مقبولیت کی دلیل ہے۔**فللّٰہ الحمد والشکر** !اب فقہی جواہر کا حصۂ دوم تیار ہو چکا ہے، جس کا مسودہ ناچیز کے پیش نظر ہے، جس میں مؤلف محترم نے بہت سے اہم مسائل کو کتاب وسنت اور اسلاف امت کی کتابوں سے مدد لے کر سلیقہ کے ساتھ سلیس زبان میں پیش فرمایا ہے۔ **فجزاہ اللہ أحسن الجزاء!** امید ہے کہ یہ مجموعۂ مقالات بھی حصۂ اول کی طرح امت کے لیے نافع ثابت ہوگا۔

ان مقالات کے مستند ہونے کے لیے اکابر امت کی وہ تقریظات کافی ہیں، جو حصۂ اول کے شروع میں شایع ہو چکی ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف محترم کی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور یہ مفید سلسلہ جاری رہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کے علم وعمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کے فیض سے امت کو استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

ع ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

وصلی اللہ علی النبي الکریم، وعلی آلہ وأصحابہ و أتباعہ أجمعین .

احقر عبد اللہ کاپودروی غفرلہ/نزیل حال لندن۔یوکے

مؤرخہ ۱۶رشوال المکرّم ۱۴۲۴ھ-۱۰ردسمبر ۲۰۰۳ء

(۲۶)

فقہی جواہر جزء رابع

از حضرت مفتی عمر فاروق صاحب لوہاروی مدظلہ

ناشر: جامعہ ابوہریرہؓ گوسمبا، سنہ اشاعت: محرم ۱۴۲۹ھ، صفحات: ۱۹۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ، والصلاۃ والسلام علی أھلہ . أما بعد !

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ زمانہ تغیر پذیر ہے اور حالات میں تغیر وتبدل ہوتا رہتا ہے، ان تغیرات کے سبب نئے نئے مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں، جو باتیں اسلاف کے ذہن میں بھی نہیں تھیں وہ بدلتی دنیا میں سامنے آرہی ہیں، فقہائے اسلام نے ہر دور میں اصول شریعت اور مقاصد شریعت کو سامنے رکھ کر جدید مسائل کا حل پیش کیا ہے، ہمارے اس دور میں بھی سائنس کی حیرت ناک ایجادات کے سبب بہت سے مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔الحمد للہ! امت میں ایسے صاحب بصیرت علما موجود ہیں جو ان مسائل جدیدہ کا حل پیش کرنے میں برابر لگے ہوئے ہیں اور ان کی مساعیٔ جمیلہ سے نئی نئی اور مفید کتابیں طبع ہوکر امت کی رہنمائی کر رہی ہیں۔

اس وقت میرے سامنے حضرت مولانا عمر فاروق لوہاروی (زادہ اللّٰہ علما وعملا) کے فقہی مضامین کا رسالہ 'فقہی جواہر' کا چوتھا حصہ ہے، اس سے قبل اس کے تین حصے طبع ہوکر قبولیت عامہ حاصل کر چکے ہیں۔

مولانا عمر فاروق صاحب (مُدظلہ) دارالعلوم لندن کے شیخ الحدیث ہیں، اور فن افتا میں بھی اچھی مہارت رکھتے ہیں، اپنے اکابر اور معروف اصحاب فتوی کے اقوال سے بھی مسائل کو مدلل اور سلیس زبان میں پیش کر کے شرعی رہنمائی کا حق ادا کرتے ہیں، موصوف کئی سالوں سے برطانیہ میں مقیم ہیں، برطانیہ اور دیگر ممالک کے مخصوص حالات اور حوادث پر ان کی نظر ہے، بعض وہ مسائل جن کی برصغیر میں زیادہ اہمیت نہیں؛ مگر وہاں کے ماحول میں ان کی زیادہ اہمیت ہے، ایسے مسائل کو بھی مولانا بہتر انداز میں حل فرما کر جوابات تحریر فرماتے ہیں۔ مثلاً عورت کی امامت کا مسئلہ، بچوں کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنے کا مسئلہ یا ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے کا مسئلہ وغیرہ مسائل پر بہترین کلام فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا کی ان خدمات کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے اور امت کو صحیح عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا محمد یونس صاحب (سلمہ اللہ تعالیٰ) بھی قابل مبارک باد ہیں، جنہوں نے ان مضامین کو سلیقے سے مرتب فرمایا ہے، نیز ''جامعہ ابو ہریرہؓ'' کے ارباب حل وعقد بھی شکریہ کے مستحق ہیں، جنہوں نے ایسے مفید اور کارآمد رسالے کی طباعت کی ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دی، امید ہے کہ آئندہ بھی ایسی مفید خدمات انجام دیتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب اور مرتب وناشر کی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرما کر دارین میں اجر عظیم عطا فرمائے اور حضرت مفتی صاحب کا فیض عام وتام ہوتا رہے۔

ع ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

وصلی اللّٰہ علی محمد، وعلی اٰلہ وأصحابہ أجمعین.

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/۱۰ر محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

(۲۷)

شفاء الأرواح شرح نور الإيضاح

شارح: مولانا محمد رفیق صاحب سورتی زید مجدہ

ناشر: مدرسہ رحمانیہ نشاط سوسائٹی سورت

صفحات: ۶۱۴، سنہ اشاعت: ۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علوم دینیہ میں تفسیر قرآن مجید اور احادیث کے بعد علم فقہ کا درجہ ہے، ہماری عبادتوں کی صحت اور حسن ادائیگی اسی علم کے سیکھنے پر موقوف ہے، اسی مبارک علم کے ذریعہ انسان تقویٰ کے اعلیٰ مقام تک پہنچ سکتا ہے، جیسا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے تلمیذ رشید اور امام جلیل محمد بن حسن شیبانیؒ نے فرمایا ہے:

تفقہ فإن الفقہ أفضل قائد
إلی البر والتقویٰ وأعدل قاصد

تدوینِ فقہ کے بعد علمائے امت نے ہر دور میں کتب فقہ وفتاویٰ کی تصنیف وتالیف میں قابل قدر محنت فرمائی ہے، مبتدی اور نوعمر بچوں کے لیے بھی مختلف علما نے کتابیں مرتب فرمائی ہیں، ہندوستان کے مدارس عربیہ میں منیۃ المصلی، خلاصۂ کیدانی وغیرہ متون پڑھائے جاتے تھے، پھر جب مصر کے مشہور فقیہ شیخ حسن بن عمار بن علی شرنبلالیؒ - جو اس دور اخیر میں فقہائے احناف کے سرخیل اور فتویٰ وفقہ میں مرجع کا درجہ رکھتے تھے- کی تالیف لطیف ”نور الإیضاح“ طبع ہوئی تو اس کی آسان عبارت، حسن ترتیب اور عبادات کے ضروری مسائل کے احاطہ کی وجہ سے اس کو بہت پسند کیا گیا اور مدارس میں داخل نصاب کردی گئی۔ طلبائے عزیز کی آسانی کے لیے حضرت شیخ الادب والفقہ مولانا محمد اعزاز علیؒ نے اس پر عربی میں بہترین تعلیق فرمائی، پھر ہمارے زمانے کے طلبا کی سہولت پسندی کی وجہ سے کئی علما نے اس کا اردو ترجمہ اور تشریح بھی فرمائی۔

اسی سلسلہ کی یہ اردو شرح ”شفاء الأرواح شرح نور الإیضاح“ بھی ہے، جس کو ہمارے نوجوان عزیز عالم مولوی محمد رفیق صاحب سورتی زادہ اللہ علماً وفقہاً نے مرتب فرمائی، موصوف ”جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل“ کے فاضل ہیں اور فاضل گرامی ومفتیٔ شہیر مولانا احمد خان پوری زید مجدہ کے خصوصی شاگرد ومسترشد ہیں، فراغت کے بعد درس وتدریس کا مشغلہ جاری ہے، آپ نے طلبا کے طبائع اور ان کی فہم کی رعایت فرما کر اس اہم کتاب کی عمدہ شرح کی ہے۔ امید ہے کہ یہ شرح طلبائے عزیز کے لیے بہترین رفیق ثابت ہوگی، اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کی اس خدمت کو

قبول فرما کر اس کے فیض کو عام وتام فرمائے اور طلبا کو اس سے استفادہ کرنے اور تفقہ پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، کسی نے خوب کہا ہے ؎

فإن فقيها واحدا متورعا

أشد على الشيطان من ألف عابد

هذا ماعندي، والله أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب.

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلىٰ آله وأصحابه أجمعين.

والسلام

احقر عبد اللہ غفرلہ کاپودروی

جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

(۲۸)

فقہی اصول شرح تاسیس النظر

شارح: مفتی اسامہ صاحب پالن پوری

حسب ارشاد: مفکر ملت حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی مدظلہ

نظر ثانی: حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ، سنہ اشاعت: شعبان ۱۴۳۵ھ- جون ۲۰۱۴ء صفحات: ۷۵، ناشر: مکتبۂ حجاز دیوبند

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين، وعلى آله وأصحابه أجمعين. أما بعد!

حجاز اقدس کے ایک سفر میں میرے ایک کرم فرما نے علامہ ابو زید عبید اللہ

بن عمر الدبوسی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک قیمتی کتاب ''تاسیس النظر'' بہ طور ہدیہ پیش کی۔
علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک مضمون سے مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بہت اہمیت دیتے تھے اور ان کے مطالعہ میں رہتی تھی، اس لیے اس کے حصول کی تمنا تھی، چناں چہ اس ہدیۂ قیّمہ سے بے حد مسرت ہوئی، ہندوستان واپسی پر اس کا مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ علما اور طلبا کے لیے بہت ہی مفید کتاب ہے۔

مگر ہمارے جیسے کمزور استعداد والے طلبا کے لیے اس کی شرح اور تسہیل کی ضرورت محسوس ہوئی؛ تاکہ اس کا نفع عام ہو سکے۔

کتاب کے مصنف پانچویں صدی ہجری کے علمائے احناف کے سرخیل اور متعدد علوم میں یکتائے زمانہ تھے۔ مؤرخین نے ان کے بارے میں لکھا ہے: **كان إماما، عالما، فقيها، نحويا، بارعا في فنون، عفيفا، مشكور السيرة، والمعول على فتواه بها؛ وكان يضرب المثل في النظر واستخراج الحجج.**

اتفاقی بات تھی کہ ''دارالعلوم مرکز اسلامی انکلیشور'' کے باصلاحیت اور باذوق مدرس مفتی محمد اسامہ القاسمی حفظہ اللہ تعالیٰ ملاقات کے لیے تشریف لائے، مجھے ان کے فقہی ذوق کا علم تھا، اس لیے ان سے درخواست کی کہ یہ کتاب لے جائیں اس کا مطالعہ کریں اور اس کی آسان اردو میں ترجمہ وتشریح کریں۔

الحمدللہ! موصوف نے کمر ہمت باندھی اور پوری توجہ سے کتاب کا سلیس ترجمہ کر دیا اور کتاب کو اس قابل بنا دیا کہ متوسط استعداد کا فقہ کا طالب علم بھی اس کو سمجھ

سکتا ہے، اللہ تعالیٰ عزیزم مفتی اسامہ زادہ اللہ علما وعملا کو بہترین جزا عطا فرمائے اور ان سے اس طرح مزید علمی کام لے۔ آمین!

ناچیز نے مناسب سمجھا کہ ''قواعد الفقہ'' اور اس کی تدوین کے مختلف مراحل کے بارے میں بھی مختصر لکھ دیا جائے، مختلف مراجع پر نظر کی تو مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ کی تالیف ''قاموس الفقہ'' میں اس موضوع پر بہت مرتب مضمون مل گیا، اس لیے اسی کو کچھ اختصار کے ساتھ پیش کر دیا ہے، تاکہ طلبائے عزیز کو نفع ہو جائے۔

مجھے امید ہے کہ مدارس عربیہ کے طلبا، خصوصاً دارالافتا کے طلبا اس کتاب سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔

ہمارے لیے زیادہ مسرت اور اطمینان کی بات یہ ہے کہ ''دارالعلوم دیوبند'' کے شیخ الحدیث اور عظیم فقیہ نے اس ترجمہ کو دیکھا اور اس کو پسند کیا ہے۔ مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم مترجم کے مشفق استاذ بھی ہیں اور خسر بھی، ان کے علمی سفر کے رہبر بھی ہیں اور معاون بھی، اللہ تعالیٰ موصوف کو صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور ان کے تلامذہ ومسترشدین علمی میدان میں ایسی روشن مثالیں قائم کرتے رہیں۔

هذا ما عندي، والصواب عند الله، وإليه المرجع والمآب، وصلى الله تعالىٰ عليه وعلى آله وسلم.

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

(۲۹)

مقاصد شریعت

تالیف: حضرت مولانا اقبال بن محمد ٹنکاروی صاحب مدظلہ

ناشر: دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا بھروچ، صفحات: ۴۶۳، سنہ اشاعت: ۲۰۱۴ء-۱۴۳۵ھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قرآن کریم جو آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے وہ اس ذات پاک کا کلام ہے جو حکیم وحمید ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق فرما کر اس کو گمراہیوں اور ضلالت کی تاریکیوں میں بھٹکتا نہیں چھوڑا؛ بل کہ اس کی رہنمائی اور ہدایت کے اسباب بھی پیدا فرمائے اور ہر دور میں حسب ضرورت رسولوں اور نبیوں کو ارسال فرماتے رہے؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ثم أرسلنا رسلنا تترا﴾(۱)

ان پیغمبروں نے جو بھی احکامات اپنے اپنے زمانہ میں سنائے، ان میں انسانی زندگی کی بھلائی اور مصالح کا مکمل خیال رکھا گیا تھا، آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو شریعت آئی وہ جملہ شریعتوں کی تکمیل تھی، ''الیوم أکملت لکم دینکم'' اس پر شاہد ہے۔

علمائے محققین نے آیات قرآنی اور احادیث نبویہ میں ذکر کردہ احکام وہدایات پر تدبر کر کے ثابت کر دیا کہ شریعت کے احکام چند اہم اور بنیادی مقاصد کے پیش نظر نازل ہوئے ہیں۔

---

(۱) المؤمنون: ۴۴

علمائے راسخین نے ان مقاصد کو حفظ دین، عقل، مال، جان ونسل میں منحصر کیا ہے اور کچھ علما نے اس میں اور مصالح کا اضافہ بھی فرمایا ہے۔

امام الحرمین عبد الملک جوینیؒ، امام ابو حامد الغزالی، سلطان العلما عز الدین بن عبد السلام، امام قرافیؒ، نجم الدین طوفی، علامہ ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد علامہ ابن قیمؒ اور ان کے بعد علامہ ابو اسحاق الشاطبیؒ نے مقاصد شریعت پر تفصیلی کلام فرمایا ہے، متأخرین میں محمد طاہر بن العاشور وغیرہ بہت سے علما نے قلم اٹھایا ہے۔

ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں بھی مصالح شریعت اور حکم پر بہت عمدہ رہ نمائی فرمائی ہے۔

مگر یہ عجیب بات ہے کہ اس موضوع کی اہمیت اور ضرورت پر بہت کچھ مواد تیار ہونے اور علما کی گراں قدر کاوشوں کے باوجود ہمارے مدارس میں اس فن کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دی گئی؛ حالاں کہ اصحاب فقہ وفتاوی کے لیے مصالح شریعت کا ادراک نہایت ضروری چیز ہے۔

الحمد للہ! پچھلے چند سالوں سے عرب ممالک میں اور ہمارے ملک میں اس پر خصوصی کتابیں تالیف ہوئی ہیں، اور کانفرنسوں، سیمیناروں کے ذریعہ علمائے امت کو اس موضوع پر غور وفکر کی دعوت دی جا رہی ہے۔

مجھے بہت خوشی ہے کہ گجرات کے مدارس میں بھی اب اس پر کام ہو رہا ہے، اس وقت میرے پیش نظر ''دارالعلوم ماٹلی والا'' کے مدیر اور استاذ حدیث مفتی محمد اقبال صاحب ٹنکاروی زادہ اللہ علماً وفضلاً کی کتاب ''مقاصد شریعت کے قواعد'' ہے۔

مولانا موصوف نے علمائے متقدمین اور متاخرین کی کتابوں کا مطالعہ کر کے طلبا کے لیے مفید اور کار آمد قواعد مقاصد کو سمجھانے کی بہترین کوشش کی ہے۔

امید ہے کہ ہمارے مدارس کے اساتذہ اور طلبا اس سے استفادہ کریں گے، خصوصاً فقہ اور افتا کے طلبا کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

واللہ الموفق للصواب، وإلیه المرجع والمآب

والسلام......احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۱۵؍ذی الحجۃ الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۱؍اکتوبر ۲۰۱۴ء

(۳۰)

دارالعلوم ماٹلی والا کی فقہی خدمات

مرتب: مولانا عبدالرشید صاحب منوبری زید مجدہ

ناشر: دارالعلوم ماٹلی والا بھروچ، سنہ طباعت: مئی ۲۰۱۵ء-شعبان ۱۴۳۶ھ، صفحات: ۱۱۰۰

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

الحمدللہ! اس وقت گجرات کی سرزمین پر پچاس سے زائد دارالعلوم علوم دینیہ کی تعلیم اور نشر واشاعت کا کام کر رہے ہیں، مگر ان میں بعض ادارے اپنے حسن کار کردگی، بہترین نظام تعلیم اور حالات حاضرہ کے تقاضوں کو سمجھ کر مختلف شعبوں میں اعلیٰ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

انہیں ممتاز اداروں میں اعلیٰ خدمات کا مشہور ومعروف ادارہ ’’دارالعلوم ماٹلی والا‘‘ (تاسیس ۱۳۸۵ھ) بھی ہے، جس نے اپنی پچاس سالہ زندگی میں شعبۂ تحفیظ

القرآن، تجوید وقراءت، علوم عربیہ، فقہ وفتاویٰ، حدیث وتفسیر، تخصص فی الفقہ اور تخصص فی الحدیث الشریف میں قابل افراد تیار کیے ہیں۔

اس ادارہ کو شروع سے قابل ومخلص اساتذہ ملے ہیں، انہوں نے پورے اخلاص اور دل سوزی سے مذکورہ شعبوں کو ترقی دی ہے۔

ادارہ کے مہتمم حضرات اور قابل وفاضل اساتذہ نے ہمیشہ ملک کے دیگر تعلیمی اداروں، جمعیتوں اور فقہی اکیڈمیوں کے ساتھ ربط رکھ کر قیمتی علمی کارنامے انجام دیے ہیں۔

انہی مختلف الجہات خدمات میں اہم خدمت فقہی میدان میں مسائل جدیدہ کے حل کرنے کی سعی مشکور ہے، ادارۂ مباحث فقہیہ، آل انڈیا فقہ اکیڈمی کے اجلاس میں شرکت کر کے جدید مسائل پر دارالعلوم کے اساتذہ نے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔

ادارہ کے سابق شیخ الحدیث اور مفتی حضرت مولانا ابوالحسن بھاگلپوری قاسمی رحمہ اللہ، فعال عالم مولانا مفتی احمد دیولہ مدظلہ اور ادارہ کے موجودہ مدیر واستاذ حدیث مولانا اقبال ٹنکاروی زید فضلہ اور دیگر رفقائے کار کی ان تھک محنت اور توجہات سے نوجوان علما کی ایک جماعت حدیث وفقہ میں بہترین خدمات انجام دے رہی ہے۔

فللہ الحمد والمنۃ!

’’درالعلوم ماٹلی والا‘‘ اپنے پچاس سالہ دور میں بہت نمایاں خدمات انجام دے چکا ہے، جس پر جملہ اراکین واساتذہ مبارکباد کے قابل ہیں، اللہ تعالیٰ ہر ایک کارکن ومدرس کو اپنی شایان شان بدلہ عطا فرمائے۔ آمین!

''دارالعلوم ماٹلی والا'' کی فقہی خدمات آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے، جس میں مختلف موضوعات پر ۴۵؍مقالات پیش کیے گئے ہیں۔ فارسی میں مثل مشہور ہے: ''مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید'' یہ مقالات خود ہی ان حضرات کی علمی خدمت کا پتہ دیں گے، اللہ تعالیٰ ان خدمات عالیہ کوشرف قبولیت عطا فرمائے اوران فضلائے کرام کو اسلام اورملت اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!   ایں دعا ازمن واز جملہ جہاں آمین باد

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۵؍جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ-۲۶؍مارچ ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

(۳۱)

صيغة مقترحة لقانون البيع الإسلامي

لشيخ الإسلام فضيلة المفتي محمد تقي العثماني

حفظه الله ورعاه

الناشر: جامعة علوم القرآن بجمبوسر، عدد الصفحات: ۱۰۴

الطبعة الأولىٰ: ربيع الأول ۱۴۳۷هـ – يناير ۲۰۱۶

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لوليه والصلاة على نبيه، وعلىٰ آله وأصحابه، الذين بلغوا رسالته كما سمعوا وحفظوا إلى من بعدهم، ثم من جاء بعدهم نقلوا أقوالهم وفتاواهم إلى أهل زمانهم .

وإن من نعم الله سبحانه وتعالىٰ على هذه الأمة، أنه تعالىٰ بعث في كل عصر ومصر العلماء الراسخين في العلم، الذين رسخوا في العلم، ودرسوا الأصلين: القرآن والحديث الشريف، واستنبطوا الأحكام الشرعية ودونوا الأصول، ثم شرحوا المسائل الجزئية حسب اقتضاء الأحوال وتجدد الضروريات، فجزاهم الله تعالىٰ عن الأمة خيرا.

يقول المفكر الإسلامي الشهير العلامة يوسف القرضاوي حفظه الله تعالىٰ ورعاه : '' من الحقائق المسلمة أن الشريعة الإسلامية قد وسعت العالم الإسلامي كله على تنائي أطرافه، وتعدد أجناسه، وتنوع بيئاته الحضارية، وتجدد مشكلاته الزمنية، وأنها بمصادرها، ونصوصها، وقواعدها، لم تقف يوما من الأيام مكتوفة اليدين، أومغلولة الرجلين أمام وقائع الحياة المتغيرة منذ عهد الصحابة رضي الله عنهم ومن بعدهم، وأنها ظلت القانون المقدس المعمول به في بلاد الإسلام حوالي ثلاثة عشر قرنا من الزمان،إلى أن جاء عهد الاستعمار الغربي، الذي استبدل بها تشريعاته الوضعية،فأحل بها ما حرم الله، وأبطل بها ما فرض الله . وأنها استطاعت الشريعة الإسلامية أن تفي بحاجات كل المجتمعات التي حكمتها، وأن تعالج كافة المشكلات في كافة البيئات التي حلت بها، بأعدل الحلول وأصلحها، لأنها بجوار ما اشتملت عليه من متانة

الأصول التي قامت على مخاطبة العقل والسمو بالفطرة، ومراعاة الواقع والموازنة بين الحقوق والواقعات، وبين الروح والمادة، وبين الدنيا والآخرة، وإقامة القسط بين الناس جميعا، وجلب المصالح والخيرات، ودرء المفاسد والشرور بقدر الإمكان، قد أودعها اللّٰه مرونة عجيبة جعلتها تتسع لمواجهة كل طريف، و معالجة كل جديد، بغير عنت ولا إرهاق''. انتهى!

(عوامل السعة والمرونة في الشريعة الإسلامية، ص: ۹/۱۰)

والعصر الذي نعيش فيه يقال له عصر الاختراعات وعصر التكنولوجيات، تجددت فيه صور المسائل التي لم يسبق لها نظير في الماضي، فمست الحاجة إلٰى حل هذه المسائل الجديدة و المستحدثة، سواء في مسائل العبادات أو المعاملات، وغير ذالک.

فتوجه إلى حل هذه المسائل الجديدة العالم المحقق المحدث الفقية القاضي الشيخ محمد تقي العثماني حفظه اللّٰه، فله نظر عميق في الفقه، وخبرة واسعة في حل المسائل المختلفة، وإن فضيلته درس الفقه الإسلامي والقانون الوضعي، فشمر عن ساق الجد، وألّف كتابا قيما في فقه البيوع، والشيخ محمد تقي حفظه اللّٰه ألّف كتبا عديدة تمتاز بسهولة العبارة ووضاحة البيان، لا يجد القاري أي مشكلة أو إبهام أو صعوبة في فهم الموضوع .

فجاء هذا الكتاب '' فقه البيوع '' أيضا شاملا وكاملا في موضوعه، قدّم فيه الشيخ حلولا شرعية للمسائل الجديدة، وألحق في آخر كتابه '' صيغة مقترحة لقانون البيع الإسلامي '' وهذه رسالة مفيدة جدا لطلاب المدارس العربية، وللدارسين للفقه الإسلامي، وهي تستحق أن تدخل في المقررات الدراسية لطلبة الصف السادس ولمتعلمي تمرين الإفتاء .

وقد أشار لطباعة هذه الرسالة القيمة بعض أساتذة دارالعلوم بديوبند وعلماء المدارس الأخرىٰ، فقد لبّى فضيلة الشيخ أحمد الديولوي حفظه اللّٰه (مدير : جامعة علوم القرآن، ببلدة جمبوسر، بمديرية بروص، بولاية غجرات)علىٰ هذا النداء، واستعد لطباعة هذه الرسالة القيمة المفيدة، فله جزيل الشكر من جميع أهل العلم، تقبل اللّٰه منه هذا العمل العلمي القيم، ويجزيه جزاء حسنا من عنده، ويوفقه لمثل هذا العمل المثمر، واللّٰه هو الموفق والمعين .

والرجاء من مدراء المعاهد الإسلامية العربية أن يدخلوها فيالمقررات الدراسية، وأخيرا نسأل اللّٰه الكريم أن يجزي جزاء حسنا لمؤلفه الشيخ العلامة محمد تقي العثماني حفظه اللّٰه، وللشيخ أحمد الديولوي المكرم، ويجعل هذا العمل من حسنات أعمالهم، وهو بالإجابة قدير .

هذا ما عندي، والله أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب.

وأنا العبد الحقير عبد الله – غفر الله له ولوالديه – آمين!

تحريراً في ۵/محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

الموافق: ۱۹/أكتوبر ۲۰۱۵ء

(۳۲)

زبدة الفتاوی

ازحضرت مفتی اسماعیل صاحب بھڑکودرویؒ

صدر مفتی دارالعلوم اسلامیہ عربیہ بھروچ

مرتب: مولانا یعقوب صاحب پریجی، مفتی یوسف صاحب ایلولوی

ناشر: مکتبہ نجاح کنتھاریہ، صفحات: ۵۹۴، سنہ اشاعت: ۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے انسان کو پیدا فرمایا اور اس کو اشرف المخلوقات کے عظیم منصب پر سرفراز فرمایا اور مزید کرم فرما کر اس کو علم کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿علم آدم الأسماء كلها﴾(۱)

نیز ارشاد فرمایا: ﴿علم الإنسان مالم يعلم﴾(۲)

نیز انسان کی تعلیم وتربیت کے لیے ہر دور میں اور ہر قوم میں انبیا ورسل علیہم الصلاۃ والسلام کو مسلسل مبعوث فرماتے رہے۔

(۱) البقرة: ۳۱ (۲) سورة العلق: ۵

﴿ثم أرسلنا رسلنا تترا﴾(۱) اور ﴿لكل قوم هاد﴾(۲) اس پر شاہد ہے۔

اور یہ سلسلہ خاتم النبین وسید المرسلین حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام پذیر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رشد وہدایت اور تعلیم وتربیت کی ذمہ داری اصحاب رسول رضی اللہ عنہم نے سنبھالی اور اس کے بعد قرناً بعد قرن علما وفقہا امت کو دین وشریعت کی صحیح تعلیم دے کر صراط مستقیم پر گامزن کرتے رہے۔

مفسرین، محدثین، فقہا ومتکلمین نے ہر دور میں حالات وزمانہ کی ضرورتوں کو سمجھ کر کتاب اللہ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھ کر امت کی مکمل رہ نمائی فرمائی۔

ابو البشر سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر آج تک کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ انسان کی زندگی ہمیشہ رواں دواں اور تغیر پذیر ہے، ہر دور کے افکار وخیالات مختلف رہے ہیں، انسانی علم ترقی کرتا رہا ہے، اور نئی نئی ایجادات وجود میں آتی رہی ہیں، اس ترقی پذیر دنیا میں نئے نئے مسائل، حوادث کا پیدا ہونا طبعی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے فقہائے کرام کو کہ انہوں نے ہر زمانہ اور ہر دور میں شریعت مطہرہ کے احکام کو قرآن وحدیث، اجماع وقیاس کے اصولِ اربعہ کے ذریعہ واضح فرما کر صحیح راہ بتائی ہے۔ فجزاهم الله أحسن الجزاء!

سیدنا امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ سے لے کر آج تک سیکڑوں فقہا نے امت کی بیش بہا خدمت انجام دی ہے، اگر فقہ اور اصول فقہ، فتاوی ونوازل کی کتابوں

(۱) المؤمنون: ۴۴ (۲) الرعد: ۷

پر سرسری نظر بھی ڈالی جائے تو فقہا رحمہم اللہ کی عظیم خدمات کا اندازہ ہو جائے گا۔

الحمد للہ! ہمارے صوبۂ گجرات میں بھی مفتیان کرام وفقہائے عظام نے عظیم خدمتیں انجام دی ہیں: فتاوی حسینہ، فتاوی اشرفیہ، مسلم گجرات فتاوی، فتاوی رحیمیہ، فتاوی مفتی عبد الغنی وغیرہ فتاوی اور فقہ کی گجراتی کتابوں نے بڑی حد تک امت کی ضرورتوں کو پورا فرمایا ہے۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی ''زبدۃ الفتاوی'' اب ہمارے سامنے آرہی ہے، یہ فتاوی دارالعلوم العربیہ الاسلامیہ بھروچ کے فاضل ومحقق عالم صدر مفتی حضرت مولانا مفتی اسماعیل بھڑکودروی مدظلہ العالی کے قلم سے لکھے گئے ہیں، ہمارے صوبہ کے جن نوجوان اور فاضل مفتیوں پر ہم بھر پور اعتماد کر سکتے ہیں اور جن کی اصابت رائے اور احتیاط کا ہمیں تجربہ ہے، ان میں حضرت مفتی اسماعیل صاحب مدظلہ کی ذات گرامی بھی شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں مزید ترقی نصیب فرمائے اور ان کی زندگی میں عافیت کے ساتھ برکت عطا فرمائے؛ تاکہ امت اسلامیہ ان سے فیض حاصل کرتی رہے، آمین!

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب اور مرتب صاحبان نیز اس کار خیر میں شامل جملہ مخلصین کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، آمین!

وصلى الله على النبي الكريم وسلم تسليماً.

احقر عبد اللہ غفرلہ کاپودروی/مقیم حال ٹورنٹو، کینیڈا

(۳۳)

انمول حج

از حضرت مولانا مفتی سید مصلح الدین صاحب بڑودوی دامت برکاتہم

الحمد لله وكفىٰ، وسلام على عباده الذين اصطفى. أما بعد!

فأعوذ بالله من الشيطن الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم:

ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا.

اسلام کے بنیادی ارکان میں حج بیت اللہ اہم رکن ہے، جس میں انسان کی جان اور مال دونوں کی قربانی مطلوب ہے، اس بدنی اور مالی عبادت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت، عظمت اور اس کی رضا اور خوشنودی کے لیے سب کچھ قربان کر دینے کی عجیب وغریب حکمتیں ہیں۔

نماز، روزہ، زکاۃ اور حج ان ارکان اربعہ کی خصوصیات اور حکمتوں کو علما نے بہت تفصیل سے لکھا ہے، امام غزالیؒ، امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ہمارے دور کے عظیم مصنف حضرت مولانا سید ابو الحسن علی میاں ندویؒ نے اس موضوع پر بہت تفصیل سے لکھا ہے۔

حج چوں کہ زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے اور یہ فریضہ بھی ان لوگوں پر عائد ہوتا ہے جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں، اس لیے اس کے مسائل وآداب کا جاننا نہایت ضروری ہے۔

بہت سے وہ لوگ جو سالہا سال فقہ کی کتابیں پڑھاتے ہیں، جب حرمین

شریفین پہنچتے ہیں تو بعض مسائل میں الجھ جاتے ہیں اور ان کو کتابوں کی طرف مراجعت کرنی پڑتی ہے۔

اسی لیے علمائے امت نے ہر دور اور ہر ملک میں مختلف زبانوں میں حج کے مسائل وفضائل اور زیارت مدینہ منورہ اور اس کے آداب پر کتابیں لکھی ہیں؛ تاکہ امت مسلمہ اس اہم فریضہ کو صحیح طریقے سے ادا کر سکے۔

اسی سلسلہ کی یہ کتاب جو ''انمول حج'' کے نام سے پہلے گجراتی زبان میں پھر اردو میں طبع ہوئی ہے، بہت مفید اور سہل انداز میں مرتب ہوئی ہے، اس کتاب کے مؤلف محترم مولانا مفتی سید مصلح الدین بڑودوی مدظلہ ہیں، جو پختہ استعداد عالم اور فقہی مسائل میں گہری بصیرت رکھتے ہیں، نیز اپنے سفر حج کے تجربات کو سامنے رکھ کر بعض مسائل جو اکثر لوگوں کو پیش آتے ہیں ان کی اچھی وضاحت فرمائی ہے، مثلاً یوم النحر کے افعال میں عدم لحاظ ترتیب موجب دم نہیں، موجودہ حالت کے پیش نظر اس میں صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر عمل کی اجازت ذکر فرمائی ہے۔

بہر حال! یہ ایک مفید اور مسائل حج پر مستند کتاب ہے، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مدظلہ کو اس گراں قدر تالیف پر بہترین اجر عطا فرمائے اور امت کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

والسلام......احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ مقیم حال ٹورنٹو کینیڈا

جمادی الثانیہ ۱۴۳۱ھ-۱۰/ جون ۲۰۱۰ء

(۳۴)

فتاوی غیر مطبوعہ

از حضرت مفتی محمد صاحب آچھودی مدظلہ

شیخ الحدیث وصدر مفتی دار العلوم ماٹلی والا بھروچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاة والسلام علی سید المرسلین، سیدنا محمد بن عبد اللّٰہ القرشي الهاشمي، وعلی اٰله وأصحابه أجمعین. أما بعد!

قال النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: '' من یرد اللّٰہ به خیرا یفقهه في الدین'' (۱)

یہ بات سب پر واضح ہے کہ ہر کلمہ گو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر پر ایمان لایا ہے وہ اپنی پیدائش سے موت تک زندگی گزارنے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرنے کا پابند ہے، کوئی بھی مومن اپنی من مانی زندگی گزارنے کا حق دار نہیں ہے۔

زندگی گزارنے کے یہ احکام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہو سکتے ہیں، جو عمل قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوگا وہ قابل قبول ہوگا ورنہ رد کر دیا جائے گا۔

---

(۱) بخاری شریف، الرقم: ۳۱۱۶

ہمارے زمانے کے ایک دانش ور اور محقق تحریر فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کی شریعت ہمارے پاس قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں آئی ہے، اللہ تعالیٰ کی اس شریعت کو جب انسان اپنے روزمرہ معاملات پر منطبق کرے گا تو اس کو اپنی پوری زندگی انفرادی اور اجتماعی ہر اعتبار سے شریعت کے احکام کے مطابق استوار کرنا ہوگی۔

اس کے لیے قرآن مجید کی ہدایات اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے جزوی احکام ومسائل دریافت کرنے پڑیں گے، شریعت کے ہر حکم پر غور کر کے جزوی احکام کو مرتب کرنا پڑے گا، اس کے لیے روزمرہ کے معاملات پر احکام شریعت کا اطلاق اسی وقت ممکن ہو سکے گا جب اس کام کا بیڑا اٹھانے والا گہری فہم وبصیرت سے کام لے گا، اب چاہے وہ خود اس فہم وبصیرت کی صلاحیت حاصل کر کے اس سے کام لے یا بصورت دیگر ان اہل فہم وبصیرت پر اعتماد کرے جن کو مطلوبہ علمی صلاحیت حاصل ہو۔

لہٰذا ہر وہ فرد جو شریعت کے مطابق زندگی گزارنا چاہتا ہے وہ یہی طریقۂ کار اختیار کرنے پر مجبور ہے، اسی طریقۂ کار کا نام فقہ ہے، قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصوص کو روزمرہ پیش آنے والے واقعات اور حقائق پر منطبق کرنا اور ان کے تفصیلی احکام کو مرتب کرنا اور مرتب کر کے ان کے مطابق زندگی کو سنوارنا اس پورے عمل کا نام فقہ ہے۔ یہ عمل ایک لمحہ اور ایک ثانیہ کے لیے بھی قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ نہیں کیا جاسکتا، قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس پورے عمل کی روح ہے۔ (محاضرات فقہ از ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمہ اللہ)

الحمد للہ! ہمارے ملک میں عامۃ المسلمین کی شرعی رہ نمائی کے لیے مدارس اسلامیہ میں دارالافتا کے شعبہ میں مستند مفتی صاحبان اسی فریضہ کو حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیتے ہیں؛ چناں چہ صوبۂ گجرات کے تقریباً ہر دارالعلوم اور جامعہ میں ''شعبۂ دارالافتا'' موجود ہے، جہاں سے مسلمانان گجرات اپنے مختلف مسائل میں رہ نمائی حاصل کرتے ہیں، ان ہی مستند ومعروف دارالافتا میں ''دارالعلوم ماٹلی والا بھروچ'' کا ''شعبۂ دارالافتا'' بھی ہے، جس کے صدر مفتی مولانا مفتی محمد آچھودی مدظلہ العالی ہیں، مفتی صاحب مدظلہ حدیث وفقہ پر گہری نظر رکھتے ہیں اور درس حدیث وفقہ میں ۳۰؍سال سے زائد عرصہ سے منہمک ہیں، اس طویل عرصہ میں مفتی صاحب کے فتاوی کا بڑا ذخیرہ جمع ہوگیا تو اہل تعلق اور علم کے قدر دانوں نے ان فتاوی کو مرتب کر کے اور نظر ثانی کر کے طباعت کا اصرار کیا تو حضرت مفتی صاحب نے یہ مجموعہ مرتب فرما دیا ہے۔

یہ فتاوی مستند کتب فقہ وفتاویٰ کے حوالہ جات کے ساتھ ہیں، اس لیے ہر طرح قابل اعتماد ہیں۔ ہمارے گجرات کے دیگر مفتی صاحبان کے فتاویٰ کے ساتھ ان فتاوی کی اشاعت دینی کتابوں میں مزید اضافہ ہے جو قابل مسرت ومبارک باد ہے۔

اللہ تعالیٰ جملہ اصحاب فقہ وفتاوی کو اس محنت وکاوش کا بہترین بدلہ عطا فرمائے کہ دین کے مختلف شعبوں میں فتاوی کا شعبہ سب سے اہم اور نازک ہے، اور زمانے کے حالات اور نئے تقاضوں کو سامنے رکھ کر مقاصد شریعت کے مطابق جواب دینا ذمہ دارانہ اور محنت طلب عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب مفتی صاحبان کو بہترین بدلہ عطا فرمائے اور مفتی محمد صاحب کے فتاوی سے بھی امت کو فائدہ اٹھانے کی توفیق خیر عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے اصرار پر یہ چند سطریں لکھ دی ہیں ورنہ میرے جیسے ہیچ مداں کو ان فتاوی پر لکھنے کا بالکل حق نہیں۔

واللّٰہ الموفق للصواب، وإليه المرجع والمأب، وصلى الله تعالىٰ على سيدنا محمّد وعلى اٰله وأصحابه أجمعين .

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ ۱۸ر جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ/ ۲۹ر اپریل ۲۰۱۳ء

(۳۵)

فتاوی فلاحیہ جلد اول

از حضرت مفتی احمد بیمات صاحبؒ

بانی ومہتمم مدنی دارالتربیت کرمالی وسابق شیخ الحدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر

ترتیب وتعلیق: جناب مفتی مجتبیٰ حسن صاحب قاسمی زیدمجدہ

سنہ طباعت: ربیع الاول ۱۴۳۶ھ- ۲۰۱۵ء، صفحات: ۶۶۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال النبي صلى الله عليه وسلم : "من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين" (۱)

(۱) بخاری شریف، الرقم: ۳۱۱۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دین کا فہم نصیب فرماتے ہیں، دین کا فہم اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے گجرات کی سرزمین پر چودہویں صدی ہجری کے اواخر اور پندرہویں صدی کے اوائل میں بہترین فقہا پیدا ہوئے، جنھوں نے مختلف مدارس میں بیٹھ کر امت کی فقہی ضرورتوں کو پورا فرمایا اور ان کی شرعی رہ نمائی فرمائی۔ **فجزاهم اللّٰه أحسن الجزاء !**

حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے ''فتاویٰ رحیمیہ'' نے ہند وبیرون ہند میں زبردست مقبولیت حاصل کی، اس کے بعد حضرت مفتی احمد خان پوری مدظلہ العالی کے فتاویٰ ''محمود الفتاویٰ'' ۵ر جلدوں میں شایع ہوئے، مفتی اسماعیل واڈی والا رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی اردو زبان میں ''روضۃ الفتاوی'' کے نام سے طبع ہوئے، مفتی اسماعیل کچھولوی مدظلہ کے فتاوی ''فتاوی دینیہ'' کے نام سے ۵ر جلدوں میں شایع ہوکر مقبول ہوئے، مولانا مرغوب احمد لاجپوریؒ کے فتاوی ''مرغوب الفتاوی'' اور مفتی اسماعیل بسم اللہؒ کے ''فتاوی بسم اللہ'' جلد اول بھی زیور طبع سے آراستہ ہوگئے ہیں، مفتی اسماعیل بھڑکودرویؒ کے فتاوی ''زبدۃ الفتاوی'' اور ''لباب الفتاوی'' کے نام سے چھپ چکے ہیں۔ **فللّٰه الحمد والمنة !**

اب حضرت مولانا مفتی احمد بیماتؒ کے فتاوی ''فتاوی فلاحیہ'' کے نام سے ان کے فرزند گرامی حافظ اسجد بیمات کی مساعئ جمیلہ اور مفتی مجتبیٰ حسن قاسمی مدظلہ کی تحقیق وتخریج کے ساتھ طباعت کے لیے تیار ہیں۔

حضرت مفتی احمد بیماتؒ بہترین مدرس، حق گو عالم اور تجربہ کار مفتی تھے، ڈابھیل اور ترکیسر میں ۴۰؍سال تک فقہ وحدیث کی خدمات انجام دیتے رہے، ''دارالعلوم فلاح دارین'' کے مفتی کی حیثیت سے بہت بڑی تعداد میں فتاوی لکھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند گرامی حافظ اسجد صاحب سلمہٗ کو توفیق اور ہمت عطا فرمائی کہ انہوں نے اپنے والد محترم کی گجراتی کتابوں کو اردو میں منتقل کیا اور اب فتاوی کے اہم کام کے لیے جد وجہد فرما رہے ہیں۔

مفتی مجتبیٰ حسن قاسمی مدظلہ جو ''مدنی دارالتربیت'' کے استاذ حدیث ہیں اور فن فقہ سے خاص مناسبت رکھتے ہیں، انہوں نے انتہائی جاں فشانی سے ان فتاوی کے حوالے کتب معتبرہ سے لکھے ہیں اور بہت عمدہ تعلیقات فرمائی ہیں، جس کی وجہ سے ان فتاوی کی قدر وقیمت میں اضافہ ہوگیا ہے اور علما اور اصحاب فتوی کے لیے قیمتی تحفہ بن گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ تقریباً دس جلدوں میں یہ قیمتی سرمایہ طبع ہوگا اور امت کے لیے فقہی رہ نمائی میں مددگار ثابت ہوگا، صاحب فتاوی حضرت مفتی احمد صاحبؒ ۱۹۴۲ء میں ''جامعہ ڈابھیل'' میں داخل ہوئے اور بندے نے ۱۹۴۴ء میں داخلہ لیا تھا، موصوف اپنی جماعت میں محنتی اور شوقین طلبہ میں شمار ہوتے، پھر از ہر ہند ''دارالعلوم دیوبند'' میں داخل ہوکر اس دور کے اساطین علم وفضل سے کسب فیض فرمایا، جس کی تفصیل ان کے سوانحی خاکہ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ والہانہ تعلق کے سبب دین کے مختلف شعبوں میں مخلصانہ جد وجہد کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، اس لیے زندگی کے آخری لمحہ تک تعلیمی، تبلیغی، تنظیمی اور اصلاحی کاموں میں مصروف عمل رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی ان گراں قدر خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، نیز ان فتاوی کے کاموں میں جن جن حضرات نے محنت فرمائی ہے ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ **اللّٰھم تقبل منا إنک أنت السمیع العلیم**. آمین!

فقط والسلام...... احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ ۱۵؍محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

(۳۶)

روضۃ الفتاوی جلد اول

از حضرت مفتی اسماعیل واڈی والاؒ
سابق شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ حسینیہ راندیر
اردو ترجمہ وترتیب: حضرت مولانا حسن صاحب ستپونی زید مجدہم
ناشر: مکتبہ دارالسلام راندیر، صفحات: ۴۵۸
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا، اور ان کی رہ نمائی کے لیے اس دنیا میں مسلسل انبیائے کرام اور رسولوں کو مبعوث فرمایا اور ان کو زندگی گزارنے کے

اصول اور طریقے بتلائے؛ تاکہ وہ حیوانوں کی طرح آزاد زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نہ مول لیں۔

زندگی کے تمام شعبوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کو احکام بتلائے اور ان کی عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات میں اسی کے مطابق زندگی گزارنے کا مکلّف فرمایا؛ مگر دنیا میں ہر انسان ان تفصیلی احکامات سے واقف نہیں ہوتا، اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ ''اگر تم نہیں جانتے تو جاننے والوں سے پوچھو''۔

چناں چہ دورِ صحابہؓ سے آج تک امت کا ہر فرد اس پر عامل ہے اور علما اور مفتیانِ کرام کی رہ نمائی میں زندگی کا سفر طے کرتے ہیں۔

الحمدللہ! گجرات میں سب ہی مدارس میں امت کی دینی رہ نمائی اور احکام کی تبلیغ کے لیے دارالافتا قائم ہیں، جو پوری تحقیق سے صحیح رہ نمائی فرماتے ہیں، اسی سلسلہ کا ایک دارالافتا ہمارے علاقے کے معروف ومشہور ''جامعہ حسینیہ'' میں سالہا سال سے قائم ہے، وہاں کے فتاوی معتبر سمجھے جاتے ہیں۔

حضرت مفتی اسماعیل واڈی والا رحمہ اللہ اسی ادارہ کے فاضل، استاذ، محدث اور مفتی تھے، جنھوں نے کئی سال افتا کی خدمات انجام دی ہیں، ضرورت تھی کہ ان کے یہ فتاوی شائع ہوں؛ تاکہ امت کو نفع ہو اور حضرت رحمہ اللہ کے لیے آخرت میں رفعِ درجات کا سبب بنے۔

خوشی ہے کہ اب یہ قیمتی سرمایہ طباعت کے لیے تیار ہے، جو ایک عظیم نعمت ہے، اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کے صاحب زادگان کو بھی اجرِ عظیم عطا فرمائے جنھوں نے اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا ہے، اللہ تعالیٰ جملہ معاونین کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

واللہ الموفق للصواب، وإليه المرجع والمأب.

والسلام......احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

(۳۷)

امام بخاریؒ کا طریقۂ استدلال واستنباط

از حضرت مولانا اقبال بن محمد ٹنکاروی فلاحی صاحب مدظلہ

ناشر: دارالعلوم ماٹلی والا بھروچ

سنہ اشاعت: ۲۰۱۴ء-۱۴۳۵ھ، صفحات: ۵۳۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد بن عبداللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ پر پوری انسانیت کی ہدایت کے لیے قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود ہی لی، اسی طرح نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تبیین اور تشریح کی ذمہ داری بھی سپرد فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کتاب اللہ کی تبیین اور تفصیل ہی پر مشتمل ہے، اس لیے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

احادیث کو یاد کرنے اور اس کو سمجھنے کا خاص اہتمام فرماتے تھے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی باتوں کو اہتمام سے دوسروں تک پہنچاتے تھے، مجلسوں میں مذاکرہ ہوتا تھا۔ عہد صحابہؓ کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے بھی اس سلسلہ کو باقی رکھا اور احادیث کے حفظ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔

خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں آپؒ کے مشورہ سے ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کو باقاعدہ جمع کرنے کا کام شروع کیا اور پھر یہ سلسلہ بہت سے اساطین علم کے ذریعہ آگے بڑھتا گیا، ابن جریج، محمد بن اسحاق، امام دار الہجرۃ امام مالک، حماد بن سلمہ، سعید بن ابی عروبہ نیشاپوری، معمر بن راشد وغیرہ - رحمۃ اللہ علیہم - ایک بڑی تعداد نے اپنے اپنے طرز سے جمع وتدوین کا کام شروع فرمایا۔

ان کی کتابوں میں ہر قسم کی احادیث جمع کردی گئیں، آثار صحابہؓ بھی جمع کردیے گئے، بعد میں کچھ علمائے کرام کو خیال ہوا کہ ان احادیث میں سے صحیح احادیث کو چھانٹ کر الگ مجموعے تیار کیے جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے غیبی نظام کے تحت تیسری صدی میں ایسی عبقری شخصیات پیدا فرمائیں جنہوں نے احادیث کی تنقیح کا بیڑا اٹھایا، ان میں سب سے زیادہ معروف ومقبول شخصیت ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تھی، (وفات: ۲۵۶ھ) اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی قوت حافظہ اور گہری بصیرت سے نوازا تھا، حفظ حدیث کے ساتھ نقد حدیث میں بھی آپ کا درجہ بہت بلند تھا، اسی لیے

آپ - رحمۃ اللہ علیہ - کو امیر المؤمنین فی الحدیث، جبل الحفظ، امام الدنیا فی نقد الحدیث کہا گیا۔

ان ائمۂ حدیث نے حدیث کے قبول ورد کے لیے اصول وضوابط مقرر کیے، انہیں اصولوں پر احادیث کو پرکھتے تھے اور اس کے صحیح اور سقیم ہونے کا فیصلہ کرتے تھے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت اور تفقہ کا مظہر ان کے ترجمۃ الباب ہیں۔ ”**فقه البخاري في تراجمه**“ معروف جملہ ہے۔

حدیث پاک کے اخذ وقبول اور مسائل مستنبط کرنے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے اصول ہیں، جن کو سمجھنا طالب حدیث کے لیے بہت ضروری ہے، ہر ایک محدث کا اپنا ایک منہج ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے منہج وفکر میں دوسروں سے ممتاز ہیں، جہاں مناہج محدثین پر کتابوں میں بحث ہوتی ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے منہج پر بھی علمائے کرام نے توجہ دی ہے اور اس پر مستقل کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، جو عربی میں ہیں۔

مجھے بہت مسرت ہے کہ اس موضوع پر میرے عزیز مولانا محمد اقبال ٹنکاروی فلاحی زادہ اللہ تعالیٰ علماً وعملاً نے ہمت کی اور چوں کہ موصوف پر بخاری شریف کے درس کی ذمہ داری بھی ہے، اس لیے وہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کی خصوصیات، ان کا طرز استدلال، ترجمۃ الباب کی باریکیوں کے سلسلہ میں مختلف کتابوں سے استفادہ کر کے طلبۂ عزیز کو معلومات فراہم کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں مزید ترقی عطا فرمائے، یہ کتاب جو اصول فقہ، قواعد اور مقاصد شریعت کی روشنی میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے منہج استدلال واستنباط پر تیار ہوئی ہے، ان شاء اللہ طلبۂ عزیز اور حدیث شریف سے شغف رکھنے والوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی حدیث پاک کی خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس طرح کی مزید خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

اللّٰهم تقبل منا، إنك أنت السميع العليم .

والسلام

احقر عبد اللہ غفرلہ کاپودروی

(۳۸)

دوسرے مسلک پر فتوی دینے کے اصول وضوابط

مؤلف: مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی صاحب زید مجدہ

ناشر: دار العلوم ماٹلی والا بھروچ، سنہ اشاعت: ۲۰۱۰ء-۱۴۳۱ھ، صفحات: ۱۵۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پچھلے چند سالوں سے امت کا ایک طبقہ اپنی سہولت پسندی کی وجہ سے بار بار اس نظریہ کو پھیلا رہا ہے کہ ''دین میں یسر ہے عسر نہیں'' اس لیے فقہا اور ائمۂ مجتہدین کے مختلف اقوال میں امت کے لیے جس میں سہولت ہو اس کو اختیار کر لیا جائے، کسی

متعین مذہب کی پیروی ضروری نہیں؛ مگر اس نظریہ کو عملی جامہ پہنانے میں بہت خطرات ہیں۔

اگر ہر شخص کو اس کی خواہشات اور رجحان کے مطابق بلا شرط اجازت دے دی جائے تو یہ دین کے ساتھ مذاق ہوگا اور مذہب بچوں کا کھیل بن کر رہ جائے گا۔

اسی لیے ہمارے محققین نے ضرورت شدیدہ کے موقع پر اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذہب کے قول کو اختیار کرنے کے لیے شرائط بیان کیے ہیں؛ تا کہ مشکل حالات میں اور زمانہ کے احوال کے تغیر کے وقت امت شریعت کے دائرہ میں رہ کر زندگی کے مسائل حل کر سکے۔

اسی اہم مسئلہ پر ہمارے عزیز مکرم مولانا محمد اقبال ٹنکاروی صاحب زادہ اللہ علما وشرفاً نے یہ رسالہ تیار کیا ہے، جس میں ائمۂ متقدمین اور فقہا کے اقوال جمع کر کے ''دوسرے مسلک پر فتوی دینے کے اصول وضوابط'' بہت سلیس اور صاف انداز میں تحریر فرمائے ہیں۔

جس کے مطالعہ کے بعد مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔

وقل اعملوا فسيرى الله عملكم ......هذا ما عندي، والله أعلم بالصواب .

احقر عبد اللہ غفرلہ کاپودروی

۱۴رشوال المکرّم ۱۴۳۱ھ/۲۳رستمبر ۲۰۱۰ء

(۳۹)

تحفۂ ہلال

مؤلف: مفتی محمد قاسم صاحب ملا گودھروی

سنہ اشاعت: شعبان ۱۴۳۱ھ - جولائی ۲۰۱۰ء، صفحات: ۱۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لوليه، والصلاة والسلام على أهله، أما بعد!

شریعت اسلامیہ میں رؤیت ہلال کی بہت اہمیت ہے، اس لیے کہ رمضان المبارک، عیدالفطر، حج وقربانی جیسی اہم عبادتوں کی ابتدا وانتہا رؤیت پر ہی موقوف ہے۔

اسی لیے فقہا نے رجب، شعبان، رمضان، شوال اور ذی قعدہ پانچ مہینوں کی انتیس تاریخ کو چاند تلاش کرنے کو واجب علی الکفایہ لکھا ہے اور مسلمان عموماً اس کا اہتمام بھی کرتے ہیں؛ مگر بعض مرتبہ آسمان ابر آلود ہوتا ہے، یا چاند دیکھنے والوں کو رؤیت کے لیے طلوع ہلال کی صحیح سمت کا پتہ نہ ہونے کے سبب ہر جگہ اس کی رؤیت نہیں ہوتی، اس لیے لوگوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

جدید تعلیم یافتہ لوگ فلکیات کے حساب کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں؛ حالاں کہ شریعت میں ثبوت ہلال کے لیے رؤیت یا شہادت ہی معتبر ہے، ضرورت تھی کہ رؤیت ہلال کے مختلف پہلوؤں پر فقہائے کبار کے اقوال کو جمع کر کے قوم کی صحیح رہ نمائی کی جائے؛ تاکہ لوگ عدم علم کے سبب علمائے کرام کو طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بنائیں۔

ہمیں بہت مسرت ہے کہ مولانا مفتی قاسم ملا صاحب گودھروی مدظلہ نے محنت فرما کر ان مسائل کو معتبر کتابوں کے حوالوں کے ساتھ جمع فرما دیا ہے۔

مفتی صاحب موصوف نے ان مسائل کو مستند مفتیان کرام کو بتلا کر ان سے تصدیق بھی حاصل فرمائی ہے، اس لیے ''تحفۂ ہلال'' مسائل رؤیت ہلال کے بارے میں مستند رسالہ بن گیا ہے، جس میں مختلف مسائل کا احاطہ کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب مدظلہ کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور امت کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وقل اعملوا فسيرى الله عملكم

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/۱۲/ ذی قعدہ ۱۴۳۰ھ - ۳۱/ اکتوبر ۲۰۰۹ء

(۴۰)

نور البصائر شرح الأشباه والنظائر جلد اول

شارح: مفتی محمد محی الدین صاحب قاسمی بڑودوی مدظلہ، صفحات: ۸۰۰

ناشر: بزم نصر المومنین بڑودہ گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لوليه والصلاة لأهلها. أما بعد!

فن فقہ علوم اسلامیہ میں عظیم مرتبہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کے

ساتھ خصوصی بھلائی اور خیر کا ارادہ فرماتے ہیں ان کو دین کا فہم نصیب فرماتے ہیں، علمائے امت نے بڑی جاں فشانی اور جگر سوزی سے اس فن شریف کو مرتب فرمایا ہے اور اس کے قواعد مرتب فرمائے ہیں۔

فقہ وفتاوی میں تدریب کے لیے قواعد فقہیہ کا جاننا اور سمجھنا بہت ضروری ہے، اسی لیے برصغیر کے تمام مدارس میں جہاں تخصص فی الفقہ والافتا کے شعبے قائم ہیں، وہاں رسم المفتی اور الاشباہ والنظائر کا درس ضروری سمجھا گیا ہے، ''الاشباہ والنظائر'' کے مصنف زین الدین بن ابراہیم بن محمد جو ابن نجیمؒ کے نام سے مشہور ہیں، مشہور حنفی عالم ہیں، ان کی اس فن میں مہارت اور گہرائی کا اندازہ ان کی کتاب ''البحر الرائق شرح کنز الدقائق'' اور ''الأشباہ والنظائر'' کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے، اس کتاب کی تفہیم اور تشریح دوسری عبقری شخصیت علامہ حمویؒ نے فرمائی ہے اور یہی شرح ہمارے مدارس میں معروف اور متداول ہے؛ مگر یہ دونوں کتابیں فن کی باریکیوں اور دقیق مسائل پر مشتمل ہیں، اس لیے اس کی شرح اور آسان انداز میں تفہیم کی ضرورت تھی؛ تاکہ طلبۂ عزیز اچھی طرح استفادہ کرسکیں۔

اسی ضرورت کا احساس کر کے حضرت مولانا سید مفتی محی الدین صاحب بڑودوی قاسمی مدظلہ نے حموی کی عظیم شرح کو اردو میں آسان انداز میں سمجھانے کی کوشش کی ہے، مولانا مدظلہ ایک طویل عرصہ سے درس وتدریس میں لگے ہوئے ہیں اور مختلف مدارس میں افتا کے طلبہ کو ''الأشباہ والنظائر'' کا درس دیتے رہے ہیں۔

اس ناچیز بے بضاعت نے اس مسودے کو جستہ جستہ دیکھا ہے؛ مگر اس اہم شرح کے بارے میں صحیح رائے اصحاب درس ہی دے سکتے ہیں؛ مگر مولانا مدظلہ کے طویل تجربہ کی بنا پر توقع یہی ہے کہ طلبہ کے لیے مفید ہوگی، اللہ تعالیٰ مولانا مدظلہ کی اس خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور طلبہ کے لیے اس کو سمجھنا آسان فرمائے۔
آمین یارب العالمین!

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۲۰/صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

۱۵/جنوری ۲۰۱۲ء

نحو وصرف

(۴۱)

نحو میر اردو

از حضرت مولانا قاری ناظر حسین صاحب ہتھوڑوی فلاحی مدظلہ

ناشر: الامین کتابستان دیوبند، سنہ اشاعت: ۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء، صفحات: ۱۰۰

الحمدللّٰہ الذي رفع السماء بغير عماد، وخفض الأرض وقدر فيها أقواتها لنفع العباد، وثبتها بنصب الرواسي والأوتاد، وجزم بوحدانيته أهل البغي والإلحاد، والصلاة والسلام على أفصح من نطق بالضاد، سيدنا محمد ﷺ المخصوص بالشفاعة العظمىٰ يوم المعاد، وعلىٰ اٰله الطيبين الطاهرين، وأصحابه الذين بذلوا مهجهم لنصر الحق من غير شک وترداد. (من کتاب: ''الكواكب الدرية'') أمابعد!

علامہ ابن خلدونؒ نے اپنے مشہور مقدمے میں فرمایا ہے: '' **الفصل الخامس والأربعون في علوم اللسان العربي، أركانه أربعة: وهي اللغة، والنحو، والبيان، والأدب** '' عربی زبان کے چار ارکان ہیں: لغت، نحو، بیان اور ادب، ان چاروں میں لغت اور نحو بہت ہی اہم ہیں، نحو کے بغیر عبارت کا صحیح تلفظ تقریباً ناممکن ہے۔

قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معنیٰ اور مفہوم کو سمجھنے کے لیے نحو نہایت ضروری ہے، بہت سی آیات میں اعراب کے معمولی تغیر سے معنی میں

زبردست تبدیلی ہوجاتی ہے،اس کے علاوہ عربی زبان میں بہت سے جملے ایسے ہیں جن میں اعراب کی تبدیلی سے بہت فرق پڑ جاتا ہے،مثلاً ایک شخص کہتا ہے:'' أنا قاتلٌ حَیَّۃً '' اور دوسرا کہتا ہے:'' أنا قاتلُ حیَّۃٍ '' ان دونوں جملوں میں بہت فرق ہے، پہلے جملے کے معنیٰ ہوں گے:''میں سانپ کو ماروں گا'' دوسرے جملے کا مطلب ہوگا کہ ''میں نے سانپ کو ماردیا''،علم نحو کے بغیر اس کا فرق نہیں سمجھا جاسکتا۔

برصغیر کے مدارس میں عربی کے مبتدی طلبہ کو جو کتابیں فن نحو سکھانے کے لیے پڑھائی جاتی ہیں،ان میں ''نحومیر'' بہت مشہور اور متداول ہے،''نحومیر'' کے بعد ہی ''ھدایۃ النحو'' اور '' قطر الندی'' یا ''کافیۃ'' کا درجہ ہے۔

''نحومیر'' کے فاضل مصنف سید شریف جرجانی رحمہ اللہ زبردست عالم اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں،ان کے اخلاص وتقویٰ کے سبب ان کے چار متون درس میں داخل ہیں،ان میں ''نحومیر'' بھی شامل ہے۔

مصنف علامؒ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد یہ ہدایت تحریر فرمائی ہے:

بداں ارشدک اللہ تعالیٰ کہ ایں مختصر یست مضبوط در علمِ نحو کہ مبتدی را بعد از حفظ مفرداتِ لغت ومعرفتِ اشتقاق وضبطِ مہماتِ تصریف بآسانی بکیفیتِ ترکیب عربی راہ نماید، وبزودی درمعرفتِ اعراب وبنا وسوادِ خواندن توانائی دہد، بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ۔

ترجمہ: آپ جان لیں !اللہ تعالیٰ آپ کی رہ نمائی فرمائے کہ یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو علم نحو کے لیے لکھا گیا ہے، جو مبتدی طالب علم کو مفرداتِ لغت یاد کرانے

اور مشتقات کی پہچان اور علمِ صرف کی اہم باتیں یاد کرانے کے بعد آسانی کے ساتھ عربی ترکیب کے طریقے کی طرف رہ نمائی کرتا ہے،اور صحیح عبارت پڑھنے کی طاقت اور صلاحیت پیدا کرتا ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے ہوگا۔

ہمیں تعجب ہے کہ مصنف علامؒ کی اتنی واضح ہدایت کے باوجود ہم لوگ طلبہ کو مفردات لغت یاد کرائے بغیر نحو میر شروع کرادیتے ہیں، دنیا میں ہر زبان کے سکھانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے زبان سکھائی جاتی ہے اور پھر قواعدِ نحو یا گرامر کی اس پر تطبیق ہوتی ہے، اس طریقے کو ترک کرنے کے سبب ہمارے طلبہ خشک قواعد رٹ لیتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نحو کا صحیح ادراک نہیں کرپاتے اور تطبیق میں غلطی کرتے ہیں۔

اسی غلطی کا احساس کرکے بعض جدید مصنفین نے نحو کی جو کتابیں مرتب فرمائی ہیں، ان میں پہلے مثالیں پھر قاعدے کی تفہیم اور پھر مختصر قاعدہ اور اس کے بعد تمرینات کا سلسلہ ہوتا ہے اور یہ جدید کتابیں مبتدی طلبہ کے لیے مفید ہیں۔

زیرِ نظر رسالہ ''نحومیر اردو'' اسی لیے ترتیب دیا گیا ہے کہ طلبہ کو نحو کے قواعد کے ساتھ مثالیں بتائی جائیں اور مشق بھی کرائی جائے؛ تاکہ قاعدہ ذہن میں راسخ ہوجائے اور عبارت خوانی یا گفتگو میں غلطی سے بچا جاسکے، اس رسالہ کے مرتب مولانا قاری ناظر حسین فلاحی ہتھوڑوی سلمہٗ کو اللہ تعالیٰ نے اس فن کا خاص ذوق عطا فرمایا ہے اور پچھلے کئی سالوں سے نحو کی کتابیں بہت توجہ اور محنت سے پڑھا رہے ہیں، انہوں نے اپنے تعلیمی تجربے کے پیش نظر یہ رسالہ مرتب فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو

شرف قبولیت عطا فرمائے اور طلبۂ عزیز کو استفادہ کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین!

ایک بات قابل توجہ یہ ہے کہ کتاب چاہے جتنی آسان ہو؛ مگر طالب علم اگر محنت نہ کرے اور مشق وتمرین کے لیے وقت فارغ نہ کرے تو وہ خاطر خواہ نفع نہیں اٹھا سکتا، کسی عربی شاعر نے سچ کہا ہے:

وقل من جد في أمر يحاوله
فاستصحب الصبر إلا فاز بالظفر (۱)
كم حاجة بمكان النجم قرّبها
طول التعرض في الروحات والبكر (۲)

اللہ رب العزت مرتب مدظلہٗ اور ان کے جملہ معاونین کو بہترین بدلہ عطا فرمائے اور ان کو اس طرح کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

اللّٰهم وفقنا لما تحب وترضٰی، واجعل آخرتنا خيرا من الأولى، آمين يارب العالمين .

احقر عبداللہ غفرلہٗ

۱۳؍ذو الحجۃ الحرام ۱۴۳۳ھ

۳۰؍اکتوبر ۲۰۱۲ء

---

(۱) العقد الفريد: ۱/۶۷ (۲) دواوين الشعر العربي على مر العصور: ۱/۲۶۱

(۴۲)

کتاب النحو

از مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب امرتسریؒ

جمع وترتیب: مولانا محمد اشرف صاحب تاجپوری زید مجدہم

ناشر: ادارۂ صدیق ڈابھیل- سنہ اشاعت: جمادی الثانیہ ۱۴۳۱ھ- جون ۲۰۱۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لوليه والصلاة لأهلها، أمابعد!

دنیا کے ہر خطے کی زبان مختلف ہے اور ہر علاقے کے لوگوں نے اپنی اپنی زبان کے لیے قواعد مقرر کیے ہیں، عربی زبان بھی خلیج سے محیط تک کے وسیع رقبہ میں بولی جاتی ہے اور اس کا شمار دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں میں ہوتا ہے۔

قرآن کریم کا نزول عربی زبان میں ہوا ہے جو مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے اس لیے دنیا کے ہر خطہ میں اس کی تعلیم لازمی ہوگئی۔ جب اسلام جزیرۂ عرب سے نکل کر دور دراز علاقوں میں پہنچا تو عجمی مسلمانوں کے لیے عربی سیکھنے کی ضرورت پیش آئی؛ تاکہ وہ کلام اللہ اور احادیث شریفہ کو صحیح طریقہ پر پڑھ سکیں، چناں چہ اس کے قواعد اور ضوابط بنائے گئے، جن کو "**علم نحو**" سے تعبیر کیا گیا۔

علم نحو سے کلمہ کے تینوں اقسام: اسم فعل اور حرف کے پہچاننے اور پھر اس کے اعراب کے قواعد بنائے گئے، ہندوستان میں بھی زمانۂ دراز سے عربی مدارس میں

فن صرف ونحو کی تعلیم کے لیے مختصر اور مطول کتابیں لکھی گئیں اور حسب ضرورت اس کی تسہیل بھی ہوتی گئی۔

''نحومیر''، ''ہدایت النحو''، ''کافیہ'' اور اجرومیہ وغیرہ کئی کتابیں ابتدائی درجات میں پڑھائی جاتی رہیں، پھر طلبا کے لیے اردو میں ''کتاب الصرف''، ''کتاب النحو'' وغیرہ کتابیں وجود میں آئیں، ان کتابوں میں حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ کی تالیف ''کتاب النحو'' بہت مقبول ہوئی اور اکثر مدارس میں اس کونصاب میں شامل کیا گیا۔

اسی کتاب پر مولانا محمد اشرف تاجپوری زید فضلہ نے فن کی دوسری کتابوں سے استفادہ کر کے مفید حواشی کے اضافے کیے ہیں، مولانا موصوف کو عرصہ سے اس فن کے پڑھانے کا تجربہ ہے؛ اس لیے انہوں نے طلبہ کے لیے بہت قیمتی مواد جمع فرمایا ہے، جو یقیناً عربی کے ابتدائی درجوں کے لیے ایک نعمت ہے۔ اللہ تعالی مولانا کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مدارس کے طلبا اس سے مستفید ہوں۔

اس مسودہ پر 'فلاح دارین' کے استاذ قاری ناظر حسین صاحب زید مجدہ نے مکمل نظر ثانی کی ہے، اور انہوں نے اس کو بہت مفید بتایا ہے، اس سے کتاب کی افادیت کا مزید ثبوت مل گیا ہے، اللہ تعالی مصنف کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، آمین!

فقط والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ- مئی ۲۰۰۹ء

(۴۳)

مفتاح النحو

از مولانا عظیم الدین صاحب ارنالوی زید مجدہم

نظر ثانی وتحقیق: حضرت قاری ناظر حسین صاحب ہتھوڑوی مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰه رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، محمد بن عبد اللّٰه الأمين، وعلى آله وأصحابه الطيبين، ومن تبعهم بإحسان إلي يوم الدين. أمابعد !

علم نحو علوم عربیہ میں بنیاد اور ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، اس علم میں اتقان اور پختگی کے بغیر دیگر علوم عربیہ میں مہارت اور سوخ پیدا کرنا نہ صرف دشوار بلکہ قریب بہ محال ہے، دیگر علوم عربیہ کے لیے علم نحو زینہ کا درجہ رکھتا ہے، کسی نے اس کی ضرورت کو ''**النحو في الكلام كالملح في الطعام**'' (نحو کلام میں ایسا ہے جیسا کہ نمک کھانے میں) سے بیان فرمایا ہے تو بعض نے ''**النحو أبو الكلام والصرف أمها**'' (نحو تمام علوم کا باپ اور صرف تمام علوم کی ماں ہے) سے اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

الاستاذ عباس حسن اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''**النحو الوافي**'' کے مقدمے میں اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں: **ولن تجد علما منها**

يستقل بنفسه عن "النحو" أويستغني عن معونته ويسير بغير نوره وهداه، وهذه العلوم النقلية- على عظيم شأنها- لا سبيل إلى استخلاص حقائقها والنفاذ إلى أسرار ها بغير هذا العلم، فهل ندرک كلام اللّٰه تعالىٰ ونفهم دقائق التفيسر، وأحاديث الر سول عليه السلام، وأ صول العقا ئد، وأدلة الأ حكام، ومايتبع ذالک من مسائل فقهية،و بحوث شرعية مختلفة، قد ترقى بصاحبها إلى مراتب الأئمة، و تسموبه إلى منازل المجتهدين إلا بإلهام النحو وإرشاده؟ ولأمر ما قالوا: (إن الأئمة من السلف و الخلف أجمعوا قاطبة على أنه شرط في رتبة الاجتهاد، وإن المجتهد لوجمع كل العلوم لم يبلغ رتبة الاجتهاد حتى يتعلم "النحو" فيعرف به المعاني التي لاسبيل لمعرفتها بغيره، فرتبة الا جتهادمتوقفة عليه، لاتتم إلابه .

''آپ علوم عربیہ میں سے کسی علم کو مستقل بالذات اور ''علم نحو'' سے مستغنی نہیں پائیں گے، کوئی علم نحو کی روشنی اور رہ نمائی کے بغیر راستہ طے نہیں کرسکتا۔ علوم نقلیہ (تفسیر وحدیث، فقہ وکلام) کی عظمت شان کے باوجود یہ بات تسلیم کرنا ناگزیر ہے کہ علم نحو کے بغیران علوم کے حقائق ودقائق اور اسرار ورموز تک رسائی ناممکن ہے، کیا ہم علم نحو کی تلقین اور رہبری کے بغیر کلام اللہ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ادراک کر سکتے ہیں؟ اور کیا ہم علم نحو کی رہ نمائی کے بغیر تفسیر کے دقائق اور علم کلام کے اصول اور احکام فقہیہ کے دلائل سمجھ سکتے ہیں؟ کیا ہم علم نحو کے بغیران مسائل

فقہیہ اور مختلف النوع مباحث شرعیہ تک پہنچ سکتے ہیں، جو آدمی کو رتبۂ امامت اور منصب اجتہاد پر فائز کرتے ہیں؟ نہیں اور ہر گز نہیں۔

اسی وجہ سے علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ تمام ائمۂ متقدمین اور متاخرین کا اس پر اجماع ہے کہ علم نحو کی معرفت رتبۂ اجتہاد کے لیے شرط ہے اور اگر مجتہد تمام علوم کا جامع ہو تو درجۂ اجتہاد تک نہیں پہنچ سکتا ہے، یہاں تک کہ وہ علم نحو حاصل کرے اور ان معانی کی معرفت حاصل کرے جن کی معرفت علمِ نحو کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ معلوم ہوا کہ رتبۂ اجتہاد علمِ نحو پر موقوف ہے''۔

بہر حال علم نحو کی اہمیت و افادیت مسلمات میں سے ہے، اسی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اس فن کی تدوین سے لے کر تا ایں دم تحریر اس فن میں تصنیف و تالیف، تشریح وتوضیح اور تحشیہ وتعلیق کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

اسی مبارک سلسلہ کی ایک کڑی مولانا عظیم الدین صاحب زادہ اللہ علما وفضلا (استاذ حدیث مدرسہ مفتاح العلوم، تراج، سورت، گجرات) کی تالیف فرمودہ دو کتابیں ''مفتاح النحو'' اور ''مفتاح الصرف'' بھی ہیں، مولانا محترم نے اپنے دس بارہ سالہ تدریسی تجربات کی روشنی میں فن نحو وصرف کو مبتدی طلبہ کے اذہان سے قریب تر کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ آپ نے دونوں فنوں کے اہم اہم اصول وقواعد کو معتبر کتب نحو مثلاً: المعجم المفصل في النحو العربي، النحو الكافي، النحو الوافي، جامع الدروس العربية، هداية النحو، تسهيل النحو وغیرہ سے بہت سادہ اور سلیس انداز میں سمجھایا ہے، نیز ہر سبق کے بعد عربی اور اردو

میں تمارین مرتب کر کے طلبہ کے لیے مشق وتمرین کا کافی موادفراہم کیا ہے۔

فجزاهم الله أحسن الجزاء!

ان دونوں کتابوں کو ''دارالعلوم فلاحِ دارین'' ترکیسر، سورت، گجرات کے دواستاذ قاری ناظرحسین صاحب ہتھوڑوی **أطال الله عمره، وسلمه عن الفتن** اورمولانا عمران صاحب خان پوری **مد ظله العالي وبارک في علمه** نے ازاول تاآخر دیکھا ہے اوراپنے مشوروں سے نوازا ہے، جن کومؤلف محترم نے حتی الوسع خندہ پیشانی سے قبول فرمایا ہے، اس سے مزید اطمینان ہوا۔حق تعالی مؤلف محترم کی مساعئ جمیلہ کو قبول فرمائیں، آیندہ مزید علمی خدمات کی توفیق ارزانی فرمائیں، ان دونوں کتابوں کے نفع کو عام وتام فرمائیں اورارباب مدارس کو ان دونوں کتابوں سے استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائیں۔آمین!

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/۶/رجمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ، ۲۹/مارچ ۲۰۱۲ء

(۴۴)

هداية النحو مع سعاية النحو

للمفتي أسعد البالن بوري حفظه الله

الناشر: المكتبة المحمودية أنكليشور – عدد الصفحات: ۲٦٦

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل النحو زينة للكلام، والصلاة والسلام

على محمد سيد الأنام، وعلى اٰله وأصحابه الكرام، وعلى من نحانحوهم من علماء الإسلام. وبعد!

فإن من أهم العلوم والفنون، وأجلها وأنفعها، إنماهو علم النحو؛ وذالک به يدرک کلام الله تعالى، وتفهم دقائق التفسير، وتشرح أحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم، فمن لم يتقن النحو والصرف، لم يتقن القرآن والحديث، مهما كان له مبلغا في الوعظ والإرشاد أو في العلم.

وانطلا قا من أهمية هذا الفن وضرورته الأكيدة، أقبل عليه عدد كبير من علماء الإسلام في كل زمان ومكان، تعلما وتعليما، دراسة وتأليفا، كتابة وتدريسا، ومن بين تلك الكتب المؤلفة في هذا الفن المهم كتا ب ''هداية النحو ''نال إعجابا كبيرا، وقبولا عظيما من أصحاب المدارس، والمعاهد والجامعات، بل الكتا ب جزء كبير من المقرر الدراسي في الهند، فمن أتقن وأمعن النظر في تدريس، ودراسة هذاالكتاب، أصبح فائز المرام، ونال بغيته من فهم الكتاب والسنة، وقد ألفت شروح كثيرة، وكتب ذات قيمة، وأهمية لهذا الكتاب، في اللغة الأردية والعربية معا، واٰتت أكلها بإذن ربها إقبالا ونجاحا، فالكتاب الذي نحن بصدده ''سعاية النحو على هداية النحو'' ألفه الأخ الكريم الفاضل المولوي محمد أسعد البالن بوري

الفلاحي سلمه الله (المدرس بالمركزالإسلامي أنكليشور، بولاية غجرات، الهند).

إنما هو تسهيل للصعب، وتيسير للطلاب، والدارسين، أعده مستفيدا من الكتب المهمة في هذاالفن، وقدنال الكتا ب الإعجاب والقبول، وحظي بالتشجيع والتحسين من العلماء الحاذقين في هذاالفن، فتقبل الله هذا الكتاب بقبول حسن، وجعله موفقا للطالبين والدارسين، ورزق للمؤلف الفاضل ثوابا جز يلا، وأجرا عظيما، وسعادة موفورة في الدارين، وماذالک علي الله بعزيز!

هذاماعندي، والله أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب .

عبد الله الكافودروي

۹/ربيع الأول ۱۴۳۰ هـ

(۴۵)

اجرائے نحو وصرف مع اصطلاحات نحویہ

مؤلف: مولانا محمد الیاس گڈھوی صاحب زید مجدہم

ناشر: ادارۂ صدیق ڈابھیل، سنہ اشاعت: ۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء، صفحات: ۱۳۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزم مولوی محمد الیاس صاحب! زادکم اللہ علما وفضلا

بعد سلام مسنون!

آپ کی مرتب کردہ کتاب ''اِجرائے نحو وصرف'' اور ''اصطلاحات نحویہ'' کو دیکھا، دونوں حصے بہت پسند آئے، طلبہ اگر قواعد کا اجرا کرسکیں اور جملوں میں تطبیق کرنے لگیں تو نحو پختہ ہوسکتا ہے، مجرد قواعد کا یاد کرلینا قطعاً کافی نہیں۔

آپ نے آسان انداز میں تعریفات لکھ کر بہت مفید کام کیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس کتاب کے نفع کو عام کردے۔ آمین!

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۳۰/اپریل ۲۰۰۹ء

تاریخ

(۴۶)

عرب ممالک اور صوبۂ گجرات کے تعلقات

تالیف: حضرت مولانا اقبال بن محمد ٹنکاروی صاحب مدظلہ

ناشر: دار العلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا، صفحات: ۴۸۴، سنہ طباعت: ۱۴۳۳ھ-۲۰۱۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم المقام مولانا محمد اقبال ٹنکاروی صاحب زید مجدکم

(استاذ حدیث، مدیر مجلۂ پیغام رحمت و مہتمم دار العلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا الطاف نامہ، تاریخ گجرات کا مقدمہ اور رسالہ ''پیغام رحمت'' موصول ہوکر باعث مسرت اور معلومات میں اضافہ کا ذریعہ بنا۔ **فجزاکم اللہ أحسن الجزاء!**

آپ نے گجرات کی علمی تاریخ کا مقدمہ اور فہرست ارسال فرمائی ہے، اس کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی، اگر یہ کتاب تیار ہوکر طبع ہوجائے گی تو گجرات کی علمی حیثیت پر قدیماً وحدیثاً جو مواد اس میں ملے گا وہ شاید بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد بھی ملنا آسان نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ آپ کی محنت کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین) یہ کتاب اردو اور گجراتی دونوں زبانوں میں طبع ہونی چاہیے۔

بندہ نے بہت سال پہلے ایک مضمون مجلّہ ''معارف اعظم گڑھ'' میں بھیجا تھا، ''شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے گجرات میں علم حدیث'' وہ بھی نظر سے گزرا ہوگا، شاید ''افکار پریشاں'' میں مل جائے گا؛ ملاحظہ فرمالیں۔

آپ دارالعلوم کی انتظامی اور درسی ذمہ داریوں کے ساتھ یہ علمی کام بھی کررہے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص ہے، اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کے لیے مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین!

''زجاجة المصابيح'' کا کام بھی برابر جاری ہوگا، اللہ تعالیٰ بحسن و خوبی اس کی تکمیل کرادے۔

بس اس دورافتادہ کے لیے دعا فرما کر احسان فرمائیں۔ آپ کی یاد آتی رہتی ہے، اپنی خصوصی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔

جملہ احباب و متعلقین کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخوکم فی اللہ عبداللہ غفرلہ کاپودروی

حال مقیم ٹورنٹو، کینیڈا، ۲؍شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ

(۴۷)

تحفۂ سعادت یعنی جامعہ ہانسوٹ کی پچیس سالہ تاریخ

از حضرت مولانا احمد صاحب ٹنکاروی مدظلہ

استاذ حدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر

ناشر: جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ، صفحات: ۳۴۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات، والصلاة والسلام على أشرف الموجودات، وعلى آله وأصحابه الذين هم نجوم الهدى لأهل الكائنات، وعلى من تبعهم إلي يوم الحياة بعد الممات. أمابعد!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أعوذ بالله من الشيطن الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم

﴿وهو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا و ينشر رحمته وهو الولي الحميد﴾ (سورة الشورى: ۲۸)

ترجمہ: وہی ہے جو اتارتا ہے مینہ کو بعد اس کے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور وہی ہے کام بنانے والا سب تعریفوں کے لائق۔ (ترجمۂ شیخ الہندؒ)

۱۹۴۷ء میں جب ملک کی تقسیم ہوئی اور ملک مختلف کے حصوں میں فسادات اور قتل و غارت کے جانکاہ حادثات شروع ہوئے تو مسلمانوں میں خوف و ہراس پھیل

گیا، بہت سے کمزور دل مسلمان ترکِ وطن کر کے پڑوسی ملکوں کی طرف جانے لگے، ان حالات کا اثر ہمارے دینی اور ملی اداروں پر بھی پڑا، گجرات کی سرزمین پر ۱۹۴۷ء میں صرف ۴/دارالعلوم تھے، جن میں دورۂ حدیث تک تعلیم ہوتی تھی، ان چاروں میں ''جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین'' ڈابھیل کی شہرت ہند و بیرونِ ہند پہنچ چکی تھی؛ مگر اس کا یہ حال تھا کہ طلبہ کی تعداد ۲۰۰ کے قریب رہ گئی تھی اور خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ ان اداروں کا وجود بھی باقی رہے گا یا نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اکابرین خصوصا شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا حفظ الرحمٰنؒ اور ان کی جماعت کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے کہ ہندوستان کے طول وعرض میں خطرات کا مقابلہ کرتے ہوئے ان نفوسِ قدسیہ نے مسلمانوں کو صبر وثبات کی تلقین کی اور مایوس لوگوں میں اعتماد اور توکل علی اللہ پیدا کیا۔ **فجزاهم الله عنا و عن جميع المسلمين خير الجزاء!**

چناں چہ انہی اصحابِ قلوب کی دعائے نیم سحری نے حالات بدل دئے اور پچاس سال کی مدت میں صرف گجرات کی سرزمین پر پچاس سے زائد جامعات اور دارالعلوم قائم ہو گئے اور ایک بار پھر شمال سے جنوب تک قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں گونجنے لگیں۔

انہی قابل قدر جامعات میں ایک نام ''جامعہ مظہرِ سعادت'' کا بھی ہے، جو اپنی زندگی کے پچیس سال پورے کر رہا ہے، اور مختصر مدت میں اس کے فاضل وقابل

مہتمم حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب مظاہری مدظلہ (ہندوستان کی مایۂ ناز درس گاہ جامعہ مظاہر علوم کے فاضل ہیں، فراغت کے بعد'' فلاحِ دارین'' میں تدریسی خدمات انجام دے کر اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے رہے) نے ترقی کے بلند مقام تک پہنچا دیا، تعلیمی، تعمیری، تنظیمی اور سماجی میدانوں میں اس جامعہ نے جو خدمات انجام دیں وہ قابل قدر وستائش ہیں، اس کی تعمیرات فن کا اعلیٰ نمونہ ہیں، اس کا مکتبہ علوم کا بہترین خزانہ اور بعض شعبوں میں اس کی انفرادیت اس کو ممتاز بنا دیتی ہے، گشتی ہسپتال، طلبہ کی خدمت کے لیے مستقل نظام، نادر چیزوں کی نمائش کا اہتمام وغیرہ قابل ذکر وقابلِ دید ہیں، حسن اتفاق سے مولانا کو مخلص اور محنتی رفقائے کار میسر ہو گئے ہیں، جنہوں نے تعلیمی اور انتظامی شعبوں میں قابل قدر خدمات انجام دیں ہیں اور دے رہے ہیں۔ **فجزاهم الله خيرا!**

اس اہم جامعہ کی پچیس سالہ روئداد ناظرین کے سامنے ہے، جس کو پڑھ کر جامعہ کی ہمہ جہتی خدمات کا اندازہ ہوگا۔ اللہ رب العزت ان خدماتِ جلیلہ کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اس کو حاسدین کے حسد اور نظرِ بد سے محفوظ رکھے، اور جملہ کارکنان، اساتذہ اور ذمہ داروں کو اخلاص وللّٰہیت کی دولت عطا فرمائے اور امتِ مسلمہ کے ہر فرد کو اس کی قدر اور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔ آمین!

هذا ما عندي، والله أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب .

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ ۹/فروری ۲۰۱۰ء

(٣٨)

أضواء على تاريخ الحركة العلمية والمدارس الإسلامية والعربية في غجرات، الهند

لفضيلة محقق الجليل الشيخ عبد الله بن إسماعيل الكافودروي حفظه الله

الناشر: الجامعة الإسلامية إشاعة العلوم بأكل كوا

الطبعة الثالثة: ١٤٣٧هـ المصادف: ٢٠١٦ء، عدد الصفحات: ٣٤٨

كلمة المؤلف عند الإصدار الأول للكتاب

الحمد لله رب العاليمن، والصلاة والسلام على سيد المرسلين، وعلى آله وأصحابه وأتباعه أجمعين إلى يوم الدين. أما بعد!

فقد انعقدت الندوة العالمية للأدب الإسلامي في دارالعلوم ندوة العلماء بتأريخ ١١/١٢/١٣ من جمادي الثانية سنة ١٤٠١ هـ، وكان من سعادتي أن وفقت للحضور في هذه الندوة العلمية العظيمة التي حضر فيها العلماء والأدباء الكبار من الهند وخارجها، وكتبت مقالة وجيزة حول موضوع "اللغة العربية وأثرها على اللغة الغجراتية".

وبعد أن رجعت من لكناؤ، أردت أن أضيف إلى هذه المقالة معلومات عن الحركة العلمية في غجرات، وصادف أن قرأت في تلك الأيام بعض المقالات عن المراكز العلمية في الهند في بعض

المجلات الصادرة من البلاد العربية، فلم أجد فيها ذكر المعاهد الإسلامية الغجراتية بتاتا. هذا!

وقد كتب بعض المؤلفين في الهند عن المراكز العلمية والإسلامية في الهند، ولكنهم أيضا لم يذكروا المعاهد الإسلامية الغجراتية إلا تحلة للقسم، مع أن غجرات كانت زعيمة الحركة العلمية في الهندثلاثة قرون متوالية من القرن التاسع إلى القرن الحادي عشر، وليس الذنب ذنبهم، ولكن الحقيقة التي لابد أن نعترف بها أن هذه الغفلة صدرت من علماء غجرات المعنيين بالتراث الثقافي، فكان الواجب على أصحاب العلم من أهلها، أن يؤدوا حق أولئک العلماء المخلصين الذين قامو بخدمة إسلامية جليلة في الربوع الغجراتية عن سيرهم وتراجمهم، وأن يعرّفوا بمعاهد العلم والمراكز العلمية التي أقاموها بأرضهم، ولكن لم يقم أيهم بهذا الواجب قياما معتدا به وخاصة باللغة العربية.

ولولا عناية العلامة الكبير السيد عبد الحي الحسني الرائبريلوي اللكنوي رحمه الله إلى هذا الجانب لا ندثرت آثارهم، ولكنه رحمه الله شمر عن ساق الجد، فذكر تراجمهم وخدماتهم العلمية ومؤلفاتهم القيمة في كتبه" نزهة الخواطر، وياد أيام، والثفافة الإسلامية في الهند". فجزاه الله عنا أحسن الجزاء.

فليس عملي في هذا الكتاب إلاجمع المعلومات من كتب العلماء اللتي لا يستطيع الباحث أن يحصل عليها إلا بعد مطالعة آلاف من الصفحات . وإني أوردت أسماء الكتب المؤلفةلعلماء غجرات التي لا توجد منها الآن في مكتباتناإلاقليلا، فأرجومن علماء غجرات خاصة، ومن غير هم عامة أن يبحثوا عن هذه الكتب القيمة المفقودة، وياحبذا لوألف لهامجمع علمي لإحياء هذاالتراث القيم . فهل من مجيب ؟ (۱)

وإني أشكرالأخ الأستاذ رشيد أحمد الفلاحي الخان فورى حفظه اللّٰه، والأستاذ محمد أيوب الفلاحي المدني الكوساري، والأستاذ أرشد الأعظمي الندوي على مساعدتهم في تبييض هذه الصفحات، ولهم الأجر من اللّٰه.

وكذالک أقدم شكري إلى جميع المسؤلين عن المعاهد والمدارس الإ سلامية في غجرات الذين أرسلوا إلي معلومات وافية عن معاهدهم، فجزاهم اللّٰه أحسن الجزاء. واللّٰه نسأل أن يوفقنا لخدمة العلم والدين كما يحب ويرضى، وهو و لي التوفيق. آمين!

(۱)وقد لبت جامعة علوم القرآن القائمة بجمبوسر من مديرية بروص على دعوة فضيلة الشيخ، فأقامت في رحابها مجمعاً علميا بهذا الشأن يعمل في تحقيق مخطوطات العلامة محمد بن طاهر الفتني الغجراتي ولغيره من أعلام غجرات، نرجو الثمار اليانعة في المستقبل القريب بإذن اللّٰه تعالیٰ .

الراجي عفوربه الجليل ...... عبداللّٰه بن إسماعيل

خادم الطلبة بدارالعلوم فلاح الدارين تركيسر، مديرية سورت، الهند

محرم الحرام ۱۴۰۳ هـ

(۴۹)

كلمة المؤلف عند الإصدار الثاني للكتاب

الحمد للّٰه رب العالمين، والصلاة و السلام على سيد المرسلين، محمد بن عبد اللّٰه الأمين، وعلى آله و صحبه أجمعين،و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

و بعد! فقد مضت على إصداري لمؤلفي" أضواء على تاريخ الحركة العلمية و المدارس الإسلامية و العربية في غجرات " أكثر من ثلاثة عقود، إذ طبع في عام ۱۴۰۱ هـ،و الكتاب كما هو واضح باسمه و عنوانه سعي متواضع لتسليط الضوء البسيط على الحركة العلمية والمعاهد الإسلامية والعربية في ولاية غجرات من الهند، وأحمد اللّٰه سبحانه و تعالى على منحه للكتاب الحظوة والقبول لدى الأوساط العلمية والأدبية، فقد بادرت كثير من المجلات الإسلامية العربية و الشخصيات الإسلامية البارزة إلى التنويه بذكر الكتاب ولفت انتباه القراء نحو قراء ته،و فعلا لوحظ إقبال عظيم على قراء ة

الكتاب، وكثيرون و جدوا بغيتهم من معلومات عن كتاب من الكتب أو شخصية علمية من الشخصيات أو مدرسة قديمة من المدارس أو منطقة من المناطق، كانوا في بحث عنها بخصوص ولاية غجرات، وكثيرون أبدوا ارتياحهم العظيم بصدور هذا الكتاب و خاصة من علماء غجرات،إذ وجدوا في صدوره أداء لبعض الحق الذي كان عليهم تجاه علمائها المخلصين الذين مضوا في القرون الثلاثة الماضية بالكتابة عن سيرهم وتراجهم و خدماتهم العلمية، وأدت هذه العناية بالكتاب والإقبال و القبول الذي حظي به إلى نفاد النسخ المطبوعة له في أعوام مبكرة بعد صدوره، فكانت الحاجة ماسة إلى إعادة طبعه.

وأيضا أنه قد لوحظت في الأعوام الأخيرة تقدم ملموس في هذه الحركة العلمية الجارية في الولاية حيث طرأ تطور ملموس على المناهج التعليمية والآلية والأجهزة التعليمية والأهداف المتوخاة الملائمة لمقتضيات العصر الراهن ومستجداتها، ودفعت كل هذه التطورات بعض المدارس القائمة إلى فتح الأقسام الجديدة بها، وقد أسست في الفترة الأخيرة مدارس وجامعات إسلامية عربية جديدة على أرض غجرات، تجاوز عددها خمسين معهدا، وبدأت تصدر مجلات إسلامية جديدة، وطرأت تطورات كثيرة .

فكان كل هذا يدفعني إلى إعادة طبع هذا الكتاب في قشيب جديد يشتمل على ذكر ما طرأ من التقدم والتطور على بعض المدارس القائمة من قبل، وتقديم تعارف موجز للتي أسست حديثا أي في الفترة اللتي قد مضت مابين الطبعة الأولىٰ والثانية هذه اللتي وصلت إلى أيديكم بحمد اللّٰه وكرمه، وإنني إذ تسعدني إعادة طبع الكتاب آنف الذكر أذكر بعض الأساتذة الكرام بدارالعلوم فلاح الدارين من فضيلة الأستاذ عمران بن حسن الفلاحي الخانفوري والأستاذ روح الأمين الفلاحي والأستاذ محمد نذير الفلاحي والأستاذ شاهد الفلاحي والأستاذ يحىٰ الدونغري والأستاذ إدريس الفلاحي وغيرهم الذين قاموا بجهد جهيد في الجمع للمعلومات عن المدارس الجديدة، وقدموا مساعدتهم الغالية في إظهار الكتاب في قشيبه الجديد ولهم الأجر من اللّٰه . كما أشكر فضيلة الشيخ الأستاذ الكريم والأديب البارع محمد إقبال الفلاحي الندوي المدني حفظه اللّٰه الذي قام بتوجيه هؤلاء الشباب من الأساتذة توجيها مناسبا، وأرشدهم في جميع مراحل الكتاب، وقدم وألقى ضوءً ساطعا على حياة المؤلف المتواضعة، ولا يرجع فضل هؤلاء الشباب كلهم إلاإليه، فهم له كالأبناء البارين إذ لم ينهلوا إلا من مناهله العذبة الصافية . وكذا أشكر فضيلة الشيخ الأستاذ ناظر حسين الفلاحي

حفظه الله على تجشمه من مشاق في دراسة المسودة بدقة وإمعان نظر وإصلاحها. وكذا أشكر جميع من ساعدهم وساعدني في إعداد هذا الكتاب . جزاهم الله خيراً وأجزل عليهم مثوبتهم .

هذا ولا بد من الاعتراف بوقوع التقصير في أداء حق هذا الواجب العظيم من إلقاء أضواء على تاريخ الحركة العلمية و المعاهد الإسلامية والعربية، فإن ما قمت به في طبعة الكتاب الأولى و في هذه الطبعة الجديدة الثانية ليس إلا سعي بسيط، و إلمام يسير بذكر هذه الحركة المباركة العظيمة التي نشأت على أرض غجرات، وهي لاتزال على ازدهارها على قدم و ساق، و ستبقى مزدهرة بإذن الله، فأدعو المعنيين من أهل العلم من أرض غجرات و المعنيين من مجامعها و مراكزها العلمية لبذل العناية و الاهتمام بتدارک ما يلاحظ من القصور في هذا الكتاب، و تسليط الأضواء مبسطة مفصلة على مناحي هذا البحث الخفية، و متابعة ما تطرأ من التطورات والتقدم المطلوب على هذه الحركة العلمية في المستقبل بإذن الله.

والله نسأل أن يوفقنا لخدمة العلم و الدين كما يحب و يرضى.

الراجي عفو ربه الجليل ...... عبد الله بن إسماعيل الكافودروي

دار العلوم فلاح الدارين تركيسر، سورت غجرات، الهند

ربيع الأول من عام ١٤٣٦هـ



تذکرہ وسوانح

(۵۰)

ذکر انیس یعنی سوانح حیات

شیخ القراء حضرت قاری انیس احمد خان صاحب فیض آبادیؒ

مرتب: مولانا محمد یونس صاحب سورتی مدظلہ

ناشر: مجلس دعوۃ الحق لیسٹر، سنہ طباعت: ۲۰۱۶ء-۱۴۳۷ھ، صفحات: ۱۰۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

داعیٔ اسلام مفکر ملت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ نے فرمایا تھا کہ ”مدرس کے لیے دو صفتیں ضروری ہیں: (۱) اخلاص (۲) اختصاص۔“

جس فن کو پڑھانا ہو اس فن میں کامل مہارت ہو اور ساتھ ساتھ اس میں اخلاص بھی ہو، اگر مخلص ہوگا اور اختصاص نہیں ہے تب بھی کام نہیں ہوگا اور اگر کوئی فن میں ماہر ہو؛ مگر مخلص نہ ہو، صرف دنیوی غرض سے تدریس کے لیے بیٹھا ہے تب بھی کامیابی نہیں ہوگی۔

الحمد للہ! دارالعلوم فلاحِ دارین کے سابق صدر القرا مولانا قاری انیس احمد صاحب فیض آبادی رحمۃ اللہ علیہ میں اللہ تعالیٰ نے دونوں صفتیں بھرپور عطا فرمائی تھیں، قاری صاحب مرحوم فن تجوید وقراءت میں مکمل مہارت رکھتے تھے، فن کی باریکیوں پر گہری نظر تھی اور ساتھ ساتھ نہایت پاکیزہ سیرت، ذاکر، شاغل اور مخلص بھی تھے۔

قاری صاحبؒ نے اپنی ذات اور اپنی جملہ صلاحیتوں سے اس فن کو زندہ

کرنے اور اس کو سلف کے طریقے کے مطابق پختہ کرنے کے لیے وقف کر رکھا تھا اور نام و نمود، شہرت وریا سے کوسوں دور رہتے تھے۔

آپؒ نے جس اخلاص و دل سوزی سے اس فن کی خدمت کی ہے اس کی مثال اس دور میں خال خال ہی مل سکتی ہے، قاری صاحبؒ اپنے حجرہ، مسجد اور درس گاہ کے علاوہ شاید ہی کہیں تشریف لے جاتے، ہمہ وقت مطالعہ یا ذکر اور خصوصاً درود شریف کے ورد میں لگے رہتے، جس کے آثار ان کے چہرہ پر نمایاں تھے، شرافت اور نرم خوئی کا نمونہ تھے اور ایک ہی مقصد اور ایک ہی لگن تھی کہ کچھ طلبہ صحیح طریقے سے اس فن کو حاصل کرلیں۔

اسی لیے جب تک مکمل قرآن پاک کا اجرا نہ سن لیتے سند دینے پر رضا مند نہ ہوتے، قاری صاحبؒ شاگردوں کی تعداد بڑھانے اور اس پر فخر کرنے کے قائل نہیں تھے، اگر کسی طالب علم میں طلب اور شوق محسوس فرماتے تو دل و جان سے اس کو پڑھاتے اور اس کی ہمت افزائی فرماتے تھے اور اگر تھوڑی بھی بے توجہی محسوس فرماتے تو کبیدہ خاطر ہوتے اور اس کو پڑھانے سے انکار فرما دیتے۔

دارالعلوم کے سبھی اساتذہ سے محبت کا تعلق رکھتے تھے، اس راقمِ حروف اور حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خصوصی تعلق رکھتے تھے، وطن سے واپسی پر لکھنؤ کی ریوڑیاں اور مٹھائی بچوں کے لیے ضرور لاتے، ہر ماہ ایک بار جمعہ کے روز عصر سے قبل شامی کباب تیار کرواتے اور ہم لوگوں کو مدعو کر کے کھلاتے تھے۔

بیماری میں بھی اسباق کا ناغہ نہ فرماتے، اسی توجہ اور دل سوزی کا نتیجہ ہے کہ ''دارالعلوم فلاح دارین'' سے چند قابل طلبہ تجوید وقراءت میں ماہر ہو کر ہند و بیرون ہند میں ان کے فیض کو عام کرنے اور اس فن شریف کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قاری صاحبؒ کی ان عظیم قربانیوں کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور ان کے شاگردوں کا فیض چہار دانگِ عالم میں پھیلتا رہے۔ آمین!

عزیزم مولوی یونس صاحب ابن قاری بندۂ الٰہی سلمہ قابل مبارک باد ہیں، جنھوں نے حضرت قاری صاحبؒ کی مختصر سوانح تیار فرمائی، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور برکتوں سے نوازے۔ آمین! والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۱۰؍ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۴؍مارچ ۲۰۱۲ء

(۵۱)

گجرات کی علمی وادبی شخصیات جلد اول

مجموعۂ مقالات رابطۂ ادب اسلامی

ناشر: جامعہ علوم القرآن جمبوسر، صفحات: ۶۲۸

مؤرخہ ۶؍تا ۸؍صفر المظفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۲؍تا ۲۴؍جنوری ۲۰۱۰ء بروز جمعہ تا یک شنبہ گجرات کی مشہور ومعروف درس گاہ ''جامعہ علوم القرآن'' جمبوسر میں اس

کے فعال بانی اور مہتمم حضرت مولانا احمد دیولوی زید مجدہ اوران کے علمی ذوق رکھنے والے اساتذہ کی پرخلوص دعوت پر رابطہ ادب اسلامی کا ۲۸/واں مذاکرۂ علمی منعقد ہوا تھا۔الحمدللہ!اس تاریخی مذاکرۂ علمی میں توقع سے بڑھ کر بہت بڑی تعداد میں علما، فضلا اوراساتذۂ مدارس نے شرکت فرمائی اور گجرات کی علمی شخصیات اوران کے عظیم الشان کارناموں پر بہت ہی پرمغز اور قیمتی مقالات پیش کیے۔

صوبۂ گجرات اپنی علمی، ادبی اوردعوتی خدمات میں پورے ہندوستان میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے اوراس خطہ کے علمانے علم حدیث،تفسیر اوردیگر علوم میں گراں قدر تصانیف اورتحقیقات کے ذریعہ ایک خاص مقام پیدا کیا تھا،بقول حضرت علامہ عبدالحی حسنی رحمہ اللہ: ’’علوم وفنون میں اگر گجرات شیراز تھا تو خدمات کے لحاظ سے یمن میمون سے مماثلت رکھتا ہے‘‘۔

علمائے گجرات کی ان قابل قدر خدمات اور بہت سے میدان میں ان کی اولیت کے باوجود پچھلے چند سالوں سے ان کی خدمات کا ذکر بہت کم کیا جارہا تھا اور افسوس تواس کا ہے کہ خود گجرات کے علمی حلقے اپنے اسلاف کے کارناموں اوران کے تصنیف کردہ علمی سرمایہ سے بہت کم واقفیت رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا احمد دیولوی صاحب مدظلہ العالی کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے ہمت کرکے گجرات کی علمی اور ادبی شخصیات پر’’ جامعہ علوم القرآن‘‘ کے وسیع اورخوش نما ہال میں اجلاس منعقد کرکے علما اور پروفیسر حضرات کو جمع فرمایا،جس کے نتیجے میں گجرات کی کئی قابل قدر شخصیات کی سوانح اور خدمات پر روشنی

ڈالنے والی اہم تحریریں جمع ہوگئیں،جس میں علامہ محمد بن طاہر پٹنی، علامہ وجیہ الدین احمد آبادی، علامہ قطب الدین نہروالی، شیخ عبداللطیف بن جمال پٹنی، شیخ العلامہ علی متقی، شیخ عبدالمعطی باکثیر وغیرہ علمائے متقدمین اور بہت سے علمائے متاخرین کا تذکرہ شامل ہوگیا ہے۔

البتہ دیگر بعض اہم شخصیات پر مقالات کا آنا باقی رہ گیا جس میں علامہ خیرالدین سورتی اورعلامہ محمد فاضل سورتی وغیرہم ہیں۔

اسی تاریخی اجلاس میں ’’علامہ محمد بن طاہر پٹنیؒ اکیڈمی‘‘ کے قیام کی تجویز بھی پاس کی گئی، اس اکیڈمی کے زیراہتمام مذکورہ مقالات کا گراں قدر مجموعہ ایک ضخیم جلد میں شایع کرکے اہل علم کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا جو اہل علم کے لیے قیمتی تحفہ سمجھا گیا۔

البتہ اس مجموعہ میں بعض شخصیات پر کئی مقالات آجانے کی وجہ سے مضامین میں تکرار ہوگیا تھا، ضرورت تھی کہ اس کی تلخیص وتہذیب کرکے دوبارہ مرتب کیا جائے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب یہ کام بھی مکمل ہوکر دوبارہ طباعت کے لیے تیار ہوگیا ہے، اللہ تعالیٰ اس خدمت کے انجام دینے والوں کو بہترین بدلہ عنایت فرمائے اورامت کو نفع اٹھانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

هذا ما عندي، والله أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب.

۹/ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

(۵۲)

''داستاں میری'' جلد ثانی

ازحضرت مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی مظاہری مدظلہ العالی

ناشر: جامعہ اسلامیہ مظفر پور اعظم گڑھ۔ صفحات: ۶۳۹

حضرت مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی مظاہری مدظلہ العالی کی خودنوشت ''داستاں میری'' سوانحی سوانحات میں منفرد مقام رکھتی ہے، یہ کتاب حدیث شریف کے ایک طالب علم کی سرگذشت حیات ہی نہیں، وقت کے مشائخ اور علما کے بیش قیمت خطوط اوران کی قیمتی نصائح کا بھی مجموعہ ہے، جس سے اہل علم اوراصحاب ذوق بہت ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

حضرت مولانا نے اپنی ابتدائی طالب علمی کے جو حالات قلم بندفرمائے ہیں وہ خصوصی طور پر طالب علموں کو پڑھنا چاہیے، علم کے حصول میں یتیمی اور مسکینی مانع نہیں ہوسکتی، اگرآدمی مضبوط ارادہ کے ساتھ کام میں لگا رہے۔

حضرت مولانا کا تعلق اپنے وقت کے اکابر کے ساتھ بہت گہرا رہا ہے، جن میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ، قطب الاقطاب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ طریقت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڑھیؒ خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

مولانا ابوالحسن علی میاں کے تعلق نے مولانا میں فکری بلندی اور وسعت ذہنی

پیدا کی، شیخ الحدیثؒ نے حدیث پاک کا خصوصی ذوق اور طہارت باطنی پیدا کیا اور مولانا محمد احمد پرتاپ گڑھیؒ نے عشق الٰہی اور عشق محمدی کی آگ کو مزید بھڑکایا۔

انہیں اللہ والوں کی خصوصی دعاؤں اور توجہات عالیہ نے مولانا مدظلہ سے اشاعت حدیث اور تدریس حدیث کا عظیم کام کروایا۔

مولانا مدظلہ نے شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے درس حدیث کی خصوصیات بہترین انداز میں تحریر فرمائی ہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے شیخ کے اسباق کو خاص توجہ سے سنا ہے اور اس کو محفوظ کرنے کی سعی کی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی دعاؤں اور خصوصی توجہ نے مولانا مدظلہ کو علم حدیث کی خدمات میں مقام رفیع تک پہنچا دیا، اور آپ نے اپنے اکابر کی کتابوں کی تحقیق وتعلیقات اور اس کو جدید طباعت کے ساتھ شایع کرکے پورے عالم عرب واسلامی دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا ہے۔ **فجزاهم الله عن جميع أهل العلم خير الجزاء!**

اس کتاب میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ، مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ، مولانا عمران خان بھوپالیؒ کے مکتوبات میں بہت قیمتی مشورے اور نصائح ہیں، جو ہر ایک طالب علم کے لیے مفید اور حرز جاں بنانے کے قابل ہیں، صرف ایک مثال ملاحظہ فرمائیں، حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں:

''احمق وپاگل ہیں وہ بے وقوف جو علم دین کو معاشی حالت درست کرنے کے لیے پڑھتے ہیں، اس کا موضوع تو معادی حالت درست کرنا ہے، کسی چیز سے

اس کے موضوع کے خلاف کی توقع ہی لغو ہے، یہ سوچنے کی چیز ہے کہ موت ہے جو بہرحال آنی ہے، کسی حالت میں ٹلنے والی نہیں اور معادی حالت اگر خراب ہوگئی تو اس کی ہلاکت اور بربادی دائمی ہے، جس کا نہ کوئی حل ہے اور نہ منتہا، درحقیقت ہم لوگوں کو عموماً یہ خبط سوار ہوجاتا ہے کہ ہم ان پاگلوں کی نگاہ میں ذلیل ہونے کو اہم سمجھنے لگتے ہیں، جن کی نگاہ میں ذلت وعزت کا مدار دنیوی ترقی اور فراغ ہے؛ حالاں کہ اللہ جل شانہ ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے تو ہم اس دنیا میں منہمک لوگوں کو اس سے زیادہ ذلیل سمجھنے لگیں، جتنا وہ ہمیں سمجھتے ہیں۔

لوگ سمجھیں ہمیں محرومِ وقار وتمکیں
وہ نہ سمجھیں کہ مری بزم کے قابل نہ رہا''

مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ نے اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے:

''تدریس میں پوری محنت اور عالی ہمت سے کام کیجیے، مدرس کا جو ابتدائی نقش اور اثر طلبہ اور منتظمین پر قائم ہوتا ہے وہ آخر تک قائم رہتا ہے، یہ سب مطالعہ اور محنت پر منحصر ہے، پیدائشی مدرس کوئی نہیں ہوتا، اس لیے محنت کیجیے اور وقار قائم کیجیے۔

یہ صرف دو نمونے ذکر کردیے ہیں، اس طرح کی بہت قیمتی نصائح سے استفادہ کرسکتے ہیں، حضرت مولانا مدظلہ کا تقریباً ۴ رسال ''دارالعلوم فلاح دارین'' میں قیام رہا، اور علم حدیث کی سب سے اہم کتاب ''بخاری شریف'' کا درس آپ ہی نے شروع فرمایا تھا، ترکیسر کے قیام میں کئی مفید کتابیں بھی مولانا کے قلم سے تیار ہوکر طبع ہوئیں، جس کی تفصیل کتاب میں موجود ہے۔

بہرحال اس کتاب کے ذریعہ حضرت مولانا مدظلہ کی اہم خدمات کا بہت اچھا تعارف ہوگیا ہے، خدا کرے کہ جلد ثانی بھی جلد زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر ہمارے پاس پہنچ جائے، اس دور میں جب کہ اہل علم میں علمائے سلف جیسی محنت ومشقت کا جذبہ مفقود ہورہا ہے، حضرت مولانا مدظلہ کے علمی کاموں میں انہماک اور ہر طرح کی مشقت برداشت کرنے کی داستان پڑھ کر بہت سے کسل مندوں کو بھی کام کرنے کا شوق پیدا ہوسکتا ہے۔

حضرت مولانا مدظلہ کی وسیع ظرفی ہے کہ انہوں نے اپنے خردوں، دوستوں کا بہت بہتر انداز میں ذکر فرمایا ہے، اس کتاب کے ذریعہ مولانا مدظلہ کی تالیفات اور مقالات کی بھی تفصیلات معلوم ہوجاتی ہیں جو شائقین علم طلبائے کرام کے لیے بہت مفید ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کتاب کو سب کے لیے نافع بنائے اور دوسروں کو بھی دین کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے، اگر چند نفوس بھی ایسی علمی خدمات کے لیے تیار ہوگئے تو مولانا مدظلہ کا مقصد پورا ہوجائے گا۔

ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا مدظلہ کی عمر میں عافیت وسلامتی کے ساتھ برکت عطا فرمائے اور ان کی عظیم خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

وقل اعملوا فسيرى الله عملكم.

اللّٰهم وفقنا لما تحب وترضٰى، واجعل آخرتنا خيراً من الأولى، وصلى الله على نبينا محمد وعلٰى آله وأصحابه أجمعين.

(۵۳)

تذکرۂ فخر گجرات

حضرت مولانا علی محمد صاحب تراجوی سورتیؒ

تالیف: مفتی رشید احمد فریدی صاحب زید مجدہم

ناشر: مدرسہ مفتاح العلوم تراج، صفحات: ۲۰۸

سنہ اشاعت: ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۸ء

۷؍رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ-۷؍جنوری ۱۹۹۸ء

باسمہ تعالیٰ

عزیزم مولوی رشید احمد فریدی صاحب زادکم اللّٰہ علما وفضلاً، **وبارک اللہ في مساعیکم الجمیلة القیمة.** السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

’’خانقاہِ محمودیہ ڈابھیل‘‘ سے واپس ہوکر فوراً آپ کا مرسلہ مسودہ تلاش کیا اور مسلسل دوروز مطالعہ کرتا رہا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ بہت اچھا کام مکمل کروایا ہے۔ حضرت مولانا مفتی علی محمد تراجوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح لکھنا علمائے گجرات کے ذمہ قرض تھا اس قرض کو آپ نے ادا فرمایا ہے۔

فجزاکم اللہ أحسن الجزاء!

مولانا رحمہ اللہ کی شخصیت کے بہت سے پہلو نکھر کر سامنے آگئے ہیں، بعض چیزیں تو ہمارے لیے بالکل انکشاف جدید ہیں، مثلاً: مولانا کے ادبی ذوق اور شعر گوئی کا باب تو میرے جیسے اکثر لوگوں کے لیے معلومات میں اضافہ ہی ہے۔

نیز عربی ادب کے بارے میں اور عربی مجلّہ کی ضرورت واہمیت کے سلسلہ میں آپ نے جو باتیں تحریر فرمائی ہیں وہ بھی بڑی قابل قدر ہیں۔

اس کتاب کو پڑھ کر مولانا کی عظمت میں اضافہ ہی ہوگا، کاش کہ حضرت مولانا کے ان اوصاف حسنہ سے لوگ ان کی حیات میں واقف ہوتے تو استفادہ کی سعی کی جاتی؛ مگر یہ جوہر نایاب اب تو ہم سے دور جاچکا ہے، اس لیے حسرت کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ **فإلی اللہ المشتکی!**

آپ نے ان حالات کو جمع کرنے اور ترتیب دینے میں کافی محنت فرمائی ہے اور مسودات، مجلّات اور مکتوبات کو کھنگال کر مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو جس حسن وخوبی کے ساتھ اجاگر فرمایا ہے اس کو دیکھ کر دل سے دعا نکلتی ہے، اللہ تعالیٰ اس محنت شاقہ پر آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین!

واقعی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بہت باوقار تھی، طالب علمی اور مدرسی کے زمانہ میں مختلف اوقات میں خدمت والا میں حاضری کا موقع ملا؛ مگر مولانا کی شخصیت کا رعب غالب رہا اور سوالات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

باوجود رسوخ فی العلم طبیعت بالکل سادہ اور علمائے سلف کا نمونہ تھی، مجلس میں بہت کم گفتگو فرماتے تھے؛ مگر جب کسی علمی مسئلہ پر بات ہوتی تو سادی زبان میں بات واضح بیان فرماتے تھے، علم کی پختگی کے ساتھ طبیعت تکلف وبناوٹ سے خالی تھی، ’’**أعمقهم علما، وأقلهم تکلفا، وأصدقهم لهجة**‘‘ کا بالکل نمونہ تھے۔

یقیناً مولانا مرحوم کا مقام ہندوستان کے صف اول کے علما میں تھا؛ مگر گوشہ نشینی اور

خاموش خدمت میں زندگی گزارنے کے سبب عوام تو عوام خواص بھی آپ کی شخصیت سے پوری طرح واقف نہ ہوسکے، اب اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد آپ کے مقام اور عظیم الشان دینی کارناموں کا علم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی یہ بھی عجیب قدرت ہے کہ بڑی بڑی علمی شخصیات کو چھوٹے چھوٹے دیہاتوں اور قصبوں میں پیدا فرمایا، قاسم العلوم حضرت نانوتویؒ کو نانوتہ سے، فقیہ العصر کو گنگوہ سے، علامہ کشمیریؒ کو کشمیر کے چھوٹے قصبہ سے اور حکیم الامت کو تھانہ بھون سے اور علی محمد تراجوی کو تراج جیسے گم نام گاؤں سے۔ **فسبحان اللّٰه الخلاق العظیم الذي یفعل مایشاء، وهو علی کل شيء قدیر .**

اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی خدمات جلیلہ کو قبول فرما کر جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور ہم پس ماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے اور آخری دم تک دینی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دوبارہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس عظیم محنت کو شرف قبولیت نصیب فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے اور ان معاونین کو بھی بہترین بدلہ عطا فرمائے جنھوں نے اس کی طباعت میں حصہ لیا ہو۔

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۱۷؍رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ

(۵۴)

سوانح حضرت مولانا محمد حسن دوحدیؒ

مرتب: مولانا محمد یونس صاحب سورتی مدظلہ

ناشر: مجلس دعوۃ الحق لیسٹر، صفحات: ۶۲

سنہ اشاعت: ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ - دسمبر ۲۰۰۸ء

الحمد للّٰه رب العالمین، والصلاة والسلام علی سید المرسلین، وعلیٰ آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلی یوم الدین، أما بعد!

اس امت میں ہر زمانہ میں ہر علاقہ کے علما نے اپنے اپنے دور وعلاقہ کے علما ومشائخ اور اصحابِ کمال کے تذکروں کو قلم بند کیا ہے؛ تاکہ آنے والی نسلیں ان کے کارناموں اور عظیم خدمات سے واقف ہوں اور ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی کو بھی تابناک بنا سکیں، ان تذکروں اور سوانح کی فہرست طویل ہے۔

خطۂ گجرات میں بھی اہل علم وفضل کی بہت بڑی تعداد علمی، تعلیمی، تبلیغی اور اصلاح معاشرہ کے میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دیتی رہی ہے؛ مگر افسوس ہے کہ اس صوبہ کے اہل علم نے اپنے بزرگوں اور اکابرین کی خدمات کے تذکرے مرتب کرنے پر توجہ نہیں کی۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ نے ایک مرتبہ بندے سے فرمایا کہ گجرات کے اہل علم اپنے اکابرین کے حالات اوران کی خدمات کو مرتب

کرنے میں بہت کوتاہی کررہے ہیں، حتی کہ اپنے علاقہ کے علما ومشائخ کے سنین ولادت ووفات سے بھی ناواقف رہتے ہیں۔

مگرالحمدللہ! پچھلے چند برسوں سے اس کام کی طرف ہمارے بعض نوجوان علما متوجہ ہوئے ہیں، مولوی عبدالحی ابن حکیم سلیمان کفلیتویؒ نے ''اکابرین گجرات'' کے نام سے گجراتی زبان میں بہترین کتاب مرتب فرمائی ہے، جس کو اردو میں منتقل کرنے کا بھی منصوبہ ہے، مولوی مرغوب احمد لاجپوری سلمہ (مقیم حال برطانیہ) نے بھی چند علما کی سوانح مرتب فرمائی ہے، نیز عزیزم مولوی یونس ابن قاری بندۂ الٰہی نے بھی ہمارے علاقہ کے علماومشائخ کے تذکرے لکھنے میں کافی محنت وجاں فشانی فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب مؤلفین کوتمام اہل علم کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔آمین!

پیش نظر کتاب اسی سلسلہ کی اہم کتاب ہے، جو عالم باعمل اور نمونۂ سلف حضرت مولانا محمد حسن دوحدیؒ کے حالات وخدمات پر روشنی ڈالتی ہے، مولانا محمد حسن دوحدیؒ علم میں پختگی، طبیعت میں سادگی اور اخلاق میں بلندی رکھتے تھے، طلبا کی اصلاح وتربیت میں اپنے نرم اسلوب سے کام لیتے تھے، ظریف الطبع تھے، اس لیے جس مجلس میں تشریف رکھتے مختلف قسم کی حکایات، اشعار اور چٹکلوں سے مجلس کو باغ و بہار بنادیتے تھے۔

مفتیٔ کبیر حضرت مفتی اسماعیل بسم اللہ ڈابھیلیؒ (سابق مہتمم وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل) عصر کے بعد کی مجلس میں موصوف کو شریک رکھتے، اور سفر میں بھی عموماً مولانا مرحوم ہی کی رفاقت پسند فرماتے تھے، مولانا محمد حسنؒ اپنی دل چسپ گفتگو سے مفتی صاحب کو خوش اور مسرور رکھتے۔

مولاناؒ کا درس بھی حل کتاب اور مختصر تشریح تک محدود رہتا، طویل تقریر سے پرہیز فرماتے، حضرتؒ کا ادبی ذوق بھی بہت پاکیزہ تھا، سیکڑوں اردو، فارسی اور عربی اشعار نوک زبان رہتے تھے، سحر خیزی کے عادی اور تہجد کے پابند تھے، فجر کی نماز سے قبل جامعہ کی قدیم مسجد کے حوض کے کنارے بیٹھ کر بلند آواز سے مؤثر اشعار پڑھتے تھے؛ تاکہ طلبا بروقت نماز میں حاضر ہوجائیں، خصوصاً یہ اشعار ؎

یہ سرائے دہر مسافرو بخدا کسی کا مکاں نہیں
جو یہاں مقیم تھے کل کے دن کہیں آج ان کا نشاں نہیں

بہت مؤثر انداز میں پڑھتے تھے۔

ایسے عالم باعمل اور مخلص ولی کی سوانح ہر طالب علم اور ہر دین دار مسلمان کے لیے نفع بخش ہوگی، (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ مولانا یونس صاحب کو اس محنت کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، اور آیندہ بھی ان کے قلم سے بزرگوں ومشائخ اور علما کے تذکرے شایع ہوتے رہیں۔آمین!

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۱۳؍ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

مطابق ۲۴؍دسمبر ۲۰۰۷ء

(۵۵)

نقوش بسم اللہ سوانح حیات حضرت مفتی اسماعیل بسم اللہؒ

مرتب: حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب راجکوٹی مدظلہ

ناشر: جامعۃ القراءات کفلیتہ، صفحات ہر دو جلد: ۱۰۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰه الذي أنزل في كتابه العزيز " فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين، ولينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم لعلهم يحذرون " والصلاة والسلام على سيدنا وحبيبنا ومولانا محمد صلى اللّٰه عليه وسلم، الذي قال " من يرد اللّٰه به خيرا يفقهه في الدين " وعلى آله و أصحابه وأتباعه الفقهاء والمجتهدين، وعلىٰ من تبعهم إلى يوم الدين . وبعد :

مؤرخین کا اتفاق ہے کہ برصغیر میں گجرات کی سرزمین کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نفوس قدسیہ کے ذریعہ اسلام کا نور سب سے پہلے یہاں پہنچا۔ اس مقدس جماعت میں مفسر بھی تھے اور محدث بھی، فقہا بھی تھے اور قرا بھی ۔ بقول مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاںؒ کے ''صحابۂ کرام اور تابعین کے ذریعہ گجرات کی سرزمین پر جو اسلام آیا، وہ اصلی اسلام تھا اور درۂ خیبر کے ذریعہ آنے والا اسلام سیکنڈ ہینڈ اسلام تھا۔''

گجرات کی سرزمین فقہا ومحدثین سے کبھی خالی نہیں رہی ؛ بل کہ بعض دور ایسے آئے کہ یہاں کے علما، فقہا وفضلا کا شہرہ پورے عالم اسلام میں گونجنے لگا ؛ البتہ ایسے وقفے بھی آئے جن میں یہاں علم کی لو دھیمی ہوگئی ؛ مگر پھر اس کی نشأۃ ثانیہ ہوتی رہی، خصوصاً آٹھویں صدی کے بعد مسلسل فقہا کی ایک بڑی تعداد گجرات میں موجود رہی ہے ۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: مفتی عبدالقیوم صاحب راجکوٹی سلمہ کا مضمون ''فقہائے گجرات اور ان کی فقہی خدمات'')

ہمارے اس اخیری دور میں جن مفتیان کرام اور فقہائے عظام نے فقہ وفتاوی میں رسوخ حاصل کیا اور ان کی فقہی بصیرت سے امت کو بہت نفع حاصل ہوا، ان میں حضرت مفتی اسماعیل محمد بسم اللہ ڈابھیل رحمہ اللہ کا اسم گرامی بہت نمایاں ہے۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ڈابھیل ہی میں ابتدائی تعلیم حاصل فرمائی، پھر کٹھور ضلع سورت کے ''مدرسہ حقانیہ'' میں ابتدائی تعلیم کے لیے داخل ہوئے اور اعلیٰ تعلیم دہلی میں مدرسہ امینیہ اور ازہر ہند دارالعلوم دیوبند سے حاصل فرمائی۔

حدیث شریف خاتم المحدثین حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور دیگر علمائے جہاں دیدہ سے حاصل کی، اور فقہ وفتوی کی تربیت مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہؒ سے حاصل فرمائی، اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے مفتی صاحب میں فہم وفراست کے جوہر ودیعت فرمائے تھے، طبیعت میں سلامتی وسادگی اور علم کے لیے یکسوئی کی خو موجود تھی، اس لیے آپ کے اساتذہ ہمیشہ آپ کو شفقت بھری نظر سے دیکھتے تھے اور اس جوہر آب دار کو صیقل کرنے پر متوجہ تھے ۔ انہی نفوس قدسیہ کی توجہات اور علمی راہنمائی سے اللہ تعالیٰ نے مفتی صاحب کو باکمال عالم اور صاحب تقویٰ فاضل بنادیا۔

اور فراغت کے بعد ڈابھیل، افریقہ، برما وغیرہ مقامات پر دینی خدمت شروع فرمائی اور آپ کے فتاوی نے ہر جگہ قبولیت اور اعتماد حاصل کیا، آپ کے فتاوی کو ہندوستان کے معروف مفتیان کرام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اپنے اعتماد کا اظہار فرمایا، جس کی تفصیلات آپ اس سوانح میں پڑھیں گے۔

ہمارے گجرات کے اہل علم میں ایک کمزوری یہ چلی آ رہی ہے کہ وہ اپنے اکابر اور علاقہ کے برگزیدہ علما کی سوانح اور ان کی علمی خدمات کو جاننے اور اس کو مرتب کرنے پر بہت کم توجہ کرتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھنؤ حاضری ہوئی، تو حضرت نے فرمایا کہ ''مجھے علمائے گجرات پر تعجب ہے کہ وہ اپنے علاقے کے علما کے بارے میں بہت کم علم رکھتے ہیں''۔ حضرت رحمہ اللہ جب ''نزهة الخواطر''کا تکملہ فرما رہے تھے تو گجرات کے بعض علما کے حالات معلوم کرنے کے لیے بعض حضرات کو خطوط لکھے؛ مگر کہیں سے تسلی بخش اور مستند تفصیلات نہیں ملیں۔

حضرت مفتی اسماعیل بسم اللہ رحمہ اللہ کی ذات گرامی مجموعۂ کمالات تھی۔
۱۹۴۴ء میں اس حقیر کا داخلہ درجۂ فارسی اول میں حضرت رحمہ اللہ کے دور اہتمام میں ہوا تھا، وہ دور بھی عجیب پُر آشوب دور تھا، جنگ عظیم ختم ہوگئی تھی، ملک میں ہر طرف کساد بازاری، اشیائے خوردنی کی شدید قلت اور سیاسی ہنگامہ آرائی زوروں پر تھی، ایسے نازک دور میں آپ ہی کی ذات گرامی تھی جو ایک مرد مجاہد کی طرح اپنے اسلاف کی اس گراں مایہ امانت کو سینہ سے لگا کر اس کی حفاظت وصیانت میں دل وجان سے لگی تھی۔فجزاه الله عنا وعن جميع المسلمين خير الجزاء!

اہتمام کی ذمہ داری، درس کی پابندی، فتوی نویسی اور امت کے مسائل کو سلجھانے اور متحارب گروہوں میں صلح وصفائی جیسے کتنے کام تھے جو آپ تن تنہا انجام دے رہے تھے۔

مفتی صاحب کا دفتر ہی درس گاہ اور دارالافتا بھی تھا، نہ کوئی معاون مفتی نہ کوئی دفتری کاموں کے لیے پیش کار، وقت کی پابندی مثالی تھی، پہلا گھنٹہ شروع ہوتے ہی دفتر سے نکل کر دارالاقامہ کے کمروں کے پاس سے گزرتے تھے اور طلبا کے حالات معلوم کرتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ ہمارے داخلہ کے بعد ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ موسمی بخار کی شدید وبا پھیلی اور تقریباً ۸۰ر طلبہ بخار میں مبتلا ہوگئے۔ حضرت رحمہ اللہ ہر ایک کی خبر گیری فرماتے، میرا کمرہ نمبر ۳۳ر تھا، حضرت نے اس کا دروازہ کھولا، تو میں کم عمری کے سبب رونے لگا، حضرت رحمہ اللہ میرے بستر کے قریب- جو زمین پر تھا- (اس دور میں دارالاقامہ میں مدرسہ کی طرف سے چارپائیوں کا انتظام نہیں تھا، صاحب استطاعت طلبا اپنی چارپائیاں لاتے تھے) تشریف فرما ہوگئے اور میرے سر پر ہاتھ پھیر کر دم کرتے رہے اور تسلی دیتے رہے، میں آج بھی حضرت رحمہ اللہ کی اس شفقت کو یاد کرتا ہوں، تو آب دیدہ ہوجاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے حضرت کو بہترین بدلہ عطا فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

أولئک آبائي فجئني بمثلهم
إذا جمعتنا يا جرير المجامع

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ بہت سادہ اور متوکلانہ زندگی گزارتے تھے، معمولی قسم کے مکان میں بود و باش رکھتے تھے، جنوبی افریقہ، برما کے بہت سے متمول حضرات حضرتؒ کے معتقد تھے، مگر کبھی اشارۃً بھی ان کے سامنے اپنی ضرورت پیش نہیں فرماتے۔

ناچیز نے فارسی دوم اور عربی اول کی کتابیں حضرت مولانا عبدالحی بن مفتی اسماعیل بسم اللہؒ سے پڑھی ہیں، مولانا عبدالحیؒ بہت شفقت فرماتے تھے اور بار بار حضرت مفتی صاحبؒ کے گھر حاضری ہوتی تھی، جب حضرت مفتی صاحب اپنے گھر کے اندر کے حصہ میں ہوتے، ناچیز حضرت کے جھولے پر بیٹھ جاتا، حضرت کی چار پائی کے سامنے ایک نظم آویزاں تھی اس کو بار بار پڑھتا تھا، پوری نظم تو یاد نہیں؛ مگر یہ دو شعر اب تک محفوظ ہیں ؎

نہ کچھ مال ودولت نہ دھن جائے گا   فقط ساتھ تیرے کفن جائے گا
یہ آنکھیں رسیلی یہ خوش رنگ چہرہ   یہ مٹی میں گورا بدن جائے گا

یہ اشعار بتلا رہے ہیں کہ حضرت رحمہ اللہ کی طبیعت میں دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا استحضار بدرجۂ اتم موجود تھا، عرصۂ دراز سے تمنا تھی کہ حضرت رحمہ اللہ کے فتاوی اردو میں طبع ہوجائیں اور حضرت کی اور آپ کے علمی خاندان کی سوانح بھی تیار ہوجائے، الحمد للہ! حضرت مفتی صاحب کے فاضل وقابل حفید مفتی عباس صاحب سلمہ نے گجراتی اور اردو فتاوی کی طباعت کا بیڑا اٹھایا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جلد زیور طبع سے آراستہ فرمادے؛ تاکہ اہل علم حضرت کی فقاہت کے نمونے دیکھ سکیں۔

بڑی مسرت ہے کہ حضرت مفتی صاحب کی مفصل سوانح کا کام بھی جامعہ ڈابھیل کے دارالافتا کے رفیق اور مدرس فاضل گرامی مفتی عبدالقیوم صاحب راجکوٹی -زادہ اللہ علما وشرفاً- نے مکمل فرمادیا ہے۔ فضلائے جامعہ کے ذمہ جو قرض عرصہ سے چلا آرہا تھا مفتی عبدالقیوم صاحب سلمہ نے اس کو اتارا ہے۔

فجزاه الله أحسن الجزاء !

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب زید فضلہ کو بزرگوں کی سوانح مرتب کرنے، تاریخ وسیر پر لکھنے کا خاص سلیقہ عطا فرمایا ہے، وہ بہت محنت اور جستجو فرما کر کتاب مرتب فرماتے ہیں، مولانا سلمہ نے ”تعارف جامعہ“، ”فضلائے جامعہ“، ”نقوش بزرگاں (دوجلدیں)“ اور ”اجلاس صدسالہ“ مرتب کرنے میں اپنی بہترین صلاحیت استعمال فرمائی ہے، اب ”نقوش بسم اللہ“ لکھ کر آپ امت کو ایک گراں قدر تحفہ پیش فرمارہے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ شرف قبولیت نصیب فرمائے اور اس محنت شاقہ پر ان کو بہترین اجر عطا فرمائے۔

مزید خوشی اس بات کی ہے کہ حضرت مفتی اسماعیلؒ کے فرزند اکبر، عالم وادیب اور ممتاز مدرس حضرت مولانا عبدالحی بسم اللہ رحمہ اللہ کے حالات بھی جمع کردیے ہیں، مولاناؒ اردو، فارسی، عربی کے فاضل اور طلبا کے بہترین مربی تھے، ناچیز دو لفظ بولنے اور لکھنے کے قابل آپ ہی کی تربیت سے ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی تربیتوں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور اپنی شایانِ شان بدلہ عطا فرمائے۔ آمین!

استاذ مکرم حضرت مولانا عبدالحیؒ کے بارے میں چند تأثرات:

حضرت مولانا عبدالحی بسم اللہ رحمہ اللہ اردو زبان وادب، فارسی ادب میں بھی بہت ماہر تھے، اردو کا خط بھی بہت پاکیزہ تھا، فارسی اول کے سال میں ''انجمن اصلاح الکلام'' کے سالانہ جلسہ میں ناچیز کو فارسی تقریر لکھ کر دی، جلسہ میں حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ، حضرت مفتی بسم اللہ صاحبؒ، مولانا محمد مالک کاندھلوی ابن مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا انوار الحقؒ، مولانا عبید اللہؒ وغیرہ علما تشریف فرما تھے، بندہ ۱۱-۱۲/سال کی عمر کا نحیف الجسم طالب علم تھا، تقریر کے لیے کھڑا ہوا تو ہوش گم ہوگئے؛ مگر بہت قوت سے پوری تقریر سنادی، مولانا شمس الحق رحمہ اللہ مسکرا رہے تھے، تقریر کے ختم پر شاباشی دی اور چار آنے انعام دیا گیا۔ دوسرے سال سالانہ جلسہ میں علامہ اقبال کی نظم - از خوابِ گراں خوابِ گراں خوابِ گراں خیز - تین چار ساتھیوں کے ساتھ مل کر پڑھوائی۔

مولانا مرحوم علامہ اقبال کے دواوین - بانگ درا، ضرب کلیم، زبور عجم، پس چہ باید کرو، اے اقوام مشرق - کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے اور سبق سے فراغت کے بعد جھوم جھوم کر پڑھتے تھے، اس ناچیز پر خصوصی شفقت فرما کر مقررہ کورس کے علاوہ خارج میں ''اخلاقِ محسنی'' اور ''یوسف زلیخا'' پڑھاتے تھے۔

''جمعیۃ علمائے ہند'' ضلع سورت کے ناظم نیز مجلس خدام الدین سملک کے بھی ناظم اعلیٰ تھے، آپ کی مرتب کردہ تجاویز بہت جامع ہوتی تھیں، مجلس کے دفتر میں اب بھی تجاویز کے رجسٹر میں اس کو دیکھا جاسکتا ہے۔

طلبا کی زبان درست کرنے اور ان کی اخلاقی تربیت اور آداب سکھلانے پر خصوصی توجہ رہتی تھی اور اپنے بزرگ والد محترم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مہمان نوازی بھی مثالی تھی۔ اللہ تعالیٰ حضرت رحمہ اللہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

احقر عبد اللہ غفرلہ کاپودروی/ ۲۸/ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ-۳/اپریل ۲۰۱۱ء

(۵۶)

علامہ بدر الدین عینی اور علم حدیث میں ان کا نقش دوام

ترجمہ وتلخیص: مفکر ملت حضرت اقدس مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی مدظلہ

ناشر: مجلس معارف کاپودرا، طبع اول ۱۹۹۰، صفحات: ۱۹۲

عرض مترجم

اللہ جل شانہ کا شکر ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے عرب ممالک خصوصاً مصر، سعودی عرب، کویت، عراق سے بہت سی مفید اور اہم علمی کتابیں شائع ہورہی ہیں، اگرچہ ہمارے ملک میں ان کتابوں کا حصول دشوار ہے، البتہ مدارس عربیہ کے کتب خانوں میں آہستہ آہستہ یہ علمی خزانہ جمع ہورہا ہے۔

پچھلے سال ''دار العلوم فلاح دارین'' ترکیسر ضلع سورت کے کتب خانہ میں جونئی کتابیں شامل ہوئیں، ان میں ایک کتاب، ''**بدر الدين العيني وأثره في علم الحديث**''، بھی تھی، یہ کتاب ایک عرب عالم شیخ صالح یوسف معتوق کا ایم اے کا مقالہ تھا، جس کو نظر ثانی کے بعد جامعہ ام القری مکہ مکرمہ نے شائع کیا ہے۔

ناچیز کو جب اس کتاب کے مطالعہ کا موقعہ ملا تو اندازہ ہوا کہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود علامہ بدرالدین عینی حنفیؒ کے حالات اوران کی تصنیفات کے سلسلہ میں قیمتی معلومات سے بھرپور ہے۔

علامہ عینیؒ کے بارے میں اتنی تفصیلات اس سے پہلے نظر سے نہیں گزری تھیں، نیز اس کتاب میں آٹھویں اورنویں صدی کی علمی سرگرمیوں اوران دونوں صدیوں کے علما اور علمی مدارس کے بارے میں بھی اختصار کے ساتھ کافی مواد جمع کردیا گیا ہے۔

اس لیے جی چاہا کہ ہمارے مدارس عربیہ کے طلبا و دیگر علم دوست حضرات کو بھی اس کتاب کے قیمتی مضامین سے واقفیت کا موقع ملے، چناں چہ باوجود اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کے اس کے ترجمہ اور تلخیص کا ارادہ کرلیا۔

ترجمہ میں کتاب کے اکثر مباحث کو شامل کرنے کی سعی کی گئی ہے، بعض پیراگراف یا بعض صفحات کو چھوڑ بھی دیا گیا ہے؛ مگر اس سے اصل مقصود پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ہمارے طلبۂ عزیز اگر اس قسم کی کتابوں کا مطالعہ کریں گے تو ان کو اسلاف کی صدہا کتابوں سے واقفیت ہوگی، کیوں کہ آج کل یہ شکایت عام ہے کہ ہمارے طلبہ اکابرین کی اہم تالیفات کے ناموں سے بھی واقف نہیں ہیں۔ تحقیقی ذوق رکھنے والوں کے لیے اس کتاب میں علامہ بدرالدین عینیؒ کی تالیفات کا تعارف اور یہ کہ وہ مطبوعہ ہے یا قلمی، اگر قلمی ہے تو کس کس کتب خانہ میں ہے، اس کا نسخہ موجود ہے وغیرہ تفصیلات بڑی مفید اور قابل قدر چیز ہے۔

برصغیر میں ایسے کافی کتب خانے موجود ہیں جن میں قلمی کتابوں کا بڑا ذخیرہ ملتا ہے، اصحاب تحقیق سے گزارش ہے کہ اس رسالہ میں موجود علامہ عینیؒ کی تصنیفات پر نظر ڈال کر اگر کوئی مزید معلومات کا اضافہ فرماسکتے ہوں تو ضرور مطلع فرمائیں، ہم ان کے مفید مشوروں اور علمی تعاون کے ممنون ہوں گے۔

عبداللہ غفرلہ

۲۳؍ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

۲۴؍اکتوبر ۱۹۸۹ء

(۵۷)

سوانح حضرت مولانا محمد سعید صاحب راندیری رحمۃ اللہ علیہ

جامع ومرتب: مولانا محمد یونس صاحب سورتی مدظلہ

ناشر: مجلس دعوۃ الحق یوکے

سنہ اشاعت: جمادی الاخری ۱۴۱۴ھ-نومبر ۱۹۹۳ء، صفحات: ۲۰۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا محمد سعید بن مولانا ابراہیم راندیریؒ سابق مہتمم جامعہ حسینیہ راندیر کا شمار گجرات کی ان باکمال ہستیوں میں ہوتا ہے، جن کے تذکرے کے بغیر گجرات کی علمی تاریخ ناقص سمجھی جائے گی، مرحوم علم میں پختگی کے ساتھ زہد وتقویٰ اور نظم ونسق میں امتیازی شان کے مالک تھے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''جامعہ حسینیہ عربیہ راندیر'' کی نصف صدی سے زائد خدمت انجام دی اور اس طویل عرصہ میں بے شمار طلبہ کی بہترین علمی وعملی تربیت فرما کر دینی میدان میں زبردست کام انجام دیا۔آج ان کے تربیت یافتہ فضلا ہندوبیرون ہند میں تعلیمی وتبلیغی خدمات کا شاندار رکارڈ رکھتے ہیں۔

باوجود گوناگوں کمالات کے طبیعت میں بے حد سادگی تھی، کھانے پینے، بودوباش میں سادگی کے ساتھ سلیقہ مندی تھی، صاف گوئی اور اصابت رائے ان کے وصف خاص تھے، اسی لیے علما وطلبا اور دیگر اصحاب فکر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مختلف معاملات میں مشورہ کرتے تھے۔علما کی مجلس میں بہت جچی تلی عالمانہ گفتگو فرماتے تھے، اور عوامی مجلسوں میں سادہ زبان میں وعظ ونصیحت فرماتے، اسی لیے اکثر عوام ان کی تقریر سے محظوظ ومستفید ہوئے۔ مدارس دینیہ میں طلبہ کی دینی تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے، جب بھی کسی دینی ادارہ میں تشریف لے جاتے تو طلبہ کی تعلیمی اور اخلاقی زندگی پر بڑی باریک نظر ڈالتے؛ مگر کوئی کمزوری یا فروگذاشت محسوس فرماتے تو مشفقانہ انداز میں متوجہ کرتے تھے۔

مرحوم ایک جامع صفات شخصیت کے مالک تھے، ہمارے اس دور میں جب کہ دینی حلقوں میں بھی عملی کمزریوں میں اضافہ ہو رہا ہے، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایسی باکمال شخصیت کے احوال زندگی کا مطالعہ بہت مفید اور رہنما ثابت ہوگا۔

محترم مولانا یونس صاحب سورتی زیدمجدہ ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے پوری محنت وجاں فشانی سے موصوف کی زندگی کے احوال جمع

کئے اور اب اس کو کتابی شکل میں طباعت کی تیاری کر رہے ہیں۔

فجزاء ھم اللّٰہ عنا خیرا!

اللہ تعالی ان کی محنت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور امت کو اس کتاب کے ذریعہ نفع پہنچائے۔

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

الفلاح منزل کاپودرا

۳ ذی قعدہ ۱۴۱۳ھ

(۵۸)

کرامات موسویہ

از امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ

ناشر: مکتبہ مفید الاسلام ترکیسر، صفحات: ۱۳۷

بہت خوشی کی بات ہے کہ حضرت موسیٰ جی ترکیسری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات دوبارہ زیور طبع سے آراستہ ہوکر ناظرین کے سامنے آرہی ہے۔ حضرات اولیائے کرام کی زندگیاں روشنی کے منارہ کے مانند ہیں، جو افراد ان کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں اور اس کے مطابق اپنے اعمال وکردار کو پرکھتے ہیں وہ راہ یاب ہوتے ہیں۔

حضرت موسیٰ جیؒ اوران کے شیخ جلیل حضرت نظام الدین نقش بندیؒ کی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں،ان کے مجاہدات کے واقعات بھی عام ہیں۔جن میں سے بعض اس کتاب میں موجود ہیں؛مگران کی ایک کھلی ہوئی کرامت وبرکت یہ ہے کہ قصبہ ترکیسر جہاں یہ دونوں بزرگ مدفون ہیں،باوجوداپنی مختصرآبادی کے علم دین کا اہم مرکز بنا ہوا ہے،ان بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل اس بستی میں ۱۵۰ر سے زائد حافظ،سوسے زائد علما موجود ہیں،جن میں بہت سے ممتاز علما وقرا ملک و بیرون ملک میں اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔

حضرات نقشبندیہؒ کوقرآن مجید کی تلاوت کا خاص ذوق ہے،اسی کا یہ ثمرہ معلوم ہوتا ہے کہ ترکیسر میں حفاظ کی اتنی بڑی تعداد موجود ہے۔

اورالحمدللہ! آج بھی ان پاک نفوس کا فیض اس طرح جاری ہے کہ ''دارالعلوم فلاح دارین'' نامی ایک عظیم علمی ادارہ اسی سرزمین پرقائم ہے،جہاں صدہا تشنۂ علوم فیض یاب ہوکر دینی خدمات میں مشغول ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان بندگان پاک طینت کی برکات کوقائم رکھے اورہم سب کوان کی زندگی سے سبق حاصل کرنے اورراہ خدامیں محنت ومجاہدہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

عزیزمحترم جناب مولوی حافظ یعقوب قاضی صاحب اورجناب حاجی اسماعیل مہترصاحب ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کے دوبارہ طبع کرنے کانظم فرمایا۔**فجزاھم اللہ أحسن الجزاء !**

احقرعبداللہ غفرلہ

(۵۹)

رشدوہدایت کے منار

افادات:مفکرملت حضرت مولاناعبداللہ صاحب کاپودروی دام ظلہ
ترتیب وحواشی:اسماعیل بن یوسف کوثرکوساڑی
سنہ اشاعت:صفر۱۴۳۷ھ-نومبر۲۰۱۵ء،صفحات:۲۳۲
ناشر:مجلس معارف کاپودرا

الحمد لوليه والصلاة على أهلها .أما بعد!

انسان جب بطن مادر سے اس دنیا میں آتا ہے تو اس کے پاس کوئی علم نہیں ہوتا ہے،اللہ رب العزت کاارشاد ہے:

" واللّٰـه أخرجكم من بطون أمهتكم لا تعلمون شيئا وجعل لكم السمع والأبصار والأفئدة ".(۱)

یہ عجیب بات ہے کہ جب وہ پیدا ہوتا ہے تو کچھ نہیں جانتا؛مگراللہ تعالیٰ نے اس کے اندرعلم کے ذرائع پیدافرمائے ہیں،" **السمع** "،یعنی سماعت دی جس سے وہ سنتا ہے،" **البصر** " یعنی بصارت دی جس سے وہ دیکھتا ہے،" **والأفئدة** " یعنی دل عطافرمایاجس سے وہ چیزوں کاادراک کرتا ہے۔

علمائےعلم النفس کہتے ہیں کہ بالکل چھوٹے سے بچے کے اندربھی شعور ہوتا ہے جس سے وہ اچھی اور بری حرکت کا اثر لیتا ہے؛ تو دنیا میں آکراللہ تعالیٰ کے عطا

(۱)سورۃ النحل:۷۸

کردہ ان ذرائع کو استعمال کرنا وہ شروع کرتا ہے، اب اس کا سب سے پہلا مدرسہ اس کے ماں باپ کی گود ہے، والدین' بھائی بہن' اور افراد خانہ جو کچھ بولتے ہیں، یا کرتے ہیں، وہ سب کچھ محفوظ کرتا ہے۔ تھوڑی عمر بڑھتی ہے تو محلے میں جا کر بچوں کے ساتھ کھیلنے لگتا ہے، اور ان سے نئے نئے الفاظ سیکھتا ہے، یہ تعلیم کا دوسرا مرحلہ ہے۔ پھر جب وہ کچھ بڑا ہوتا ہے تو اس کے والدین اس کو کسی مکتب یا مدرسے میں داخل کرتے ہیں تو وہاں اس کی باقاعدہ تعلیم شروع ہوتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ وہ بڑے اداروں میں جاتا ہے، علما سے ملاقاتیں ہوتی ہیں، ان کے ذریعہ اس کے علم میں اضافہ ہوتا ہے اور عقلیت پختہ ہوتی ہے، پھر آدمی جتنا متیقظ ہوتا ہے اسی قدر غور و فکر کرتا ہے اور جلد اثر لیتا ہے، مثلاً یہاں اس واقعے کا ذکر نامناسب نہ ہوگا کہ راقم کو اپنے سفر ''قطر'' کے دوران جمعہ کی نماز کے لیے ایک مسجد جانا ہوا، اس موقع پر امام صاحب نے لمبا خطبہ پیش فرمایا اور اخیر میں فرمایا: ''**وللحديث بقية، وإنشاء الله سأقدم في الجمعة القادمة بشرط البقاء واللقاء**'' ان کا یہ خوب صورت جملہ مجھے بہت اچھا لگا، اور فوراً میں نے اسے اپنے نہاں خانۂ دماغ میں محفوظ کر لیا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ اس موقعے پر مجھے یاد آ رہا ہے کہ بمبئی میں مصریوں کا ''**المركز الثقافي المصري**'' تھا، ترکیسر کے قیام کے زمانے میں ایک دن بمبئی جانا ہونا، تو میں نے اپنے پاس کافی وقت دیکھ کر ''**المركز الثقافي**'' کا رخ کیا، وہاں پہنچ کر'' **غرفة الاستقبال** ''، میں داخل ہوا، جہاں ایک مصری خاتون تشریف رکھتی تھیں، میں نے ان سے کہا'' **السلام عليكم ! أنا من طلبة العلم، جئتُ هنا لأستفيد من مكتبتكم**'' انہوں نے فوراً کہا''**أهلا وسهلاً**'' اور ایک نوکر

کو آواز دی اور کہا'' **محمد ! تعال** '' یہ سن کر وہ جلدی سے آیا، انہوں نے چابی نکالی، محمد کو دی اور کہا'' **خذ المفتاح وفرج باب المكتبة** '' یہ سن کر میں سوچنے لگا، اوہو! ہم نے تو پہلے کبھی یہ تعبیر نہیں سنی تھی ہم تو '' **فرِّج**'' کی جگہ '' **اِفتح**'' ہی بولتے چلے آ رہے ہیں تو دیکھئے یہ علم میں اضافہ ہوا۔

مختصر یہ کہ انسان اپنی علمی زندگی میں کتنے مراحل سے گزرتا ہے تب جا کر اس کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔ یہ علمائے کرام کا مختصر تذکرہ میں نے اسی غرض سے تحریر کیا ہے؛ تاکہ قارئین کو اندازہ ہو کہ جب تک آدمی صدہا اہل علم سے ملاقات نہ کرے اور ان کے علوم سے مستفید نہ ہو وہاں تک اس کے سامنے علمی آفاق روشن نہیں ہوتے، اور نہ اسے علمی بلوغ حاصل ہو پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے محدثین قریہ قریہ، گلی گلی چکر لگاتے، صحرانوردی کرتے، ہزاروں میل کے اسفار کر کے ایک ایک حدیث کو حاصل کرتے۔ اسی لیے ان کے مشائخ کی فہرست پر جب ہم نظر دوڑاتے ہیں تو وہ سیکڑوں کی تعداد میں نظر آتے ہیں۔ **أمير المؤمنين في الحديث في العالم إمامنا محمد بن إسماعيل البخاري رحمه الله** کے تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ آپ نے ایک ہزار اسّی علما سے کسب فیض فرمایا۔ اور دور کیوں جائیے! خود ہمارے ملک کے جلیل القدر عالم، فاتح کشمیر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے چودہ سو علما و مشائخ سے اخذ فیض فرمایا۔ تقریباً یہی حال تمام علمائے سلف کا تھا؛ اسی وجہ سے اگر انہوں نے ایک حدیث بھی کسی سے حاصل کی تھی تو اسے اپنے مشائخ کی فہرست میں شمار فرمایا۔

راقم نے جن علما ومشائخ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور ان سے استفادہ کا زریں موقع میسر ہوا وہ ایک بڑی تعداد میں ہیں، جن میں عرب وعجم کے ممتاز وقابل فخر علما بھی ہیں، اوران کی ایک طویل فہرست ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ ان کا مختصر تذکرہ کر کے ان کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کروں؛ اسی سلسلے میں یہ مختصر تذکرہ پیش خدمت ہے۔ اگر اللہ کو منظور ہوا اور ہمت نے یاوری کی تو کوشش کروں گا کہ جلد ثانی میں ان کا سرسری تذکرہ ہی کر دیا جائے۔

بہر حال سر دست اسی پر اکتفا کرتے ہوئے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے، امید ہے یہ مجموعہ پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

یہ تحریریں وقتاً فوقتاً حسب موقع حوالۂ قرطاس ہوتی رہیں، اور مولانا محمد ناظم صاحب ندوی مؤسس دارالعلوم مانک مئو اپنے مؤقر ماہنامے ''حرا کا پیغام'' میں انہیں شایع فرماتے رہے۔ اب انہی کو نظر ثانی اور مزید اضافوں کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو بھی اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

اس موقعے پر میں اپنے ان دونوں عزیز (مولوی عبدالرحمٰن ومولوی اسماعیل صاحبان) کا شکر گزار ہوں کہ ان کی مساعی سے یہ کتاب منظر عام پر آ رہی ہے۔
نیز بہت ہی شکر گزار ہوں جناب شبیر احمد لولات کاپودروی زید مجدہم مقیم حال 'زامبیا' کا کہ جنھوں نے اپنی قدیم روایات کے مطابق اس کتاب کی طباعت میں بھی اپنا قیمتی تعاون پیش فرمایا۔ **فجزاهم الله أحسن الجزاء!**

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت بخشے اور مؤلف کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

(۶۰)

تذكرة العيش النبيل ما عاشه إسماعيل

مرتب: مولانا ایوب صاحب قاسمی آسامی

ناشر: مکتبۂ اسماعیل راندیر، صفحات: ۱۲۰، سنہ اشاعت: رجب ۱۴۳۴ھ-مئی ۲۰۱۳ء

الحمد لوليه والصلاة على أهله ...... أما بعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کتاب عزیز میں اپنی قدرت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: ﴿**وفي الأرض قطع متجورت وجنت من أعناب وزرع ونخيل صنوان وغير صنوان يسقى بماء واحد ونفضل بعضها على بعض في الأكل إن في ذلك لأيت لقوم يعقلون**﴾ (سورۃ الرعد پارہ:۱۳)

اور زمین میں مختلف قطعے ہیں جو پاس پاس واقع ہیں اور انگور کے باغ اور کھجور کے درخت ہیں، جن میں سے کچھ دُہرے تنے والے ہیں اور کچھ اکہرے تنے والے، سب ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں، اور ہم ان میں سے کسی کو ذائقہ میں دوسرے پر فوقیت دے دیتے ہیں، یقیناً ان سب باتوں میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیں۔ (آسان ترجمۂ قرآن جلد: ۲/ ۷۵۵)

جس طرح زمین کے ٹکڑے پاس پاس ہونے کے باوجود الگ الگ ذائقہ کے پھل وغیرہ اگاتے ہیں اسی طرح اس سرزمین پر مختلف بستیاں قریب قریب ہونے کے باوجود الگ الگ ذہن و دماغ کے انسان پیدا کرتی ہیں، بعض چھوٹی چھوٹی بستیوں میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے عبقری شخصیتیں پیدا فرماتے ہیں۔

قصبہ راندیر (ضلع سورت) بھی اور قصبوں کی طرح ایک قصبہ ہے؛ مگر اللہ تعالیٰ نے تبع تابعین کے مبارک قدموں کی برکت سے اس بستی میں بہت سے علما، فضلا اور صلحا پیدا فرمائے، جنہوں نے اپنی زندگیاں دعوت الی اللہ اور علوم دینیہ کی نشر و اشاعت کے لیے وقف کر دیں۔

تقبل اللّٰہ تعالیٰ خدماتھم ویجزیھم أحسن الجزاء . آمین !

ان نفوس قدسیہ کی مسلسل جد و جہد سے عقائد صحیحہ کی نشر و اشاعت ہوئی، بدعات و رسومات کا زور ٹوٹا اور سنت مبارکہ کا نور ہر طرف پھیلا، راندیر کے ان اللہ والوں کی خدمات کا سلسلہ بہت طویل ہے، ان ہی بزرگوں میں سے ایک شخصیت کا اسم گرامی مولانا اسماعیل بن حافظ احمد موٹا رحمہ اللہ بھی ہے، جن کی مبارک زندگی کے مختصر احوال ''تذکرۃ العیش النبیل'' نامی اس کتاب میں پیش کیے گئے ہیں، مؤلف محترم نے مولانا کی پیدایش، تعلیم اور پھر طویل دینی خدمات کو اختصار کے ساتھ؛ مگر بہت اچھے انداز میں پیش فرمایا ہے۔

اس ناچیز کو مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ بار بار ملنے کا موقع ملا ہے، ان کی خاموش طبیعت، بچے تلے انداز میں گفتگو کرنے کے انداز اور عالمانہ وقار سے متاثر رہا ہوں، ان سے ملاقات کے بعد اپنائیت محسوس ہوتی تھی، ہمیشہ صاف اور سیدھی بات کرنے کے عادی تھے، تصنع سے دور اور اخلاص و محبت بھرا تعلق رکھنے والے تھے، مہمان نوازی اور اکرام ضیف میں اپنے اسلاف کی روایات کو نبھائے ہوئے تھے، چہرے پر مسکراہٹ رہتی، اور ہر شخص کو اس کے مقام اور مرتبہ کے مطابق جگہ دیتے تھے۔

''جامعہ حسینیہ'' کی تعمیری، تعلیمی اور تنظیمی ترقی میں بڑا کردار ادا کرنے کے سبب ہر طرح سرپرستی فرماتے تھے اور اصحاب ضرورت کی مشکلات کو دور کرنے کی حتی الامکان کوشش فرماتے، اللہ تعالیٰ ان کی مخلصانہ خدمات کو شرف قبولیت عطا فرما کر ان کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین !

حضرت مولانا ایوب صاحب آسامی مدظلہ سب کے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مولانا مرحوم کی سوانح مرتب فرما کر ہم سب کو استفادہ کا موقع عنایت فرمایا، اللہ تعالیٰ مؤلف، ناشر اور دیگر جن حضرات نے معاونت فرمائی ہو ان تمام کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین !

فقط والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/۱۴/ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ-۱۱/نومبر ۲۰۱۱ء

(۶۱)

کتاب از حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب لاجپوری مدظلہ (۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب العزت نے انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا اور اپنے خصوصی فضل سے اس کی جسمانی اور روحانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ''کتاب اللہ'' اور

(۱) افسوس سعیٔ بسیار کے باوجود مولانا موصوف کی کتاب کی زیارت نہ ہوسکی، جس کی وجہ سے نام وغیرہ تفصیلات پیش کرنے سے قاصر ہیں، انشاء اللہ طبع ثانی میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اسماعیل کوثر عفا اللہ عنہ!

’’رجال اللہ‘‘ کو بھیجتے رہے، یعنی صحیفے، کتابوں اور انبیا و رُسُل کے ذریعہ ہدایت کے اسباب پیدا فرمائے۔

جو احکام کتابوں میں نازل فرمائے اس کا عملی نمونہ پیغمبروں کی ذات میں پیش کیا گیا، تاکہ لوگ اس نمونہ کے مطابق اپنی زندگی بنائیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے ہر صدی اور ہر علاقہ میں صالحین کی ایک ایسی جماعت پیدا فرمائی، جن کی نورانی زندگی انبیا علیہم السلام کی تعلیمات سے منور تھی اور وہ اپنے دور کے انسانوں کے لیے روشنی کے منار ثابت ہوتے رہے۔

انبیا علیہم السلام، صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور اولیاء اللہؒ کے تذکرے ایمان کی پختگی اور عمل صالح پر گامزن ہونے کے لیے بہت معاون ثابت ہوتے ہیں، ان مقدس ہستیوں کے تذکرے کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے کہ **’’تنزل الرحمة عند ذکر الصالحین‘‘**۔

اسلاف کا یہ معمول رہا ہے کہ بچوں کو انبیا علیہم السلام، صحابہؓ اور اولیاؒ کے مختصر حالات اور واقعات سنا کر ان کی مثالی زندگی کے مطابق اپنی زندگی بنانے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور اس طرح ان کی زندگی کو صحیح خطوط پر تعمیر کیا جاتا تھا۔

ہمارے اس دور میں جہاں مادّیت غالب ہورہی ہے اور آخرت کی فکر میں بے حد کمی دیکھی جارہی ہے، ضرورت ہے کہ ہمارے نونہالوں کے سامنے بزرگوں کی زندگیوں کے نمونے پیش کئے جائیں، تاکہ ان کے لیے صحیح زندگی گزارنے کے

نمونے سامنے آئیں، اور فکر آخرت نیز بلند اخلاقی قدریں پیدا ہوں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے عزیزم مولانا عبدالرؤف صاحب زید فضلہ لاجپوری کو کہ انہوں نے بزرگوں کے مختصر حالات آسان زبان میں مرتب فرمائے، تاکہ بچپن ہی سے اللہ والوں سے ربط پیدا ہو، نیز اسلامی تعلیمات کی اہم باتوں کو بھی حسن ترتیب سے چھوٹے چھوٹے اسباق میں مرتب فرمادیا، ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب مسلمان بچوں کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگی۔

مولانا عبدالرؤف صاحب خود بھی صاحب علم اور بزرگوں کی صحبت سے فیض یافتہ ہیں، اور کئی سالوں سے تعلیم وتدریس اور وعظ ونصیحت کے ذریعہ امت کی رہ نمائی فرمارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو بھی شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمان بچوں کی زندگی میں ایمانی، اخلاقی روح پیدا ہو، آمین!

وما ذالک علی اللہ بعزیز!

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

۱۳رمئی ۲۰۰۹ء

تصوف وسلوک

(۶۲)

عالم ربانی کسے کہتے ہیں؟

افادات: حضرت مولانا سلیم صاحب دھورات مدظلہ

بانی وشیخ الحدیث جامعہ ریاض العلوم لیسٹر

ناشر: التزکیہ لیسٹر یوکے، سنہ اشاعت: رمضان ۱۴۳۶- جون ۲۰۱۵ء صفحات: ۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاة والسلام علی أشرف الأنبياء والمرسلين، سيدنا ومولانا محمد وعلى أله وأصحابه وأتباعه إلى يوم الدين، أما بعد :

اس دور میں بفضلہ تعالیٰ دینی مکاتب اور اسلامی مدارس کی جو کثرت نظر آتی ہے وہ سابقہ زمانے کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے، ہر طرف جامعات، دارالعلوم تعمیر ہورہے ہیں، کمیت کے اس اضافہ کے باوجود کیفیت میں کمی اور علمی ذوق اور عمل میں پختگی کا فقدان بھی نظر آرہا ہے۔

جو علم خالص اللہ تعالیٰ کی معرفت اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پہچان کے لیے سیکھا جاتا تھا وہ اکتساب زر کا وسیلہ بن چکا ہے۔ طلبائے مدارس اپنے مقاصد سے غافل ہوکر ایسے امور میں مشغول ہوتے جارہے ہیں، جو علمائے ربانی کی شان اور ان کے عظیم مرتبہ کے منافی ہوتے ہیں۔

ماڈہ پرستی اور جاہ طلبی کی صرصران دینی اداروں میں اب چلنے لگی ہے، جس کے نتیجے میں علما کا وقار مجروح ہورہا ہے اور عوام میں بدظنی پھیلتی جارہی ہے۔ جن علمائے کرام کو بنیان مرصوص بن کر باطل کے مقابلہ کے لیے متحد ہونا چاہئے تھا وہ خود آپس میں دست وگریباں ہونے میں مصروف ہیں۔ إنا للّٰه وإنا إليه راجعون !

ایک دوسرے کا اکرام اور پردہ پوشی کے بجائے اہانت اور دوسروں کی غلطیوں کو اچھالنے میں مشغول ہوگئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔آمین!

ان افسوس ناک حالات میں شدید ضرورت ہے کہ طلبائے مدارس کو ان کے اصلی مقام ومقصد سے آگاہ کیا جائے، ان میں نفس پرستی اور دنیا طلبی کے بجائے خدا پرستی اور آخرت طلبی کا رجحان مضبوط کیا جائے۔

زیرنظر رسالہ میں حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب زید فضلہ بانی وشیخ الحدیث، جامعہ ریاض العلوم، لیسٹر، یوکے، کی ایک اہم اور قیمتی تقریر طبع ہوئی ہے، جو موصوف نے پورے سوز جگر سے ''دارالعلوم بولٹن'' کے فضلا کے سامنے کی ہے اور جیسا کہ کہا گیا ہے۔

ع ہرچہ از دل خیزد بر دل ریزد

مولانا مدظلہ کی یہ تقریر ہر مدرسہ کے طلبا میں تقسیم کرنے کے قابل ہے، تاکہ طلبۂ عزیز ہمارے اسلاف کے ذوق علم، ذوق عبادت اور بلند اخلاق سے متصف ہوکر روشنی کا مینار ثابت ہوں اور یہ اوصاف تزکیۂ نفس کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتے اور

یہ تزکیہ کسی صاحب دل سے وابستہ ہوئے بغیر عادۃً مشکل سے حاصل ہوتا ہے، حکیم مشرق علامہ اقبال نے کہا ہے:

پیر رومی را رفیقِ راہ ساز تا خدا بخشد ترا سوز وگداز

اللّٰهم وفقنا لما تحب وترضى، واجعل آخرتنا خيراً من الاولىٰ . آمين يار ب العالمين!

والسلام......احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/مقیم حال ٹورنٹو، کینیڈا

۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ-۲۸/ اپریل ۲۰۱۱ء

(۶۳)

اقوال سلف

از پیر طریقت حضرت اقدس مولانا محمد قمر الزماں صاحب الٰہ آبادی دامت برکاتہم

ناشر: مکتبہ دارالمعارف الٰہ آباد، سنہ اشاعت: ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ- جولائی ۱۹۹۸ء، صفحات: ۵۷۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی فطرت میں خیر وشر دونوں طرح کی صلاحیتیں رکھی ہیں، اگر وہ اپنے نفس کی نگرانی کرتا ہے اور انبیا علیہم السلام، حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیائے امت کو اپنا رہنما بناتا ہے تو شر کی قوتوں کو مغلوب کرکے قرب الٰہی حاصل کرلیتا ہے، اور اگر اپنے نفس اور خواہشات کو اپنا رہبر بناتا ہے تو گمراہی اور بے راہ روی پر چل کر اسفل سافلین کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

اسی لیے اللہ جل مجدہ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا: ﴿یأ یھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصادقین﴾ (۱) یہ صادقین کی صحبت ہی انسان کو تقوے کی راہ پر چلنے پر ابھارتی ہے اور صادقین سے مراد وہ لوگ ہیں، ''ما وافق ظاھرہ باطنہ'' (جن کا ظاہر اور باطن یکساں ہوتا ہے)

اس لیے ہر دور میں صلحائے امت اور علمائے ربانیین صالحین کی صحبت اختیار کرنے پر زور دیتے ہیں اور اگر کسی شخص کو ایسا موقع میسر نہ ہو کہ وہ وقت فارغ کر کے کسی اہلِ دل کی خدمت میں رہ سکے تو علما اور مشایخ نے اہل اللہ کی کتابیں پڑھنے اور ان کے مواعظ ونصائح سے استفادہ کرنے کو صحبت کے قائم مقام قرار دیا ہے۔

ہمارے اس دور میں جب کہ فتنوں کی کثرت ہے، طرح طرح کے افکار پھیلائے جارہے ہیں، مادیت اور نفس پرستی وبا کی طرح پھیلی ہوئی ہے، شدید ضرورت ہے کہ اہل اللہ کی طرف رجوع ہو یا ان کی کتابوں سے ان کے احوال کی اصلاح کی جائے؛ تاکہ قلب کی غفلت دور ہو اور فکر آخرت پیدا ہو اور مرنے کے بعد والی زندگی میں کامیابی نصیب ہو۔ شیخ فرید الدین عطارؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہم نشینی جزبہ درویشاں مکن   تا توانی غیبتِ ایشاں مکن
حبِ درویشاں کلیدِ جنت است   دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

(پندنامہ عطار: ص۱۱)

(۱) سورة التوبة : ۱۱۹

اللہ تعالیٰ بہترین جزا عطا فرمائے، شیخ طریقت عالم اجل حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی حفظہ اللہ ورعاہ کو کہ آپ نے اصلاح امت کے لیے کئی مفید کتابیں شائع فرمائی ہیں، جن میں زبان سادہ اور اختصار کے ساتھ اصلاح قلب کے قیمتی نسخے ذکر فرما دیئے ہیں۔ انہی مفید کتابوں میں آپ کی عظیم کتاب ''اقوال سلف'' ہے، جس میں سلف صالحین کے مختصر احوال کے ساتھ ساتھ ان کے جامع اقوال بھی نقل فرما دیئے ہیں۔ اگر اس کتاب کو غور سے پڑھا جائے تو بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں ہمارے بہت سے امراض کی اصلاح ہو سکتی ہے مثلاً:

بندہ سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۷۸ھ) کا تذکرہ پڑھ رہا تھا، اس میں حضرت رفاعیؒ کا یہ ارشاد پڑھا، آپ نے فرمایا کہ ''دعویٰ چھوڑ کر جماعت اولیا کی تائید کرو، بزرگوں کی حمایت کا یہ طریقہ اختیار نہ کرو کہ ایک کو دوسرے پر افضل بتاؤ، کیوں کہ اس میں در پردہ یہ دعویٰ ہے کہ تم ان اولیا سے بڑھے ہوئے ہو۔ اگر تم اپنے کو ان سے کم تر سمجھتے تو درجات ومراتب کا فیصلہ نہ کرتے، کیوں کہ دو شخصوں کے درمیان فیصلہ وہی کر سکتا ہے جو دونوں سے بڑا ہو''۔

آج کل ہمارے حلقوں میں یہ مرض عام ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

اسی طرح مولانا مدظلہ نے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر تذکرہ میں جو اشعار نقل فرمائے ہیں وہ دل کی تاریکی کو دور کرنے والے ہیں، خصوصاً ''دعوتِ عشق'' کے عنوان سے جو کلام نقل ہوا ہے وہ عشق کی آگ بھڑکانے اور

سوزِ دروں پیدا کرنے والا ہے۔ یہ صرف بطور نمونہ ذکر کردیا ہے، ورنہ کتاب میں اہل اللہ کے سارے اقوال دل کی بیماریوں کے لیے تریاق ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرت والا کی اس خدمت جلیلہ کو شرف قبولیت عطا فرماکر دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائے اور امت کے ہر فرد کو استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین! **هو الموفق للصواب، وإليه المرجع والمآب**

فقط والسلام......احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

حال مقیم ٹورنٹو، کینیڈا/۱۴/ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ-۴/ جولائی ۲۰۱۲ء

(۶۴)

نصيحة المسلمين ترجمه رسالة المسترشدين

مصنف: شیخ ابوعبداللہ حارث بن اسد محاسبیؒ

ترجمہ: حضرت اقدس مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ

تعلیق: شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ، ترجمۂ حواشی: حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دام ظلہ

سنہ اشاعت: شوال ۱۴۳۰ھ-ستمبر ۲۰۰۹ء، صفحات: ۴۸۸

ناشر: مکتبہ دار المعارف الہ آباد، مجلس معارف کاپودرا گجرت

عارف باللہ اور مشہور زاہد وعابد صاحب تصانیف کثیرہ شیخ ابوعبداللہ حارث بن اسد محاسبی رحمہ اللہ (وفات ۲۴۳ھ) علم ظاہر و باطن میں درجۂ کمال تک پہنچے ہوئے تھے، ان کی تصانیف سے خلق کثیر نے استفادہ کیا اور اب تک اہل علم اور اصحاب ذوق ونظر اس گراں مایہ علمی خزانہ سے مستفید ہو رہے ہیں۔

علامہ موصوف نے تقریباً دوسو صفحات کا عظیم سرمایہ چھوڑا ہے، اس میں ایک اہم کتاب ''رسالۃ المسترشدین'' بھی ہے۔

عالم عرب کے مشہور محقق اور وسیع المطالعہ، زاہد وعابد شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے جب اس کتاب کا مخطوطہ دیکھا تو اس علمی جواہر پارے کی قدر کرتے ہوئے محنت شاقہ سے اس کی تصحیح اور تعلیق فرماکر طبع فرمایا۔

کتاب کے عمدہ مضامین اور محشیٔ علام کی بیش بہا تعلیقات کے سبب کتاب ہاتھوں ہاتھ لی گئی اور مختصر مدت میں اس کے گیارہ ایڈیشن طبع ہوئے۔

شیخ عبدالفتاح رحمہ اللہ وسعت معلومات اور علمی پختگی میں ہر جگہ معروف ومشہور ہیں، ان کی ہر تالیف اور تعلیق میں علمی جواہر پاروں کا خزانہ ہوتا ہے؛ چناں چہ اس کتاب میں بھی مقدمہ اور حواشی میں بہت نادر اور مفید تحقیقات شامل فرمادی ہیں۔

ہمارے زمانہ میں ایک گروہ تصوف کے نام سے نفرت کررہا ہے اور حضرات صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو گمراہ، مبتدعین وغیرہ القاب سے یاد کرتا ہے۔ شیخ عبدالفتاح رحمہ اللہ نے بغیر کسی جماعت کا نام لیے ایجابی طور پر تصوف کی حقیقت اور حضرات صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اصلاح نفوس کے اس نظام کے سلسلہ کی خدمات کو سراہا ہے۔

فجزاهم الله تعالىٰ عنا وعن جميع المسلمين خير الجزاء!

''رسالة المسترشدين'' اور اس کے قیمتی حواشی عربی زبان میں تھے، اس لیے شیخ طریقت، علوم اسلاف کے شارح حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب

زید مجدهم، وأطال الله بقاءهم ذخرا للإسلام والمسلمین نے ارادہ فرمایا کہ اس کا سلیس اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے، چناں چہ حضرت اقدس مدظلہ نے جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ کے اپنے سفر کینیڈا میں اس کی ابتدا فرمائی اور ازراہ ذرہ نوازی اس ہیچ مداں کو بھی اس کارِ خیر میں شامل ہونے کا اشارہ فرمایا؛ تاکہ اس کارِ خیر کے ثواب میں کچھ حصہ مل سکے، حضرت والا کی اس نوازش کا بندہ تہہ دل سے شکر گزار ہے۔

اصل کتاب کے مضامین اور شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیقات علما، طلبا اور سالکین کے لیے ان شاء اللہ بہت ہی نافع ہوں گی، ہم اس کے بارے میں صرف اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ ''مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید'' مصر کے سابق مفتی اور مشہور عالم شیخ محمد حسنین مخلوف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے بارے میں مکتوب ارسال کیا تھا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اہل علم اس کتاب کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کی اس خدمت جلیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے، نیز کتاب کے مؤلف اور محشی رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی بہترین صلہ عطا فرمائے اور امت کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

هذا ما عندي، والله أعلم بالصواب

احقر عبد اللہ غفر لہ کاپودروی

۷؍شوال المکرّم ۱۴۳۰ھ

۲۷؍ستمبر ۲۰۰۹ء بروز یک شنبہ

(٦٥)

احادیث سلوکیہ

نظر فرمودہ: حضرت اقدس مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ

ناشر: ادارہ فیضان معرفت بلساڑ و مکتبہ دار المعارف الہ آباد

سنہ اشاعت: شعبان ۱۴۲۴ھ - اکتوبر ۲۰۰۳ء، صفحات: ۶۴

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کی تعلیم دینے پر ہی اکتفا نہیں فرمایا؛ بل کہ تزکیۂ نفوس کا بھی خاص اہتمام فرمایا ہے، اس لیے کہ تزکیۂ نفس کے بغیر اعمال کی کوئی قیمت باقی نہیں رہتی۔

احادیث پاک میں حصول احسان پر زور دیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا ہے: ''**أن تعبد الله كأنك تراه**'' (الحدیث) علمائے امت نے بعد کے دور میں انہی صفات احسانی کا نام ''تصوف وسلوک'' رکھا، بعض کوتاہ فہم لوگوں نے تصوف وسلوک کو عجمی فلسفہ کا نام دے کر اسے بدنام کرنے کی کوشش کی ہے، مگر علمائے حق نے ہمیشہ ان باطل نظریات کی تردید کی ہے اور قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے تصوف وسلوک کے مسائل کو نکھارا ہے اور اس کو شریعت مقدسہ کا اہم جز ثابت کیا ہے۔

ہمارے دور میں حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ نے اس سلسلہ میں تجدیدی کام کیا ہے، تفسیر ''بیان القرآن'' میں جابجا آیات قرآنیہ سے استشہاد فرما کر مسائل سلوک کو ثابت فرمایا ہے اور اپنی بعض

دوسری کتابوں میں تصوف کی صحیح حقیقت کو واضح فرما کر اس کو شریعت کے مطابق ڈھال دیا ہے۔

دیگر علمائے حق نے بھی مختلف انداز اور مضبوط دلائل کے ساتھ اس فن شریف کی خدمت کی ہے۔ **فجزاهم الله أحسن الجزاء !**

ہمارے پیش نظر اسی سلسلہ کا ایک گمنام مصنف کا قیمتی رسالہ ہے، جس میں احادیث صحیحہ کے ذریعہ مسائل سلوک سمجھانے کی سعی مشکور کی گئی ہے۔

شیخ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم نے جب اس رسالہ کو ملاحظہ فرمایا تو اس کو بہت پسند فرمایا اور اس پر نظر ثانی اور اصلاح اغلاط کے بعد طباعت کا بیڑا اٹھایا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت والا کو بزرگوں کے قیمتی ملفوظات جمع کرنے اور طریق سلوک کے لیے مفید کتابیں اور مضامین شایع کرنے کا خاص ذوق عطا فرمایا ہے، اس لیے حضرت والا کی نظر کے بعد یہ رسالہ بھی اہل طریق اور دیگر اہل علم کے لیے قیمتی تحفہ ثابت ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

رب کریم حضرت والا کی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور امت کو استفادہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین !

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ

(۶۶)

اعتراف ذنوب مع اعتراف قصور

از حضرت مصلح الامتؒ وحضرت اقدس مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ

صفحات: ۳۸۴، سنہ اشاعت: رجب ۱۴۲۹ھ- جولائی ۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عربی زبان کا مشہور مقولہ ہے: " **الإنسان مركب من الخطإ والنسيان** " ہر فرد بشر سے بھول چوک اور لغزش کا صدور ہو ہی جاتا ہے؛ مگر جب وہ تواضع اور عبدیت اختیار کرتا ہے اور اپنے گناہ اور اپنی خطا کا اعتراف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔

قرآن مجید نے جگہ جگہ انبیا علیہم السلام کے بارے میں جو تذکرے فرمائے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات انبیا علیہم السلام سے جہاں کہیں معمولی لغزش یا خلاف اولیٰ کام کا صدور ہوتا تھا فوراً اللہ رب العزت کے دربار میں سر بسجود ہو کر اعتراف فرما کر مغفرت کے طالب ہوتے تھے۔ سیدنا حضرت آدم، حضرت یونس، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہم جلیل القدر پیغمبروں کے احوال اس پر دال ہیں، اور اسی عبدیت کے سبب ان کے مقام بلند سے بلند تر ہوتے تھے۔

انسان گناہ کا مرتکب ہو کر اس کا اعتراف نہ کرے، اس کو اپنی خطاؤں اور قصور پر رنج نہ ہو تو وہ شیاطین کے زمرے میں شمار ہو جاتا ہے۔ اسی لیے سید الاولین والآخرین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مأثور اور مسنون دعاؤں میں

امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ ہر وقت اپنی خطاؤں اور گناہوں کا اعتراف کر کے اپنے مولیٰ کے سامنے عجز کا اظہار کرے، اپنی عبدیت اور بندگی کے ذریعہ اپنے رب کی رضامندی حاصل کرے۔

ہمارے اس پرفتن دور میں جہاں مادیت کا غلبہ ہے، ہمارے اکابرین نے اس اہم سنت کی طرف متوجہ کرنے کے لیے مؤثر کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الٰہ آبادیؒ نے ایک بہترین رسالہ ''اعتراف ذنوب'' کے نام سے تحریر فرمایا ہے، جس کا بار بار مطالعہ کرنا چاہیے۔ حضرت مولانا قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم نے اس کا ضمیمہ ''اعتراف قصور'' کے نام سے مرتب فرمایا ہے، جس میں حضرات انبیا علیہم السلام، صحابۂ کرامؓ اور کبار علما وصالحین کے اعتراف قصور کے مؤثر واقعات نقل فرمائے ہیں۔

یہ دونوں رسالے اس قابل ہیں کہ مسلمانوں کی مجلسوں میں باقاعدہ سنائے جائیں، مدارس میں ان کی عصر بعد طلبا کو درساً درساً تعلیم کی جائے، تاکہ ان میں تواضع اور عبدیت پیدا ہو، جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکے۔

مولانا محمد احمد پرتاب گڑھیؒ کے یہ اشعار کس قدر عمدہ اور دل کو تڑپانے والے ہیں!

کبھی طاعتوں کا سرور ہے، کبھی اعتراف قصور ہے
ہے ملک کو جس کی نہیں خبر، وہ حضور میرا حضور ہے
جو ہے اہل عشق کی ابتدا، جو ہے اہل عشق کی انتہا
میں بتاؤں احمد بے نوا، میرا اعتراف قصور ہے

اللہ رب العزت پیر طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم کی خدمات جلیلہ کو شرف قبول عطا فرمائے کہ اس قحط الرجال کے زمانے میں آپ کی ذات والا بہت بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ آپ کے سایۂ پرفیض کو تادیر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین! فقط والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/۱۳ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ، ۱۹ر مئی ۲۰۰۸ء

(۶۷)

نصیحۃ الصالحین

صوفی محمد اسماعیل صاحب مالیرکوٹلہ

ناشر: مجلس معارف کاپودرا، صفحات: ۲۵۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پچھلے سال لندن کا سفر ہوا تو عزیزم حافظ ابراہیم سلمہٗ کے گھر میں کتابوں کی الماری پر نظر پڑی، وہاں ''نصیحت الصالحین'' نامی کتاب رکھی تھی، مؤلف محترم نے اس میں بہت کارآمد اور قیمتی نصائح جمع کر دی ہیں۔

کتاب عرصہ ہوا طبع ہوئی تھی اس لیے خیال ہوا کہ مؤلف محترم جناب صوفی محمد اسماعیل صاحب سے اجازت لے کر اس کو دوبارہ شائع کیا جائے، عزیزم مولانا صلاح الدین سیفی سلمہ اللہ تعالیٰ موصوف سے واقف تھے، اس لیے ان کے ذریعے اجازت طلب کی گئی، الحمد للہ! انہوں نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی۔

فجزاهم الله أحسن الجزاء!

امید ہے کہ یہ کتاب ہر دینی ذوق رکھنے والے مسلمان کو پسند آئے گی، خصوصاً طلبۂ عزیز کے لیے یہ کتاب بہت کارآمد ہوگی ان شاء اللہ! اس کی دوبارہ طباعت میں ہمارے سورت کے بعض مخلصین نے بھی تعاون فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ صالحین کی ان قیمتی نصائح پر عمل کرنے کی سب کو توفیق عطا فرمائے۔

اللّٰهم وفقنا لما تحب وترضى، واجعل آخرتنا خيرًا من الأولى، وصلى الله على رسوله الكريم، وعلىٰ اٰله وأصحابه أجمعين.

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

(٦٨)

معارف مصلح الامتؒ جلد اول

ازحضرت اقدس مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

ناشر: مکتبہ دار المعارف الہ آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب العزت نے برصغیر میں اپنے دین کی حفاظت، علم دین کی نشر و اشاعت، اصلاح باطن اور تقویٰ و طہارت کی فضا پیدا کرنے کے لیے کئی عبقری شخصیات پیدا فرمائیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ سید الطائفہ مہاجر مکی حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تعلیمی، اصلاحی، سیاسی میدانوں میں ایسے عظیم رجال پیدا فرمائے جن کی نظیر اس دور آخر میں مشکل سے لائی جاسکتی ہے۔

حضرت قاسم العلوم مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ اور ان کے رفقا اور مسترشدین نے کتاب وسنت کی تعلیم کی مضبوط بنیاد ڈالی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ اور ان کے شاگردوں نے درس وتدریس کے ساتھ ساتھ استخلاص وطن کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں اور حضرت حکیم الامت، مجدد ملت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے اصلاح باطن اور تصوف وسلوک میں تجدیدی کارنامے انجام دیے، مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کے شاگرد خاص مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ نے عمومی دعوت وتبلیغ کے ذریعہ انقلاب عظیم پیدا فرمایا **رحمهم الله تعالىٰ جميعاً رحمة واسعةً!**

حضرت حکیم الامتؒ نے تصوف وسلوک اور اصلاح باطن کے کاموں کو عام کرنے اور امت کو پاکیزہ اور طریقۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم والی زندگی اختیار کرنے کے لیے عظیم رجال کار پیدا فرمائے، مولانا ظفر احمد عثمانی، مفتی محمد شفیع دیوبندی، مولانا محمد حسن امروہوی، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا مسیح اللہ جلال آبادی، علامہ سید سلیمان ندوی، پروفیسر عبدالباری ندوی، مولانا عبدالماجد دریابادی، ڈاکٹر عبدالحئ عارفی، حکیم الاسلام مولانا محمد طیب قاسمی، حضرت مولانا وصی اللہ الہ آبادی اور مولانا ابرار الحق ہردوئی وغیرہم نے اپنے شیخ کے طریقۂ اصلاح وتربیت کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کی

زندگیوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کردیا۔ **فجزاهم الله عن الأمة خير الجزاء!**

ہندوستان میں پچھلے دور میں مسیح الامت مولانا مسیح اللہ جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابرار الحق ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ اور مصلح الامت مولانا وصی اللہ صاحب الہ آبادیؒ نے امت کی خوب خوب رہنمائی فرمائی، ان میں سے ہر ایک بزرگ کا اپنا طریقۂ اصلاح تھا جو انہی کے ساتھ مخصوص تھا۔

ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

مصلح الامت مولانا وصی اللہؒ کو اللہ تعالیٰ نے جو جذبہ و شوق و اصلاحِ امت کی جو تڑپ اور بے چینی عطا فرمائی تھی، اس کے شاہد اب بھی سیکڑوں افراد موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس خوش نصیب انسان کو آپ کی صحبت میں رہنے کا موقع عنایت فرمایا تھا وہ جانتا ہے کہ حضرت کی زبان مبارک سے کیسے کیسے علوم و معارف کے دریا بہتے تھے، تفسیر و حدیث، اقوال ائمہ اور واقعات سلف کے ذریعہ لوگوں کے قلوب کو مصفی ومجلی فرماتے تھے۔

راقم سطور ۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۵ء جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مدرس تھا اور حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اعظمیؒ (شاگرد مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ) جامعہ میں شیخ الحدیث تھے، عصر کے بعد روزانہ حضرت کی خدمت میں حاضری کا میرا معمول تھا، ایک روز فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی بمبئی تشریف لائے ہیں اور کرلا میں مقیم ہیں، اگر ان سے ملاقات کا ارادہ ہو تو میں حضرت سے اجازت طلب کرلوں، ہم نے عرض کیا: حضرت! اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے؟ چناں چہ حضرت مولانا

ایوب صاحب نے گرامی نامہ تحریر کرکے چار مدرسین کے ہمراہ حاضری کی اجازت طلب فرمائی، حضرت نے بہ واپسی ڈاک اجازت مرحمت فرمائی؛ چناں چہ ہم مولانا ایوب صاحب اعظمی کی سربراہی میں کرلا پہنچے، سامان رکھ کر حضرت کو اطلاع دی گئی، حضرت نے فوراً ملاقات کے لیے بلوایا اور مصافحہ فرما کر سب کی خیریت دریافت فرمائی اور دوسرے کمرے میں آرام کرنے بھیج دیا۔

تھوڑی دیر میں مولانا عبد الرحمٰن جامی صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت نے یہ فرمایا کہ آپ لوگ تین روز میرے مہمان ہوں گے۔

مجلس کا وقت شروع ہوا تو ہم لوگ حاضر ہوگئے، حضرت پر خاص کیفیت طاری تھی اور عجیب وغریب باتیں بیان فرما رہے تھے، ہم میں سے ہر ایک کو یہ احساس ہو رہا تھا کہ ہماری بیماری اور کمزوریوں کی اصلاح فرما رہے ہیں۔

حضرت کی عالمانہ شان پوری طرح جلوہ گر تھی، ''تفسیر روح المعانی'' کی طویل عبارتیں سناتے جاتے تھے، کبھی امام غزالی کی بات نقل فرماتے تو کبھی علامہ شعرانی کا حوالہ دیتے اور کبھی شاہ ولی اللہؒ کی کتابوں کی طرف متوجہ کرتے، مولانا محمد ایوب صاحب بالکل قریب تھے تو ان کے سر پر بار بار ہاتھ مار کر فرماتے ''کچھ سمجھے!'' مولانا سر جھکا کر صرف فرماتے ''جی حضرت!'' ہم لوگوں پر رعب طاری تھا، اور دل تاثر سے عجیب کیفیت محسوس کر رہا تھا، درمیان میں فرمایا: مدرسین اور علما اپنی صحت کا خیال نہیں کرتے؛ حالاں کہ صحت مطلوب شرعی ہے، بہر حال تین روز میں عجیب وغریب مضامین سننے کو ملے۔

مولانا جامیؒ، ڈاکٹر صلاح الدینؒ بھی مجلس میں تشریف فرما تھے، اور بمبئی کے اہل علم اور تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ بھی شامل تھے۔

حضرت کے ملفوظات سے بمبئی والوں نے بہت فائدہ اٹھایا اور بہت سے افراد کی زندگیوں میں تبدیلی آگئی۔

حضرتؒ کی کتابوں اور ملفوظات ''وصیۃ العرفان'' وغیرہ رسالوں میں شایع ہوتے رہے، جس سے دور دور کے لوگوں کو بھی نفع پہنچا۔

اب انہی جواہر پاروں کو شیخ طریقت مولانا محمد قمرالزماں صاحب زیدت مکارمہ نے تسہیل وتشریح کے ساتھ شایع کرنا شروع فرمایا ہے، حضرت والا کو حضرت مولانا وصی اللہؒ کے ساتھ طویل زمانہ تک ساتھ رہنے اور حضرت کے مزاج ومذاق کو سمجھنے کا اور حضرت کے علمی کاموں سے واقفیت کا موقع ملا ہے اور خود مصلح الامتؒ کو مولانا پر مکمل اعتماد تھا، اس لیے آپ سے بہتر مصلح الامت کی باتوں کا اور کوئی شارح نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مدظلہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ پیرانہ سالی اور طویل طویل اسفار کے باوجود حضرت تصنیف وتالیف، تسہیل وتشریح کے کام کو بہت عمدہ طریقہ سے انجام دے رہے ہیں اور شاید یہ مصلح الامت کی توجہ اور ان کی دعاؤں ہی کا ثمرہ ہے، اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو قبولیت عطا فرمائے اور امت کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

احقر: عبداللہ غفرلہ کاپودروی

(۶۹)

حدیث کے اصلاحی مضامین جلد اول

افادات: حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خان پوری دامت برکاتہم

ناشر: شعبۂ فیض محمود سورت، صفحات: ۳۶۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، وعلیٰ اٰلہ وأصحابہ أجمعین.

یہ بات مسلم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، قیامت تک اب کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی ہدایت اور رہ نمائی کے لیے دو مضبوط چیزیں چھوڑی ہیں: کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

قرن اول سے آج تک ہر دور اور ہر علاقہ میں ایسے علما پیدا ہوتے رہے ہیں، جنہوں نے دین کے ان دونوں ماخذوں کی تفسیر وتشریح میں اپنی عمریں تمام کردیں اور امت کے لیے کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کو آسان بنادیا۔ **فجزاهم اللہ عن المسلمین خیرا!**

موجودہ دور میں دنیا کی مختلف زبانوں میں تفاسیر قرآنیہ اور شروحات حدیثیہ کا ایک بڑا ذخیرہ دست یاب ہے اور یہ سلسلہ برابر جاری وساری ہے۔

خدمت حدیث شریف کے سلسلے کی ایک کڑی یہ کتاب بھی ہے جو ’’حدیث کے اسباق‘‘ کے نام سے ہمارے دونو جوان فضلا مولوی عبدالمنان منیار صاحب زادہ اللّٰہ علماً و فضلاً اور مولوی سلمان صاحب منیار سلمہ اللّٰہ تعالیٰ وبارک في علمہ شایع فرمارہے ہیں۔

یہ ’’حدیث کے اسباق‘‘ اس درس کا خلاصہ اور نچوڑ ہیں جو مصلح العلما حضرت مولانا مفتی احمد خان پوری صاحب مدظلہ العالی ہر ہفتہ سورت میں منعقد اصلاحی مجلس میں دیتے ہیں، مولانا موصوف ایک جید الاستعداد اور حدیث وفقہ پر گہری بصیرت کے حامل عالم ہیں اور جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل میں سالہا سال سے درس حدیث وفقہ میں مشغول ہیں اور احادیث کے مفاہیم کو آسان اور عام فہم انداز میں پیش کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص سلیقہ عطا فرمایا ہے، اس لیے ان اسباق کی طباعت ہر خاص وعام کے لیے مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مفتی صاحب مدظلہ کی اس عظیم دینی خدمت کو قبول فرمائے اور امت کو اس سے مستفید ہونے کی سعادت وتوفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

مولانا عبدالمنان صاحب اور مولانا سلمان صاحب سب اہلِ علم اور دینی ذوق رکھنے والوں کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان حضرات نے ان قیمتی افادات کو شایع کرنے کا بیڑا اٹھایا، اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ علامہ بوصیریؒ نے اپنے مشہور قصیدہ میں فرمایا ہے؎

دعا إلی اللّٰه فالمستمسکون به
مستمسکون بحبل غیر منقصم

یقیناً امت اسلامیہ کے لیے اس مضبوط رسی کو تھامنے کے علاوہ نجات کی اور کوئی راہ نہیں۔

مپندار سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے، اور حسن خاتمہ کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین! والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ ۹؍ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ-۹؍فروری ۲۰۰۳ء

(۷۰)

تاثرات بر فیضان محبت

از حضرت اقدس مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

ناشر: مکتبہ دار المعارف الہ آباد

باسمہ تعالیٰ

ذوالمجد والشرف حضرت مولانا قمر الزماں صاحب

أطال اللّٰه بقائکم وعمت فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ایں کہ آں محترم کی گراں قدر تالیف ’’اقوال سلف‘‘ سے بندہ استفادہ کرتا ہے، بزرگان دین کے قیمتی ملفوظات سالکین کے لیے نسخۂ شفا ہیں۔ اب

آں محترم کی تازہ تصنیف ''فیضان محبت'' موصول ہوئی، تو اس کا مطالعہ شروع کیا، سبحان اللہ! کیسی عجیب کتاب ہے کہ سلوک کے بہت سے مسائل سہل انداز میں اشعار کے ذریعہ بیان فرمادیئے ہیں۔ کتاب شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد احمد پرتاب گڑھی رحمہ اللہ کو جو سوز اور درد دل عطا فرمایا تھا اس کا اثر ان کے کلام میں جھلک رہا ہے، آں محترم کی تشریحات نے اس پر چار چاند لگا دئے ہیں۔

کتاب کو پڑھتے پڑھتے بے اختیار سبحان اللہ! الحمد للہ! نکل جاتا ہے، واقعی یہ کتاب مجلسوں میں پڑھنے اور طلبا کو سبقاً سبقاً سنانے کے قابل ہے۔

احوال قلبیہ کی طرف ترغیب کے عنوان کے ماتحت جو اشعار ہیں، ان کو پڑھ کر تو طبیعت مچلنے لگتی ہے، ایسا سرور پیدا ہوتا ہے کہ ان کو بار بار پڑھنے کے باوجود جی نہیں بھرتا، اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت کو بھی شرف قبولیت عطا فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔

اطاعت اور اتباع میں فرق بتایا گیا ہے وہ بھی بہت خوب ہے، بہت سے لوگ شاید اس فرق کو سمجھتے نہیں ہیں۔

بہر حال یہ کتاب علما، طلبا و سالکین سب کے لیے ایک بیش بہا تحفہ ہے؛ مگر افسوس اس کا ہے کہ ایسے شیخ کامل کی خدمت میں رہنے کا موقع نہ مل سکا۔ صرف ایک مرتبہ حضرت اقدس قاری صدیق احمد صاحب زید مجدہم کی معیت میں آں محترم کے آستانہ پر حاضری ہوئی تھی، آپ نے حضرت کی ملاقات وزیارت کرائی تھی؛ مگر وہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شدید علالت کا دور تھا، فقط روئے انور کی زیارت ہو سکی۔ اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ حضرتؒ نے مسرت کا اظہار فرمایا تھا۔

ناچیز اس قیمتی ہدیہ پیش کرنے کا دل سے شکر گزار ہے اور متمنی ہے کہ اپنی خصوصی توجہات اور دعاؤں سے تعاون فرما کر ممنون فرمائیں گے کہ بندہ اپنے اندر بہت کمزوری محسوس کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ بزرگوں کی توجہات سے عمل صالح کی توفیق اور استقامت عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین!

والسلام

احقر عبد اللہ غفرلہ کاپودروی/۱۳رشوال المکرم ۱۴۱۷ھ

(۷۱)

عرفان محبت مع فیضان محبت

از: حضرت اقدس مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھیؒ

وحضرت اقدس مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کا امت مسلمہ پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے امت میں ہر دور میں مصلحین کی ایک ایسی جماعت پیدا فرمائی، جنہوں نے اپنے اپنے طرز سے تزکیہ اور اصلاح قلوب کا فریضہ انجام دیا اور بندگان خدا کو نفس پرستی کی دلدل سے نکال کر خدا پرستی کی پاکیزہ زندگی کی راہ دکھائی۔

ان بزرگوں میں ہر ایک کا رنگ الگ الگ نظر آتا ہے، کسی نے اپنے پُر اثر مواعظ سے لوگوں کی زندگی کو بدلا، تو کسی نے مکتوبات وتالیفات کو اصلاح کا ذریعہ بنایا اور کسی عشق الٰہی کے متوالے نے شاعری کے ذریعہ انسانوں کے مردہ دلوں میں حرارت پیدا کی۔ ع ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است

انہیں اللہ والوں میں ایک روشن نام حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھیؒ کا ہے، جن کے قلب مجلی اور محبت الٰہی کی سوزش نے ایسے عمدہ اشعار کہلوائے کہ انسان ان کو پڑھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ شعرا تو بہت ہیں؛ لیکن جن کے دل عشق الٰہی سے معمور ہوں ان کے کلام میں جو تاثیر ہوتی ہے وہ دوسروں کے کلام میں ممکن نہیں۔

سیماب اکبرآبادی نے صحیح بات کہی ہے کہ ”تاثیر صرف اسی شعر میں پیدا ہوسکتی ہے جو شاعر کے دلی جذبات کا آئینہ اور اس کی کیفیات حقیقی کا ترجمان ہو۔ جب کہنے والا اپنے کلام کا اثر خود اپنے دل ودماغ پر محسوس نہ کرے اس وقت تک وہ دوسروں کی سماعت کو متاثر نہیں کرسکتا۔ ہمیں محسوس شاعری کی ضرورت ہے، مفروضہ خیالات کے اظہار کی ضرورت نہیں“۔ (ماہنامہ شاعر جنوری ۲۰۰۹ء)

اسی کے ساتھ ساتھ طرز پُر اثر، پیرایہ متین، اسلوب نیا، طریقہ اچھوتا، زبان نہ ملایانہ نہ بازاری، روزمرہ درست، محاورات برمحل، ترکیب چست، الفاظ بے ساختہ اور جملے شستہ ہوں کہ نہ حرف دبے نہ زبان الجھے، نیز تقلیدی فضاؤں اور عام موضوعات سے احتراز ہونا چاہیے۔

حضرت اقدس مولانا محمد احمد صاحبؒ کے اشعار کا مجموعہ ”عرفان محبت“ اسی طرز شاعری کا نمونہ ہے، زبان سادہ، تکلف سے عاری؛ مگر مردہ دلوں کو زندگی بخشنے والی اور سرد دلوں کی انگیٹھی کو گرم کرنے والی ہے۔

یہ ناچیز مولانا کے وہ اشعار جب بھی پڑھتا ہے جن کا عنوان ہے ”دوستو زندگی کا پیام آگیا“ تو جھوم جھوم جاتا ہے۔ کیسی پیاری زبان، کتنا سلیس انداز اور حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی برکات کا کس طرح بہترین بیان۔ سبحان اللہ!

لائے تشریف جب سید المرسلین   خلد دنیا بنی وہ نظام آگیا
ظلم رخصت ہوا عدل قائم ہوا   عشق کے ہاتھ میں انتظام آگیا

ان اشعار کی حقیقت سمجھنے کے لیے ہمیں تاریخ کے صفحات الٹنے پڑیں گے کہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دنیا کی کیا حالت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری نے کیا انقلاب پیدا فرمایا۔ بہرحال یہ تو صرف ایک نمونہ ہے، پورے دیوان میں بلند پایہ اشعار موجود ہیں، جن کے ذریعہ عشق الٰہی اور توحید کے دریا بہائے گئے ہیں۔ خود فرماتے ہیں۔

احمد مزے میں آپ ذرا گنگنایئے
اشعار ہی میں عشق کے دریا بہایئے

پھر ان اشعار کو آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مولانا جلال الدین رومیؒ وغیرہم ایسے اصحاب قلوب کے اقوال واشعار کے ذریعہ مؤید

کرنے کا جو کام حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الٰہ آبادی زید مجدہم نے کیا ہے وہ سونے پر سہاگہ ہی ہے۔ حضرت والا نے ''فیضان محبت'' تحریر فرما کر حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کے کلام کو اس طرح واضح فرمایا ہے کہ اس کو پڑھ کر بے اختیار سبحان اللہ زبان پر جاری ہوتا ہے۔

بلا شبہ ''فیضان محبت'' طلبا اور اصحاب ذوق کے لیے بہترین تحفہ ہے، یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کو بار بار پڑھا جائے، محفلوں میں سنایا جائے۔ ''فیضان محبت'' کے مطالعہ سے حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کا مقام بلند اور ان کے افکار عالیہ اور نصائح قیمہ کو سمجھنے میں بہت مدد ملے گی، اور ہمارے جیسے ہزاروں بندگان خدا کو جن کو حضرت رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضری کا موقع نہیں ملا اس کتاب کے ذریعہ حضرت کے ارشادات اور ان کی دلی کیفیات وواردات کو محسوس کرنے کا سامان میسر ہوگا کہ۔

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل
ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ نے جو گل افشانی فرمائی ہے یقیناً اس سے انسانوں کے دل منور ہو جاتے ہیں۔

منور ہوتے ہیں دل نور ایمان سے مبارک ہو
کبھی احمد جو فرماتے ہیں خوش ہو کر گل افشانی

حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب مدظلہ العالی نے ''فیضان محبت'' کے

ذریعہ حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کی دوکان معرفت کے گراں مایہ سرمایہ کو جس طرح تقسیم فرمایا ہے وہ قابل مبارک باد ہے، اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس خدمت عالیہ کا بھرپور بدلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

میں تو اس قابل نہ تھا لیکن جنوں کے فیض سے
کھول دی میں نے بھی احمد اب دوکانِ زندگی

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس دوکانِ زندگی کے فیض سے ہم سب کو مستفید فرمائے اور اپنی معرفت سے ہمارے دلوں کو منور فرمائے۔ آمین!

اللہ اللہ عشق والوں کا ہر نفس ایک پیام ہوتا ہے
کوئی محبوب ماہر ایک ذرہ قابل احترام ہوتا ہے
عشق کی ایک نگاہ سے احمد ذرہ ماہِ تمام ہوتا ہے

والسلام...... احقر عبد اللہ غفرلہ کاپودروی/شوال المعظم ۱۴۳۰ھ

(۷۲)

حیات القلوب

از پیر طریقت حضرت اقدس مولانا محمد قمر الزماں صاحب الٰہ آبادی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللّٰہ تعالیٰ: یاأیہا الذین اٰمنوا استجیبوا للّٰہ وللرسول إذا دعاکم لما یحییکم . الآیۃ (۱)

(۱) الأنفال: ۲۴

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

"تضمنت هذه الآية أمورا، أحدها : إن الحياة النافعة إنما تحصل بالاستجابة لله ورسوله، فمن لم تحصل له هذه الاستجابة فلا حياة له، وإن كانت له حياة بهيمية مشتركة بينه وبين أرذل الحيوانات، فالحياة الحقيقية الطيبة هي حياة من استجاب لله والرسول ظاهرا وباطنا، فهؤلاء هم الأحياء وإن ماتوا، وغيرهم أموات وإن كانوا أحياء الأبدان، ولهذا كان أكمل الناس حياة أكملهم استجابة لدعوة الرسول، فإن كان ما دعا إليه ففيه الحياة".

(الفوائد: ص ۱۳۲)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی دعوت دی ہے اس کو ماننے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے سے حقیقی حیات حاصل ہوتی ہے، اور اگر انسان خواہشات نفسانی کی پیروی کرتا ہے اور معاصی کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور حقیقی حیات سے محروم ہو جاتا ہے۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

رأيت الذنوب تميت القلوب

وقد يورث الذل إدمانها (۱)

(۱) علامہ ابن قیمؒ نے اِعلام الموقعین: ۱/۱۰، زاد المعاد: ۴/۱۸۵ اور مدارج السالکین: ۳/۲۶۴ میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا یہ شعر ان سے اسی طرح نقل کیا ہے؛ البتہ شعب الایمان: ۹/۴۲۲ پر "ويتبعها الذل إدمانها" اور معجم ابن المقري: ۳/۲۷۷ پر " ويورثها الذل إدمانها" نقل کیا گیا ہے۔ اسماعیل عفی عنہ

میں نے دیکھا کہ گناہ انسانی قلوب کو مردہ بنا دیتے ہیں اور ان میں ہمیشہ مبتلا رہنے سے ذلت ملتی ہے۔

چناں چہ صلحائے امت اور مشائخ نے مردہ دلوں کو زندگی بخشنے اور حقیقی حیات کے حصول کے لیے مختلف طریقے بیان کیے ہیں اور اس سلسلہ میں بہت مفید کتابیں لکھی ہیں، خصوصاً حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلفائے عظام اور ان کے متوسلین نے عظیم کارنامے انجام دیے ہیں۔

یک چراغیست کہ از پرتوِ آں
ہر کجا کہ می نگرم انجمنے ساختہ اند

اسی سلسلۂ زریں کے ایک فرد حضرت مولانا محمد قمر الزماں الٰہ آبادی مدظلہ ہیں، جن پر بزرگوں کی صحبت اور توجہات کا خاص اثر ہے کہ آپ اصلاح نفوس وقلوب کے لیے مختلف انداز اور مختلف عنوانات سے کتابیں تالیف فرما کر عظیم الشان کام انجام دے رہے ہیں۔ **فجزاهم الله أحسن الجزاء !**

پیش نظر کتاب "حیاۃ القلوب" میں حضرت مدظلہ العالی نے سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک اصول "الٰہی مقصود من توئی ......" کی دل نشیں تشریح فرمائی ہے، جو سالکین صادقین کے لیے نہایت مفید ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ اس پیرانہ سالی اور مختلف حوادثات میں بھی حضرت اقدس سے جو کام لے رہے ہیں وہ قابل رشک ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت کے ساتھ امت کی اصلاح ورہ نمائی کے لیے طویل عمر عطا فرمائے۔ آمین! والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ ۶ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ مطابق ۴ ر فروری ۲۰۱۷ء

خطبات ومواعظ

(۷۳)

خطباتِ محمود جلد اول

از مفتی محمود صاحب بارڈولی زید مجدہ

سنہ اشاعت: ۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء، صفحات: ۲۳۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذي خلق الإنسان وعلمه البيان، والصلاة والسلام على سيدنا وهادينا محمد بن عبد الله الذي جعله الله بشيرا ونذيرا، وعلى اله وأصحابه الذين كانوا أئمة الهدى. أما بعد!

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرمایا: ﴿**فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم لعلهم يحذرون**﴾

ترجمہ: ایسا کیوں نہ کیا کہ ان کی ہر جماعت میں سے کچھ لوگ (اپنے گھروں سے) نکلے ہوتے کہ دین کی سمجھ پیدا کرتے، اور جب (سیکھ، سمجھ کر) اپنی قوم میں واپس جاتے تو ان کو (نافرمانی خدا سے) ڈراتے؛ تاکہ وہ لوگ (بھی برے کاموں سے بچیں)۔ (پارہ۱۱ر سورۂ توبہ:۱۲۲)

اس مبارک آیت کے نزول سے لے کر آج تک ہر دور کے ملک، ہر طبقہ میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہے ہیں، جو دنیا کے عیش وعشرت کے، جاہ وحشمت کے

راستوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے علوم دینیہ کے سیکھنے سکھانے اور "**تفقه في الدين**" حاصل کرنے اور پھران پاکیزہ علوم کو بندگان خدا تک پہنچانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں۔

الحمدللہ! برصغیر پاک و ہند کے مدارس اسلامیہ میں ایسے علما، فضلا ہمیشہ تیار ہوتے رہے ہیں، جنہوں نے ان علوم قرآنیہ میں مہارت حاصل کر کے دعوت الی اللہ اور "**لینذروا قومهم**" کا فریضہ انجام دیا اور موجودہ دور میں بھی یہ مقدس سلسلہ برابر جاری ہے۔

انہی خوش نصیب اور باسعادت علما میں میرے عزیز فاضل گرامی مفتی محمود صاحب بارڈولی **سلمه اللّٰه تعالیٰ عن جميع الشرور والفتن**، فاضل جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل بھی ہیں، جنہوں نے اپنے مؤقر و محترم اساتذہ سے محنت وتوجہ سے کسب فیض کیا اور پھر فقیہ الزمن حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ سے بیعت واصلاح کا تعلق پیدا فرما کر خلافت سے سرفراز ہوئے اور اب اپنی مادر علمی میں تعلیم وتدریس کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ اور اصلاح معاشرہ کا کام بھی حسن وخوبی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔

موصوف اپنے دھیمے اور شیریں لہجہ اور پُرسوز انداز سے جب وعظ فرماتے ہیں تو سامعین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

قرآن پاک، حدیث شریف، اقوال سلف اور احوال اکابر پر مشتمل مواعظ نہ صرف ہندوستان بل کہ برطانیہ، جنوبی افریقہ، زامبیا، پناما وغیرہ دور دراز علاقوں میں بھی بہت مقبول اور مفید ثابت ہوئے ہیں۔ **الحمد للّٰه علی ذالک!**

موصوف نے سرزمین افریقہ کے ایک ملک ملاوی کا سفر فرمایا تھا، وہاں مسجدوں میں وعظ ونصائح کے ساتھ ساتھ مستورات کے لیے بھی خطابات ہوئے، جس کا بہت نفع محسوس کیا گیا، انہی مواعظ کو اب کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے، قارئین جب اس کا مطالعہ فرمائیں گے تو اس کی افادیت خود ہی محسوس کر لیں گے۔

ع مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

امید ہے کہ ہر جگہ ان سے استفادہ کیا جائے گا، دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب مدظلہ العالی کو ہمت و عافیت کے ساتھ تا آخر دمِ حیات علوم نبویہ کی نشر واشاعت کی توفیق عطا فرمائے اور امت کو قدر دانی اور استفادہ کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

وقل اعملوا فسيرى اللّٰه عملكم.

احقر: عبداللہ غفرلہ کاپودروی
مقیم حال ٹورنٹو
۱۷/رجب المرجب ۱۴۳۲ھ
مطابق ۲۰/جون ۲۰۱۱ء

(۷۴)

خطبات لیسٹر

ازحضرت اقدس مولانا محمد اسرار الحق صاحب قاسمی مدظلہ،صفحات:۱۷۶

اسلام کی تبلیغ واشاعت اور بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ حق دکھانے کے لیے محسن انسانیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مواعظ وخطبات کا سہارا لیا اور اپنے مخصوص لب ولہجہ سے صحابۂ کرامؓ کی اتنی بڑی جماعت تیار کردی کہ تاریخ مذاہب میں جس کی نظیر نہیں ملتی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطابیہ انداز نے ایک ایسا انقلاب برپا کیا جس کے اثرات ذہن وقلوب تک سرایت کر گئے۔صحابۂ کرامؓ نے بھی اسلام کی توسیع واشاعت اور پیغام حق کو عام کرنے کے لیے تذکیر وخطاب کو ہی اپنایا، بلاشبہ بعض شخصیات کی زبان سے نکلی ہوئی بات اپنے اندر تسخیری قوت وصلاحیت رکھتی ہے۔

قرن اول سے ہی داعیان اسلام نے تقریر وتحریر کو ہی دعوت وتبلیغ کا ذریعہ بنایا ہے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔زیر نظر کتاب معروف عالم دین حضرت مولانا محمد اسرار الحق قاسمی کے ان خطبات کا مجموعہ ہے، جو انہوں نے ''الفلاح''، مسجد لیسٹر برطانیہ میں دیے تھے۔اکثر خطاب کا تعلق قرآن کریم کی عظمت،حقانیت اور اس کے معانی ومفاہیم سے ہے۔مولانا نے اپنے خطاب میں بتایا ہے کہ انسان کو زندگی کے ہر شعبہ میں قرآنی اشارات اور مقاصد کو سمجھنا چاہیے اور اس کی روشنی میں اپنی زندگی

گزارنی چاہیے۔یقیناً قرآن کریم ایک مکمل آسمانی کتاب ہے،جس میں مومنوں کے لیے بھرپور رہنمائی موجود ہے۔

حضرت مولانا محمد اسرار الحق قاسمی نے قرآنی علوم پر گفتگو نہایت محققانہ انداز میں کی ہے اور اسلوب وانداز بھی عالمانہ اور ناصحانہ ہے۔مولانا نے جن نکات پر روشنی ڈالی ہے اسے پڑھ کر انسان کے اندر ایمانی حرارت دوڑ جاتی ہے اور بندہ معبود حقیقی کی چوکھٹ پر خود سپردگی کے جذبات سے سرشار ہو جاتا ہے۔مولانا کی اس علمی کارکردگی پر میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یوں ہی اپنی تقریر وتحریر سے اسلام کی تعبیر وتشریح پیش کرتے رہیں اور مسلمانوں کی ہر سطح پر رہنمائی کرتے رہیں۔

مولانا محمد اسرار الحق قاسمی ہندوستان کے طول وعرض میں ایک عرصہ سے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت انجام دے رہے ہیں، اور حالیہ برسوں میں تعلیم کے میدان میں جو خدمات انہوں نے انجام دی ہیں وہ قابل ستائش ہیں۔امید کی جاتی ہے کہ مولانا کی یہ علمی کاوش مسلم سماج میں دینی پاکیزہ فضا کی تشکیل میں مدومعاون ثابت ہوگی،اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

عبداللہ کاپودروی

(مقیم کنیڈا)

۷ر ستمبر ۲۰۰۵ء

(۷۵)

گلشنِ فلاح دارین میں

ازحضرت مولانا محمد سلیم صاحب دھورات مدظلہ
بانی وشیخ الحدیث دارالعلوم ریاض العلوم لیسٹر
ناشر:التزکیہ لیسٹر،صفحات:۴۵
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۰۰۷ء میں حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب زیدمجدہ، بانی ''اسلامی دعوہ اکیڈمی'' اوردارالعلوم ''ریاض العلوم'' لیسٹر، یو۔کے (UK) کا ہندوستان کا سفر ہوا، راقم الحروف بھی کاپودرا میں مقیم تھا۔اس ناچیز کومولانا کی علمی، دعوتی اور عظیم اصلاحی خدمات اوران کے حسن اخلاق کی وجہ سے ان سے بہت ہی تعلق خاطر ہے، موصوف بھی بندے کے ساتھ اسی طرح محبت واکرام کاتعلق رکھے ہوئے ہیں، اسی تعلق ومحبت کے سبب مولانا نے کاپودرا کا سفر بھی فرمایا، ناچیز نے مولانا کی تشریف آوری کوغنیمت سمجھا اورعشا کے بعد جامع مسجد کاپودرا میں مولانا کا اصلاحی بیان طے کردیا، الحمدللہ! مولانا نے بہت قیمتی نصائح سے سامعین کواستفادہ کا موقع عنایت فرمایا۔ **فجزاھم اللّٰہ خیر الجزاء!**

دوسرے دن بندے نے خواہش ظاہر کی کہ گجرات کی معروف درس گاہ ''دارالعلوم فلاح دارین'' ترکیسر میں حاضرہوکراساتذہ سے ملاقات کرلیں، اورطلبۂ عزیزکواپنے ارشادات عالیہ سے مستفید فرمائیں،موصوف نے اس کوقبول فرمایااورہم

اس گلشن علمی میں حاضر ہوئے اور دارالعلوم کے موقر اساتذہ سے ملاقات کرکے طلبۂ عزیز سے اجتماعی ملاقات اور پندونصائح کی غرض سے مسجد دارالعلوم میں جمع ہوئے، جس میں دارالعلوم کے محترم اساتذہ واراکین بھی شامل ہوئے۔

ناچیز نے اختصار کے ساتھ مولانا کی خدمت کا تذکرہ کرکے تعارفی کلمات پیش کیے، اس کے بعد مولانا کا اصلاحی خطاب ہوا، جس میں بہت قیمتی اورمفید باتیں بیان ہوئیں۔اساتذہ میں سے بعض دوستوں نے فرمایا کہ انگلینڈ کی سرزمین پر رہتے ہوئے ایسی صاف اورشستہ اردوزبان اورعمدہ مضامین سن کرہم کومسرت ہوئی۔

دراصل یہ فیض ہے مولانا کے والدمرحوم حافظ ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت ودعاؤں اور''دارالعلوم بری'' کے اساتذہ کی علمی محنتوں اورشفقتوں، نیز مشائخ واکابرین کے ساتھ ربط وتعلق کا، جس کوموصوف برابر قائم رکھے ہوئے ہیں۔شاید ہی کوئی قابل ذکر عالم یا شیخ برطانیہ تشریف لائے ہوں اورمولانا نے ان کواپنے ادارہ میں بلاکراستفادہ نہ کیا ہو، ہندوپاک کے تقریباً سب ہی معروف علما اورمشائخ ''اسلامی دعوہ اکیڈمی'' اور''دارالعلوم ریاض العلوم'' میں تشریف لائے ہیں اوراپنے فیوضات عالیہ سے طلبہ واساتذہ کومستفید فرمایا۔ (**فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ أحسن الجزاء**)

پیش نظر رسالہ ''دارالعلوم فلاح دارین'' ترکیسر ضلع سورت کی اسی مفید تقریر پر مشتمل ہے، جس کوٹیپ ریکاڈر سے بعض مخلصین نے نقل کرکے طبع کیا ہے، مجھےاس کو پڑھنے کا موقع ملا، اور بہت مسرت ہوئی کہ یہ تقریر زیورطبع سے آراستہ ہوگئی اوراس کا نفع جملہ طلبہ کے لیے عام ہوگیا، یقیناً طلبۂ عزیز کے لیے یہ ایک عمدہ تحفہ ہے۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو صحت وعافیت کے ساتھ مدت دراز تک زندہ رکھے اور ان کے علمی، دعوتی اور اصلاحی فیوضات کو چہار دانگ عالم میں پھیلائے، اللہ تعالیٰ ہمارے مدارس کے طلبہ کو اس رسالہ سے استفادہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ان عزیزوں کو بھی اجر عظیم عطا فرمائے، جنہوں نے اس مفید تقریر کو ضبط کیا اور اس کی طباعت میں حصہ لیا۔

فجزاهم الله تعالىٰ عنا وعن جميع المسلمين أحسن الجزاء.

﴿وقل اعملوا فسيرى الله عملكم﴾

والسلام- احقر عبداللہ کاپودروی عفا اللہ عنہ/ ۲۷؍ربیع الاول ۱۴۲۹ھ-۵؍اپریل ۲۰۰۸

(۷۶)

خطبات رشید جلد سوم

از حضرت قاری رشید احمد صاحب اجمیری مدظلہ

شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ راندیر سورت

ناشر: مکتبہ تالیفات شیخ اجمیریؒ راندیر،

سنہ اشاعت: ربیع الاول ۱۴۳۴ھ- جنوری ۲۰۱۴ء صفحات: ۳۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اس رب کریم کے لیے ہیں جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کو قوت گویائی عطا فرمائی، مختلف زبانیں سکھائیں اور بیان اور اظہار مافی الضمیر کی اعلیٰ صفات سے مزین فرمایا، اور درود وسلام ہو خاتم الرسل سیدنا محمد صلی اللہ

علیہ وسلم پر، جن کا ارشاد ہے: " **إن من البيان لسحرا** " آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات گرامی نے فصیح وبلیغ زبان میں احکام الٰہی امت تک پہنچائے اور پھر قیامت تک کے انسانوں تک اس پیغام ربانی کو پہنچانے کی ذمہ داری بھی " **بلغوا عني ولو آية**" فرما کر سپرد فرمائی۔

چناں چہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے دور سے آج تک امت کے علما اور فضلا اس فریضے کو مسلسل ادا فرماتے رہے ہیں، تاریخ میں ان خطبا، واعظین اور مصلحین امت کے نام تفصیل سے مذکور ہیں، جن کی ایمانی خطابت سے ہر دور اور ہر زمانہ میں اصلاح امت کا کام لیا گیا۔

حضرت حسن بصریؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور ابن جوزیؒ وغیرہم سے "**إلى يومنا هذا**" سیکڑوں مصلحین نے اپنی تقریروں اور پرجوش بیانات سے امت کی رہ نمائی فرمائی، ان کے دلوں کی ظلمت کو دور فرما کر ان میں فکر آخرت اور عشق الٰہی کی آگ بھر دی، ان کے سوز جگر نے ہزاروں انسانوں میں حرارت پیدا کردی۔

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دئے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ! کیا آگ بھری ہوگی ؟

ہمارے دور میں علمائے دیوبند وسہارن پور میں ایسے خطبا پیدا ہوئے جن کی پرسوز تقریروں نے ہندوستان کے طول وعرض میں دینی روح پیدا کردی اور یہ سلسلہ الحمد للہ اب تک جاری ہے۔

ہمارے مدارس میں ہمیشہ ایسے علما رہے ہیں، جنہوں نے درس وتدریس

کے ساتھ وعظ وارشاد کے ذریعہ اصلاح امت اور دعوت الی الخیر کا فریضہ انجام دیا ہے۔ **فجزاهم الله خيرا !**

الحمدللہ! گجرات کے مدارس عربیہ میں بھی دینی اور اصلاحی بیداری پیدا کرنے والے مخلص علما اور خطبا کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ **فللّٰہ الحمد والشکر!**

ان ہی قابل قدر خطبا میں دارالعلوم اشرفیہ راندیر کے نوجوان شیخ الحدیث اور خطیب شیریں بیاں حضرت مولانا رشید احمد اجمیری مدظلہ بھی ہیں، موصوف نے اپنے بزرگ اور صاحب نسبت والد مولانا محمد رضا اجمیریؒ سے مدت تک کسب فیض فرمایا اور ”**الولد سر لأبيه**“ کے پورے مصداق بنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو علم وذکاوت کے ساتھ شیریں بیانی بھی عطا فرمائی ہے اور آپ کے بیان اور خطابت سے عوام وخواص محظوظ ہوتے ہیں، خصوصاً نوجوانوں کو آپ کی سادہ اور دل نشیں باتیں، موقع پر ترنم سے پڑھے جانے والے اشعار بہت متاثر کرتے ہیں، ہندو بیرون ہند کئی مجالس میں مولانا مدظلہ کو مدعو کیا جاتا ہے۔

ضرورت تھی کہ مولانا کے یہ بیانات زیور طبع سے آراستہ ہو جائیں، الحمدللہ! اب ان کی طباعت شروع ہوئی ہے اور دو جلدیں طبع ہو کر خوب مقبول ہو چکیں، نیز اب تیسری جلد کی طباعت تیار ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی خوب قبولیت عطا فرمائے اور عامۃ المسلمین اور طلبہ کے لیے مفید بنائے اور آئندہ بھی مزید جلدیں طبع ہوتی رہیں۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۲/ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۸/اکتوبر ۲۰۱۲ء بروز جمعرات

(۷۷)

بزم منور

از حضرت مولانا منور حسین سورتی صاحب مدظلہ

امام وخطیب جامع مسجد بالہم لندن، ناشر: القاسم اکیڈمی پاکستان، صفحات: ۲۴۰

اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے انسانوں کی ہدایت کے لیے پیغمبروں اور رسولوں کو مبعوث فرمایا اور سب سے آخر میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا؛ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی رشد وہدایت کا یہ سلسلہ منقطع نہیں فرمایا بل کہ تعلیم وتذکیر اور اصلاح وتزکیہ کی اس پاکیزہ ذمہ داری کو پوری کرنے کے لیے ہر دور میں مصلحین امت اور مجددین ملت کو پیدا فرمایا، جنہوں نے تعلیم وتبلیغ کے ذریعہ ہزاروں بندگان خدا کو نفس پرستی وکج روی سے نکال کر خدا پرستی اور راستی کی طرف موڑ دیا۔ تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے دور سے آج تک کوئی دور، کوئی صدی مصلحین اور تذکیر وتبلیغ کرنے والوں سے خالی نہیں رہی ۔ ان عظیم المرتبت مصلحین میں بعض بہت ہی ممتاز درجہ کے حامل رہے ہیں، مثلاً حضرت حسن بصریؒ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، امام ابن جوزیؒ، امام محمد بن محمد غزالیؒ کے مواعظ نے لاکھوں انسانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیا۔ آج بھی ان نفوس قدسیہ کے مواعظ کے مطالعہ سے ایمان میں تازگی اور روح میں بالیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔

والله يهدي من يشاء إلى صراط مستقيم .

اسی طرح ہمارے اس آخری دور میں جن برگزیدہ ہستیوں نے اپنے پراثر مواعظ وارشادات کے ذریعہ اصلاح امت کا کام کیا ہے اور دعوت واصلاح کے میدان میں گہرے نقوش چھوڑے ہیں، ان میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا الیاس کاندھلویؒ، مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ اور مولانا احتشام الحق تھانوی، نیز ان کے تلامذہ اور مسترشدین نے ناقابل فراموش کارنامے انجام دیے ہیں۔ **فجزا هم الله عنا وعن جميع المسلمين خير الجزاء !**

ان علمائے امت نے عام مجالس وعظ ونصیحت کے علاوہ خطبات جمعہ کو بھی اصلاح کا ذریعہ بنایا ہے، چناں چہ علمائے حق ہر جمعہ کو خطبہ سے قبل اپنے جامع اور مفید بیانات اور تقریروں کے ذریعہ ہر موقع کی مناسبت سے اردو زبان میں قرآن پاک اور احادیث شریفہ کی تشریح وترجمانی فرما کر دعوت کا کام کرتے رہتے ہیں۔ ان ہفتہ واری خطبات سے بھی بہت سے انسانوں کی زندگی میں تبدیلی ہوتی ہے اور بہت سے غلط افکار وعقائد کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

علمائے ربانیین کے اسی سلسلہ میں ہمارے عزیز مولانا منور حسین سورتی صاحب زادہم اللہ علما وعملاً ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے علم وعمل کی دولت سے نوازا ہے۔ بزرگوں اور اہل اللہ کی صحبت، نیز اکابرین امت کی کتابوں کے مطالعہ کے سبب ان میں فکری اعتدال اور سوز دروں بھی پایا جاتا ہے۔ کئی سالوں سے آپ لندن کی جامع مسجد بالہم میں امامت وخطابت کی اہم ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔ ان کے خطبات

آسان اور عام فہم زبان میں بہت سے مفید مسائل پر مشتمل ہوتے ہیں، جن کو اب بعض قدر دان کتابی شکل میں طبع کر رہے ہیں۔ بندہ نے ان کو مختلف مقامات سے دیکھا، پہلی اور دوسری جلد کو مطبوعہ شکل اور تیسری کا مسودہ دیکھنے کا موقع ملا۔ الحمد للہ! قرآن پاک اور احادیث شریفہ نیز اکابرین کی کتابوں کے حوالہ سے مفید باتیں جمع کر دی گئی ہیں، جو ان شاء اللہ بندگان خدا کی اصلاح کے لیے مؤثر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان خطبات کے ذریعہ تاریک قلوب کو منور فرمائے۔ جن بزرگوں اور اہل علم نے ان خطبات کی تصحیح وطباعت کے لیے سعی مشکور فرمائی ہے وہ سب حضرات بھی ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب محسنوں کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین!

هذا ما عندي، والصواب عند الله العليم الخبير

احقر عبد اللہ کاپودروی غفرلہ

نزیل حال (بولٹن) یوکے

۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ

۱۶/ اگست ۲۰۰۰ء بروز بدھ

(۷۸)

مواعظ اصلاحیہ جلد اول

افادات حضرت اقدس مولانا احمد اللہ صاحب راندیریؒ

سابق شیخ الحدیث جامعہ حسینیہ راندیر

مرتب: مولانا محمد یونس صاحب سورتی مدظلہ، سنہ اشاعت: جولائی ۲۰۰۵ء، صفحات: ۲۷۲

ناشر: مرکزی دار العلوم پال ضلع سورت گجرات

یہ بات مسلّم ہے کہ انبیا علیہم السلام کے زمانے سے جتنا بعد ہوتا جائے گا، لوگوں میں غفلت بڑھتی جائے گی، اس لیے فرمایا گیا کہ:

خیر الناس قرني، ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم (۱) پھر جب سے یورپ کا صنعتی انقلاب آیا اور جدید نظریات دنیا میں پھیلے تو ہر مذہب کے ماننے والوں میں مذہبی جذبہ کمزور ہوتا گیا اور شکوک وشبہات اور مادیت کا ایسا سیلاب آیا کہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ امت مسلمہ کے بھی بہت سے افراد جن کی دینی بنیاد کمزور تھی، اس رو میں بہہ گئے یا عملی اعتبار سے ضعف کا شکار ہوگئے، مادہ پرستی، دنیوی جاہ وحشمت میں مسابقت اور گندی سیاست کے چکر میں اچھے اچھے ذی شعور افراد مبتلا ہو گئے۔

مگر اللہ تعالیٰ کا اس امت پر ایک خصوصی فضل یہ ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے اس امت کی ہدایت اور اس کی ایمانی کمزوری میں قوت پیدا کرنے کے

(۱) بخاری شریف الرقم: ۲۶۵۲

لیے ہر دور میں علمائے صالحین کا ایک ایسا طبقہ پیدا فرمایا، جنہوں نے اپنی پوری زندگی بندگان خدا کو صحیح تعلیم دینے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ابدی پیغام کو سمجھانے اور ان کے دلوں کو مادہ پرستی سے خدا پرستی کی طرف لانے میں صرف کردی، کسی نے خانقاہ میں رہ کر بیعت وارشاد کی راہ سے، کسی نے مدرسہ کی بوریہ نشینی کرکے اور کسی نے علاقہ درعلاقہ اور خطہ درخطہ سفر کرکے بندگان خدا کو دین کی صحیح روشنی بتائی اور ان کو ضلالت کی تاریکیوں سے نور ایمانی تک پہنچایا۔

برصغیر کے مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ یہاں ایسے ایسے اہل اللہ اور علما و مجاہدین پیدا ہوئے جنہوں نے ہر نازک موقع پر ملت کی رہنمائی فرمائی، مدارس کا جال بچھایا، ہر زبان میں دینی کتابوں کو پھیلایا اور مختلف مواقع پر دینی جلسوں میں پُر اثر تقاریر کے ذریعہ دینی دعوت کا سلسلہ جاری کیا۔

کسی بندۂ خدا کو مدرسہ نے درست کیا تو کسی کو دینی رسالہ یا کتاب نے خدا تک پہنچایا، تو کوئی سعادت مند مؤثر تقریر کے ذریعہ تائب ہوکر صحیح زندگی کی طرف آیا، اس قسم کے ہزاروں واقعات مشہور ہیں۔

خطۂ گجرات میں بھی بہت سے علمائے کرام اس اہم دینی کام اور اصلاح امت کے فریضے میں قابل قدر خدمات انجام دیتے رہے ہیں، خصوصاً علمائے راندیر کی دینی خدمتوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، جنہوں نے اس خطہ میں عقائد صحیحہ اور احکامات دینیہ کو عام کرنے کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور بہترین جزا عطا فرمائے۔

انہیں علمائے مجاہدین میں حضرت مولانا احمد اللہ صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامعہ حسینیہ راندیر ہیں، جو نہ صرف گجرات بل کہ ہندوستان کے مشہور مقررین میں شمار کئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جہاں علم حدیث وتفسیر میں ان کو کمال عطا فرمایا ہے تو دوسری طرف بہترین خطابت کے وصف سے سرفراز فرمایا ہے۔

اس ناچیز کو حضرت موصوف کی بہت سی تقریریں سننے کا موقع ملا، بعض دفعہ تقریر اس قدر پُر درد اور مؤثر ہوتی ہے کہ سامعین بے اختیار چشم پُرنم ہوجاتے ہیں اور دل پر قابو رکھنا مشکل ہوجاتا ہے، آیات قرآنیہ کی تلاوت ایسے پُر سوز لہجہ میں فرماتے ہیں کہ قلب متاثر ہوجاتا ہے اور موقع بہ موقع اکبر الہ آبادی کے اشعار اس انداز سے پڑھتے ہیں کہ روح میں تازگی پیدا ہوجاتی ہے۔

اکثر دیکھا گیا کہ دو گھنٹے یا اس سے زیادہ وقت ہوگیا؛ مگر مجمع پُرسکون اور پوری توجہ سے موصوف کا وعظ سنتا رہا اور اس طرح ہزاروں بندگانِ خدا کے ایمان میں تازگی پیدا ہوئی ہے۔

قابل صد مبارک باد ہیں مولوی محمد یونس سورتی صاحب، اللہ ان کی خدمات کو قبول فرمائے، جنہوں نے ہمت کر کے مولانا موصوف کے ان قیمتی مواعظ کو بہت مشقت ومحنت سے کتابی شکل میں شائع کرنے کا عزم فرمایا اور اس کا پہلا حصہ شائع بھی کر دیا، حضرت موصوف کی تقاریر کا یہ مجموعہ عوام اور خواص میں مقبول ہوا اور مطالبہ ہوا کہ حضرت اقدس کے دیگر مواعظ بھی شائع ہوں تا کہ نفع عام وتام ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ مولوی یونس صاحب کو ہمت وتوفیق عطا فرمائے کہ وہ اس گراں قدر سرمایہ کو قوم وملت کے سامنے پیش فرماتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا احمد اللہ صاحب مدظلہ کو بھی صحت کاملہ عطا فرمائے اور ان کا فیض تادیر جاری وساری رہے۔ **وما توفيقي إلا بالله**

عبداللہ غفرلہ/۱۳؍محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

(۷۹)

خطبات حنیف جلد دوم

افادات حضرت مولانا محمد حنیف صاحب لوہاروی مدظلہ

شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ گجرات

مرتب: مولانا جنید پٹیل ومولانا جاوید مہاراشٹری

سنہ اشاعت: ۱۴۳۰ھ- مطابق ۲۰۰۹ء، صفحات: ۳۶۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل فرمایا، جس میں ارشاد فرمایا: ”**يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك**“، حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم خداوندی کی زندگی کے آخری لمحے تک تعمیل فرمائی اور جب جب ضرورت پیش آئی صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ”مسجد نبوی“ **علی صاحبه ألف ألف صلاة** میں جمع فرمایا اور خطاب کے ذریعہ احکام خداوندی کی تبلیغ فرمائی، آپ کے خطبات احادیث اور سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد خلفائے راشدین نے بھی یہی طریقہ اپنایا اور یہ سلسلہ ہر دور میں برابر جاری رہا، ہر صدی میں مسلمانوں میں بہترین خطبا پیدا ہوئے اور انہوں نے امت کی رہ نمائی کے لیے خطابت کو وسیلہ بنایا۔

پچھلے دور میں برصغیر میں نامور خطبا پیدا ہوئے، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندیؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مولانا محمد علی جوہرؒ صف اول کے خطبا میں شمار ہوتے تھے۔

سرزمین گجرات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہترین خطبا اور مقررین پیدا ہوئے، مولانا احمد اللہ صاحب راندیریؒ، مولانا احمد اشرف راندیریؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا رضا صاحب اجمیریؒ، مولانا ابرار احمد دھولیویؒ، مولانا محمد عمر پالنپوریؒ، مولانا احمد لاٹ صاحب مدظلہ اور مولانا ابراہیم دیولہ صاحب مدظلہ وغیرہم کے اسمائے گرامی تقریر وخطابت میں معروف ومقبول ہیں۔

الحمدللہ! داعیان حق کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے، موجودہ دور میں مولانا محمد حنیف صاحب لوہاروی شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ کھروڈ کا فیض نہ صرف ہندوستان بل کہ افریقہ، برطانیہ، کینیڈا اور پناما وغیرہ کئی ملکوں میں جاری ہے، مولانا مدظلہ کے بیان کی خوبی یہ ہے کہ آسان زبان میں قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے مستند واقعات بیان فرماتے ہیں، اسرائیلی اور موضوع احادیث سے کلی اجتناب فرما کر مؤثر بیان فرماتے ہیں، حضرت مدظلہ کا اصلاحی تعلق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس

صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ ہے، اس لیے شیخ کی توجہات اور ارشادات سے قلب کو روشن کیے ہوئے ہیں اور دل کی گہرائی اور دینی سوز ودردمندی سے بیان فرماتے ہیں، اس لیے لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ ''ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد'' کے مطابق مولانا صاحب کا خطاب موثر ہوتا ہے۔

جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی عمر اور علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور امت کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

قارئین کے سامنے مولانا مدظلہ کی تقریروں کا یہ مجموعہ عزیزم مولوی جنید صاحب کٹھوروی سلمہٗ نے پیش فرمایا ہے جو ایک قیمتی تحفہ ہے، اللہ تعالیٰ دارین میں ان کو اس خدمت پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

هذا ما عندي، والله أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمأب.

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۱۲/ ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ

۸/ دسمبر ۲۰۱۴ء

(۸۰)

لوامع الخطبات في جوامع الجمعات

لفضيلة القاري والمقري عبد العزيز بن محمد ا لديولوی الفلاحی حفظه الله

الناشر:لجنة القرا ء دارالعلوم فلاح الدارين بتركيسر

عدد الصفحات: ۲۲۱، الطبعة الأولیٰ ۱۴۳۸ھ – ۲۰۱۷ء

الـحـمـد لـلّٰـه رب الـعـالـمـيـن، والصلاة والسلام على سيد الـمـرسـلـيـن، سيدنا محمد صلى اللّٰه عليه وسلم وعلى أله وأصحابه أجمعين إلى يوم الدين.

أمـا بـعـد! فـمن نعم اللّٰه تعالیٰ على هذه الأمة أنه أعطاها أياما مـخـصـوصة تـحـمل فضائل جمة كيوم الجمعة ويومي العيدين ويوم العرفة، وألزمهم أن يجتمعوا يوم الجمعة في المسجد الجامع، وسن لهـم أن يستـمـعـوا خـطبة الجمعة، فإمام الجمعة يخاطبهم ويرشدهم بـضـوء الـكـتـاب والسـنـة إلى أحكام الدين، وإلى مافيه مصالحهم من أمـور الـدنـيـا والـديـن، والـمـسـلـمون يجتمعون في المسجد الجامع ويتـعـارفـون بـعـضهـم بـعـضاً، ويوثق ترابط بيهنم ويتعلمون أحكام الشريعة الإسلامية .

فـالـخـطـبـاء والأئـمة يـختارون موضوعات مناسبة لأيام الشهور والسنة، ويلقون الضوء على المسائل الضرورية التي تحتاج الأمة إليها.

فبيـن يـدي الـقارئ مجموعة من الخطب المفيدة التي ألقاها أخـونـا الـفـاضـل الـمـقري الشيخ عبد العزيز الفلاحي الديولوي في مسـاجـد مختلفة وأما كن شتى، وهي خطب مفيدة للطالبين والأئمة، فـجـزاه الـلّٰـه تـعالیٰ أحسن الجزاء، وبارک في علمه وعمله، ووفقه لـمـزيـد مـن مثـل هـذه الـخـدمـات الدينية، واللّٰـه ولي التوفيق، هذا ماعندي، واللّٰه أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمأب.

أخوكم في اللّٰه : عبد اللّٰه غفرله

۷/جمادی الأخریٰ ۱۴۳۸–۸/مارس ۲۰۱۷

(۸۱)

جواہرعلمیہ ثانی المعروف بہ ضربِ کلیم جلد ثانی

افادات: حضرت مفتی محمد کلیم صاحب لوہاروی مدظلہ

ناشر: مکتبہ عزیزیہ راندیر

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم

الـحـمـدلـلّٰـه رب الـعـالـمـيـن، والصلاة والسلام على سيد المرسلين، الداعي إلى اللّٰه وإلى صراط مستقيم، وعلى اٰله وأصحابه هداة الدين القويم، وعلى من تبعهم إلى يوم الدين .أما بعد!

اللہ رب العزت نے فرشتوں کونور سے پیدافرمایا اوران کی فطرت میں

اطاعت وفرماں برداری کا مادہ رکھا، وہ اللہ کے حکم کی بجا آوری میں ذرہ برابر کوتاہی نہیں کرتے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿لا یعصون اللّٰہ ما أمرھم ویفعلون ما یؤمرون﴾

(سورۃالتحریم: ۶)

دوسری مخلوق جنات ہے، جس کی سرشت میں تمرد وعصیان ہے، ان کی اکثریت احکام الٰہی سے روگردانی کرنے والی ہے، تیسری مخلوق انسان ہے، ان کی فطرت میں دونوں چیزیں رکھی گئی ہیں، جب وہ اطاعت پر آتی ہے تو فرشتوں سے آگے بڑھ جاتی ہے اور نافرمانی کی طرف رخ کرتی ہے تو شیطان کو شرمندہ کردیتی ہے، اس تیسری مخلوق کو گمراہی اور بے راہ روی سے بچانے اور اس کو سیدھے راستے پر چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیشہ پیغمبروں اور رسولوں کو مبعوث فرماتے رہے، جیسے ارشاد فرمایا: **﴿ثم أرسلنا رسلنا تترا﴾** (پ:۱۸/رکوع ۳)

اس سلسلۂ رسالت کا اختتام خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگیا، ہدایت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی یہ ذمہ داری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ڈالی گئی: **﴿کنتم خیر أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر﴾** (الآیة)

چناں چہ قرون اولی سے لے کر آج تک کوئی دور، کوئی ملک، کوئی قوم مصلحین اور دعوت حق سے خالی نہیں رہی، امت میں ہمیشہ ایسے علما وصلحا پیدا ہوتے رہے جنھوں نے اصلاح وہدایت کا فریضہ پوری دیانت داری اور اخلاص سے ادا کیا،

انہی دعاۃ حق میں حضرت مولانا مفتی کلیم صاحب لوہاروی (مہاراشٹر) مدظلہ کی ذات گرامی بھی ہے، موصوف گجرات کے قدیم ترین اور معروف ''دارالعلوم اشرفیہ راندیر'' کے استاذ حدیث اور مفتی ہیں، درس وتدریس اور افتا کی اہم ذمہ داری کے ساتھ آپ امت اسلامیہ کو اپنے رب کی تعلیم پر عمل کرنے اور زندگی کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق گزارنے کی طرف اپنے موثر بیانوں کے ذریعہ متوجہ فرماتے رہتے ہیں، زبان سادہ اور عام فہم ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے ہر طبقہ کے لیے یہ بیانات مفید ثابت ہوتے ہیں، احباب اور اہلِ تعلق کے شدید تقاضوں کی وجہ سے اب ان تقریروں کو ٹیپ سے نقل کر کے ''ضرب کلیم'' کے نام سے شائع کیا جارہا ہے، اس کتاب کے بارے میں ملک کے چیدہ اور فاضل علمائے کرام نے اپنے تاثرات تحریر فرمائے ہیں جو کتاب کے شروع میں پڑھے جاسکتے ہیں، ان اکابر امت کی قیمتی تحریروں کے بعد مجھ جیسے کم علم شخص کا کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانے کا مصداق ہے، مگر مولانا مدظلہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہ چند سطریں لکھ دی ہیں، اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور امت کو ان کے علم وعمل سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ **آمین یارب العالمین!**

هذا ما عندي، والصواب عند اللّٰه تعالیٰ.

نوٹ: ''ضرب کلیم''، حکیم مشرق ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی مشہور کتاب ہے، اس لیے اگر ''ندائے کلیم''، نام تجویز ہوتا تو بہتر ہوتا تاکہ قارئین کو اشتباہ نہ ہوتا۔ والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/۴/ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ-۱۱/نومبر ۲۰۱۱ء

(٨٢)

الخطب الأحمدية

لفضيلة المقري أحمد علي الفلاحي حفظه اللّٰه

الناشر: مجلس فیض سلیمانی ٹرسٹ

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم

إن الاسلام جعل الخطابة شعار كل إمام في المناسبات الدينية كالجمعة والعيدين والحج،والتحريض على الجهاد والدعوة إلى تعميم فضيلة أوللنهي عن المنكر، أوللإعلان عن وصية دينية إلى غير ذالک من الأمور المهمة.

ولأهمية دورالخطابة في تزكية النفوس وإصلاح المجتمع أن سفراء رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إلى القبائل والملوک لدعوتهم إلى الإسلام، وكذالک خلفاء ه صلى اللّٰه عليه وسلم من بعده كانوا خطباء بلسان عربي مبين وبأسلوب بليغ أخاذ، فاستخدموا هذه الموهبة في شرح حقائق الإسلام بالحجج الدامغة من النقل والعمل، وترغيب الجمهور في الثواب وترهيبهم من العقاب، وكان لهولاء الخطباء من القرآن الكريم والسنة المحمدية والاستنارة من مشكاتهما مددلاينفد ومعين لاينضب .

وكان مما تمتاز به الخطابة عامة وفي مناسبة الجمعة خاصة في صدر الإسلام وعصره الذهبي، إنها كانت تساعد وترشد المسلمين في حل قضاياهم ومعضلاتهم الدينية والاجتماعية والسياسية، وكانت الجمعة تكو ن مناسبة أسبوعية للتزودمن الشحن الإيماني المحرک الذي يكاد أن يضمحل بتاثير من المغريات الشيطانية طوال الأسبوع، فيعود بالاستماع إلى الخطبة دفاعا إلى الخير ورداعاعن الشر، وكما ذكر ته انفا أن الأمر الذي أكسب خطبة الجمعة هذه المزية هو كو نها ملائمة للظروف والأوضاع القائمة، وزد علي هذا كون الخطيب مطلعاعلي تلک الأوضاع، متحليا باللباقة الخطابية، ومتمتعا بالموهبة البلاغية.

وكما قلت: إن الخطابة لا زالت تلعب دورهاالمنشود في صدر الإسلام وعصره الذهبي، ولكنها عادت في عصر التخلف ورواسب الانحطاط مثل كثير من الفنون الكلامية الأخرى جامدة هامدة زاخرة بالصناعات اللفظية وعارية من الحماس والروح والوجدان، ولم تتجاوز عن كونها عبارات تحفظ وتقرأ وترددفي كل أسبوع، لاعلاقة لهابشئون المجتمع وقضاياه. فلا فيها تشحيذ ولاتحريک ولا دفع الهم ولا إيقاظ الوعي الديني الصحيح الملائم للظروف وتطورات العصر ومستجداته .

وأخيرا منذ أن أخذت الأمة الإسلامية تستنهض من سباتها العميق، وطفقت تستوعب من الوعي الصحيح في شئو ن الحياة المختلفة، وتلمس وتلاحظ الصحوة الدينية في الأوساط الإسلامية، إن خطبة الجمعة أيضامن حسن حظ الإسلام والمسلمين بدأت تعطي لها عناية .فيعدها الخطباء ملائمة للظروف، فيها توجيه ووصية ونصيحة تساعدالمسلمين علي الخروج من الأزمات والمشاكل السياسية والاجتماعية والأخلاقية .

وإن هذه المجموعة من الخطب التي يريد أخونا الكريم أحمد علي بن حسين علي من أهل بومبائي، ومن متخرجي دارنا فلاح الدارين تر كيسر، طبعها، إنها جهد متواضع ومحاولة ضئيلة، إذهو عمل امر ئ لايزال طالب علم بمدرسة دينية؛ ولكنها محاولة قيمة على كل حال في إعادة خطبة الجمعة إلى مسارها الطبيعي المنشود، وإطلاقها من القيود من محاكاة وترداد المطبوع منها قبل قرون، والله أسأل أن يجعلها نافعة فلينتفع بها الخطباء أيام الجمع ويجعلوا هذاالعمل أسوة لهم في إلقاء الخطب وإعدادها حسب الظروف والمقتضيات .

والله من وراء القصد، والهادي إلي سواء السبيل.

(۸۳)

مختصر دینی بیانات

از حضرت مولانا اقبال صاحب دیولوی فلاحی ندوی مدنی مدظلہ
استاذ حدیث دار العلوم فلاح دارین ترکیسر

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمد ہ ونصلي علی رسوله الکریم!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے آخری نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ﴿هو الذي بعث في الأميين رسولا منهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة﴾ (سورۂ جمعہ، پارہ اٹھائیس)

تلاوت آیات، تزکیۂ نفس، تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت یہ چاروں اہم فرائضِ نبوت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل طور پر انجام دیے اور حجۃ الوداع میں آپ نے اپنے جاں نثار اصحاب سے اقرار لیا کہ " ألا هل بلغت " اور اس کے بعد تا قیامت اس کام کو انجام دینے کی ذمہ داری سپرد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "فليبلغ الشاهد الغائب " اور کسی جگہ ارشاد فرمایا" بلغوا عني ولو آية " .

تاریخ شاہد ہے کہ قرن اول سے لے کر موجودہ دور تک کوئی عہد ایسے علما اور دعاۃ الی اللہ سے خالی نہیں رہا جنہوں نے تعلیم کتاب، تزکیۂ نفس اور اشاعت سنن کی جدو جہد نہ فرمائی ہو۔ انہی علمائے عاملین کی محنتوں کا یہ ثمرہ ہے کہ ہزاروں مخالفانہ

سازشوں اور معاندانہ حرکتوں کے باوجود الحمدللہ! یہ دین اپنی اصلی شکل میں باقی ہے، اس امت میں جب بھی کوئی نیا فتنہ اٹھا یا کسی بددین نے دین میں نئی راہ پیدا کی، علمائے حق نے اپنی پوری طاقت سے اس کو ختم کرنے اور سنت صحیحہ کو رائج کرنے کی محنت فرمائی اور یہ سلسلہ ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس دور میں بھی مدارس عربیہ کے فضلا کار نبوت کے ان تمام شعبوں کے لیے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ **تقبل اللّٰہ مساعیھم** چناں چہ پیش نظر تقریروں کا مجموعہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔عزیزم مولانا محمد اقبال فلاحی ثم ندوی ثم مدنی سلمہٗ استاذ دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر صاحبِ علم وفضل اور دین کا درد رکھنے والے صالح عالم ہیں۔مولانا موصوف مختلف مقامات پر تشریف لے جا کر جمعہ سے قبل مختصر مگر جامع بیان فرماتے رہے۔مولانا کے بیانات میں آیات قرآنیہ کی تفسیر اور احادیث نبویہ صحیحہ کی تشریح کے ساتھ بزرگوں کے اقوال وغیرہ مفید باتیں ہوتی ہیں جو امت کے لیے یقیناً نافع اور اصلاح معاشرہ کے لیے رہ نما بن سکتی ہیں۔

ہمیں مسرت ہے کہ ان مفید تقریروں کا یہ مجموعہ اب زیور طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ مولانا مدظلہ کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے اور امت کو استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

وآخر دعوانا أن الحمدللّٰہ رب العالمین

عبداللہ غفرلہ کاپودروی/۱۲/ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ-۸/مارچ ۲۰۰۱ء بروز پنج شنبہ

(۸۴)

تحفۂ گجرات

از حضرت اقدس مولانا محمد رابع صاحب حسنی ندوی دامت برکاتہم، صفحات:۸۷

ناشر:مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوہ کیمپس لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، وعلی الہ وصحبہ أجمعین، وعلی من تبعھم بإحسان إلی یوم الدین. أما بعد!

۲۴/صفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۹/جنوری ۲۰۱۲ء بروز پنج شنبہ ممبئی حاضری ہوئی، اتفاق سے یہاں اردو کتابوں کے میلے کی اطلاع ملی تو نمائش گاہ میں پہنچے، خوش قسمتی سے وہاں مولانا محمود حسنی صاحب ندوی سلمہٗ سے ملاقات ہوگئی اور آپ نے حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا محمد واضح رشید ندوی زید مجدہ کی ممبئی میں موجودگی کی اطلاع دی، جس سے دلی مسرت ہوئی اور عصر کے بعد حضرت کی ملاقات وزیارت کے لیے محترم محمد بھائی آندھرا ٹرانسپورٹ والے صاحب کے دولت کدے ''سہاگ پیلس'' جا کر ملاقات کا شرف حاصل کیا، از راہ کرم حضرت مولانا سید محمد واضح رشید صاحب حفظہ اللہ نے حضرت مولانا سید محمد رابع زید فضلہ کے سفر گجرات کی پانچ تقریروں کا مسودہ پیش فرمایا، جو گجرات کے مختلف مدارس میں علماو طلبا اور دیگر حاضرین کی سامنے کی گئی تھیں۔

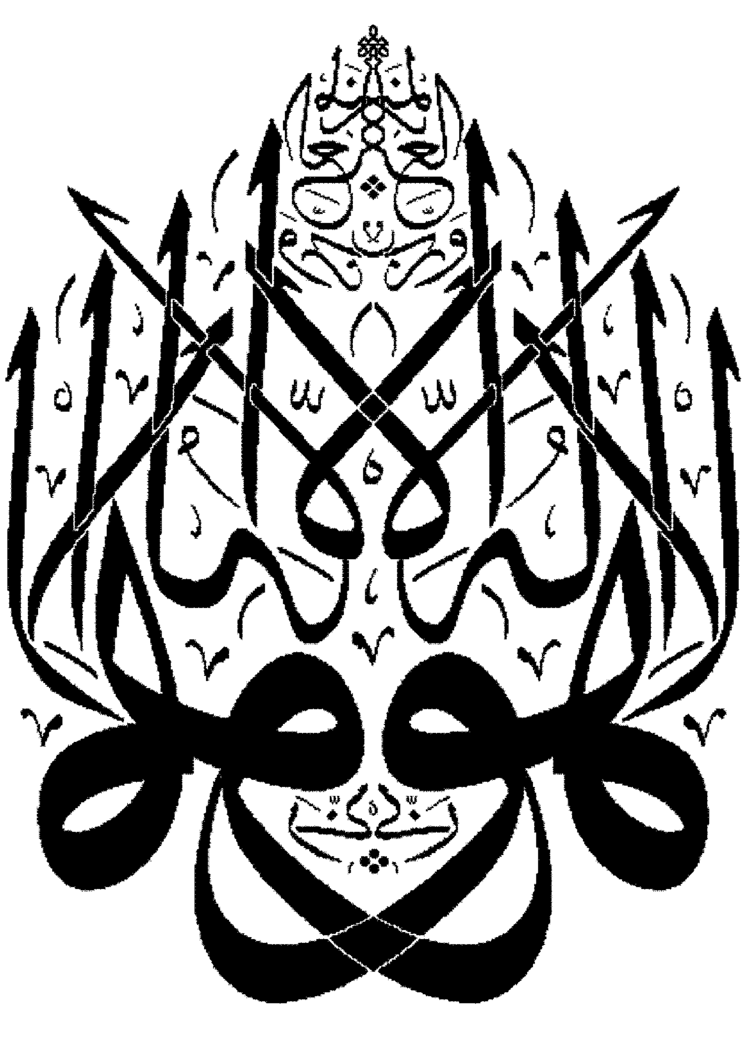
حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب مدظلہ ناظم ندوۃ العلما لکھنؤ وصدر مسلم پرسنل لابورڈ درس وتدریس،تصنیف وتالیف اور دعوت وتبلیغ کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں، نیز حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے ساتھ طویل عرصہ تک رفاقت وصحبت کی وجہ سے امت مسلمہ کے مسائل اور عالمی حالات پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں، اور اعتدال پسندی وسلامتیٔ فکر تو مولانا مدظلہ کو ورثہ میں ملی ہے، چناں چہ حضرت مولانا مدظلہ جہاں کہیں تشریف لے جاتے ہیں وہاں پوری دردمندی کے ساتھ اخلاص نیت، دینی مدارس کی اہمیت اور اکابرین امت کی قربانیوں کا ذکر فرماتے ہیں، نیز اسلامی تاریخ سے سبق آموز واقعات بیان فرما کر مستشرقین اور دیگر اعدائے اسلام کی دسیسہ کاریوں پر سے پردہ اٹھاتے ہیں؛ تاکہ طلبائے مدارس اور دین پسند لوگ گمراہی سے بچ کر سلف صالحین کے طریق پر زندگی گزار سکیں اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر اپنے آپ کو ہر طرح کی دنیوی لالچوں سے بچا کر دین کے لیے وقف کرسکیں۔

حضرت مولانا مدظلہ کے یہ گراں قدر ارشادات طلبائے مدارس اور عامۃ المسلمین دونوں کے لیے نہایت مفید ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مدظلہ کو عافیت کے ساتھ طویل عرصہ تک ان خدمات میں مشغول رکھے۔آمین!

ہمیں فاضل وصالح ندوی عالم سید سبحان صاحب ندوی بھٹکلی سلمہ اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے حضرت مولانا مدظلہ کے ان قیمتی ارشادات کو ٹیپ سے نقل کروا کر استفادے کے قابل بنایا ہے۔ **فجزاہ اللہ خیرا لجزاء !**

اللہ تعالیٰ مولانا مدظلہ کی ان دردمندانہ نصائح کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم سب کو استفادے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین! فقط والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ نزیل حال ممبئی ۲۰۱۲ء



اسلامیات

(۸۵)

معاشرہ اور اسلام

از حضرت مولانا محمد اسرار الحق صاحب قاسمی مدظلہ، صفحات: ۲۲۴

ناشر: آل انڈیا تعلیمی وملی فاؤنڈیشن نئی دہلی

" **الدین النصیحة** " (۱) دین خیر خواہی کا نام ہے اور خیر خواہی انسانیت کی بنیاد پر لوگوں کا بھلا چاہنا ہے، چاہے اس کا تعلق دنیا سے ہو، آخرت سے ہو، معاش سے ہو کہ معاد سے، اپنوں سے ہو کہ غیروں سے، رنگ ونسل اور اونچ نیچ کی تمیز کیے بغیر انسانیت کی بھلائی کے لیے کام کرنا ہی خیر خواہی ہے۔ اس کام کو سب سے بہتر اور عمدہ طریقہ پر اللہ تعالیٰ کے فرستادہ انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے عہد اور زمانہ میں انجام دیا اور جب رسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کام کو اس عمدگی سے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سیرت اور زندگی کو آنے والی نسلوں کے لیے اسوہ اور نمونہ بنا دیا اور ان کی اتباع اور پیروی کو لازم قرار دیا اور اپنے حبیب کی زبان سے کہلوا دیا ' **علیکم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدین** " (۲) (تمہاری کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ میرے طریقے پر چلو اور ساتھ ہی میرے صحابہؓ کے طریقہ کو بھی اختیار کرو۔)

---

(۱) مسلم شریف، الرقم: ۲۰۵ (۲) شرح معاني الآثار للطحاوي، الرقم: ۱۱۸۶

صحابۂ کرامؓ کی عملی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا عکس تھی، اس لیے جہاں بھی گئے، لوگوں کو ان کی زندگی اور بود و باش نے متاثر کیا اور لوگ جوق در جوق دامن اسلام میں داخل ہوتے گئے، اب جب کہ ہماری زندگی کے ظاہر و باطن میں یکسانیت نہیں رہی، قول و عمل میں تضاد پیدا ہوگیا، نفاق اور بدعہدی عام ہوگئی۔ ضروری تھا کہ اللہ کے کچھ نیک بندے میدان عمل میں قدم رکھیں اور لوگوں کے سامنے کردار کی، حسن اخلاق کی، معاملات اور عبادات کی صحیح تصویر پیش کریں۔

مولانا اسرار الحق قاسمی کی زندگی کا ہر باب روشن اور تابناک ہے، ان کی نگاہ دوررس نے مسلمانوں کی معاشرتی، سماجی، عائلی اور سیاسی زندگی کو قریب سے دیکھا اور پڑھا ہے اور زندگی کا ایک طویل عرصہ خدمت خلق میں گزرا ہے۔ مولانا جہاں امت کی معاشی زبوں حالی اور تعلیمی پس ماندگی کو دور کرنے کے لیے ہمہ تن متوجہ ہوکر ہر ممکن کوشش میں لگے ہوئے ہیں، وہیں بنی نوع انسان کی اخلاقی، عائلی اور معاشرتی زندگی میں بہتری کے لیے ان پھولوں کو چننے کی بھی کوشش کی ہے، جن کی خوشبو سے ہمارے دل و دماغ معطر ہوں اور پھر وہی سکون، اطمینان، پیار و محبت، بھائی چارگی اور ہمدردی و غم گساری کی فضا قائم ہو جو انسانیت کے لیے رحمت ہے۔

مضامین کو پڑھنے سے پورے انسانی معاشرہ بالخصوص امت اسلامیہ سے متعلق مولانا کے سوز دروں اور ان کی بے چینی اور تڑپ کا صاف طور پر اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کس قدر اصلاح انسان کے لیے بے چین اور مضطرب ہیں، اور اس کے لیے کیا کچھ کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان کوششوں میں اخلاص پیدا

کرے اور اس کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح کا کام مزید لے اور دارین کے لیے کامیابی و کامرانی کا سامان بنائے۔ آمین!

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ حال مقیم کینیڈا

۴؍شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ-۹؍ستمبر ۲۰۰۵ء

(۸۶)

اسلام اور جدید ذرایع ابلاغ

ازمولانا مفتی مجتبیٰ حسن قاسمی زید مجدہ/ ناشر: دار العلوم مدنی دار التربیت کرمالی

سنہ اشاعت: جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ-اپریل ۲۰۱۲ء، صفحات: ۲۰۸

الحمد لله الذي علم الإنسان مالم يعلم، والصلاة والسلام على نبيه الأكرم، وعلى آله وأصحابه هداة الأمم، وعلىٰ من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد.

ہر دور اور ہر زمانے میں بنی آدم نے اپنے خیالات و افکار کی تبلیغ و ترسیل کے لیے مختلف ذرایع اور وسائل کو استعمال کیا ہے، عربوں میں اپنے افکار و نظریات کو پھیلانے کے لیے خطابت اور شعر و شاعری کو اہم وسیلہ سمجھا گیا تھا، اپنے قبیلے کے مفاخر بیان کرنے کے لیے فصیح اللسان خطبا اور نامور شعرا کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں، عربی ادب کی کتابیں ان کے خطبات اور مدحیہ و ہجویہ شاعری کے نمونوں سے بھری پڑی ہیں۔

عرب کی بنجر سرزمین پر جب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی دعوت شروع فرمائی اور لوگوں کو نوائے حق سنانا شروع کیا تو مشرکین کی صفوں میں کھلبلی مچ گئی اور اس آوازِ حق کو دبانے، اس قافلۂ رشد وہدایت کو بدنام کرنے اور ان کو مطعون کرنے کے لیے مشرکین نے اپنے دور کے معروف شعرا کو برانگیختہ کیا، عبداللہ بن زبعری، ابوسفیان بن حارث اور ضرار بن خطاب جیسے نامور شعرا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے خلاف ہجو یہ اشعار کہے اور ان کو عربوں میں پھیلانا شروع کر دیا۔

جب ان کی شرارتیں حد سے تجاوز کرنے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگ ہتھیاروں سے اللہ کے رسول کی مدد کرتے ہیں، انہیں زبانوں کے ذریعہ مدد کرنے سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟'' یہ فرمان نبوی سن کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس کام کے لیے میں حاضر ہوں''۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی زبان کے کنارے پر ہاتھ رکھا، پھر کہا: ''اس اعزاز کے بدلے اگر مجھے بصرہ اور صنعا کے درمیان کی زمین بھی دے دی جائے تو میں قبول نہ کروں گا۔''

مشرکین کے گستاخانہ حملوں کا جواب دینے کے لیے سب سے پہلے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے قدم اٹھایا، ان کے علاوہ حضرت کعب بن مالکؓ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ بھی آگے بڑھے اور شان رسالت میں اشعار کہے، اور مشرکین کی شرارت کا منہ توڑ جواب دینے لگے، حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان الفاظ میں دعا دی: '' **اهجهم أو هاجهم وجبريل معک** ''(۱) مشرکین کو ان کی ہجو کا جواب دو، جبرئیل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور کے ذرایع ابلاغ کو استعمال کر کے مشرکین کی شرارتوں کو روکا اور اسلام اور مسلمانوں کی عظمت اور ان کے کارناموں کو لوگوں کے سامنے پیش فرمایا۔

صنعتی انقلاب کے بعد اب وسائل نشر واشاعت اور ذرایع ابلاغ میں بے حد ترقی ہو چکی ہے، اسلام دشمن طاقتیں اور باطل نظریات کی حامل جماعتیں ان وسائل کا بھرپور استعمال کر رہی ہیں۔ ان وسائل جدیدہ میں ریڈیو، ویڈیو، ٹی وی، میگزین اور انٹرنیٹ شر وفساد پھیلانے اور حق اور اہل حق کو بدنام کرنے پر کمربستہ ہیں، ظاہر ہے کہ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے اور ان کی معاندانہ روش کا جواب دینے کے لیے بھی ہمیں جد وجہد کرنی ضروری ہے۔

مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ موجودہ دور کے ان ذرایع ابلاغ کا ان کے غیر شرعی اور غیر اخلاقی طور وطریقوں کے ساتھ استعمال ہمارے شرعی اصولوں کے ساتھ میل نہیں کھاتا، ان کی بے ہودہ فحش نگاری سے بچ کر اگر مسلمان ممالک ان آلات کو استعمال کر سکیں تو اس میں کوئی قباحت نہ ہوگی۔

آلات فی نفسہا قابل مذمت نہیں ہیں، جیسے اشعار کے بارے میں کہا گیا ہے کہ: '' **حسنه حسن وقبيحه قبيح** '' بعینہ یہی شکل ان وسائل جدیدہ کی ہے،

(۱) بخاری شریف، الرقم: ۳۲۱۳

اگران آلات کا اسلامیزیشن (Islamization) کیا جائے، یعنی ان کو اسلامی حدود میں لاکر ابلاغ دین اور دفاع دین کے لیے استعمال کیا جائے تو دعوت دین کے لیے بے حد مؤثر ہوں گے۔

ہمیں خوشی ہے کہ اس اہم موضوع پر شرعی نقطۂ نظر پیش کرنے کے لیے ہمارے عزیز مفتی مجتبیٰ حسن قاسمی حفظہ اللہ (مدنی دارالتربیت، کرمالی کے قابل اور باذوق استاذ حدیث) نے ''اسلام اور جدید ذرایع ابلاغ'' کے نام سے یہ قیمتی کتاب مرتب فرمائی ہے، ان کی فقہی آرا پر تو اصحاب افتا ہی روشنی ڈال سکیں گے؛ مگر ایک بات یقینی ہے کہ موجودہ دور کے اس اہم مسئلہ پر متفقہ فیصلے اور اجتماعی غور وخوض کی ضرورت ہے، تاکہ ہم عملی اور قولی تضاد سے بچ سکیں۔ والله يهدينا جميعا إلى سواء السبيل.

حضرت مفتی صاحب نے فوٹو اور ٹیلی فون کے بارے میں بھی مفید باتیں لکھ دی ہیں، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی خدمات کو قبول فرمائے، اور ہم سب کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

هذا ما عندي، والله أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب، وصلى الله تعالىٰ وسلم على نبيه تسليما.

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۲۰/ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ-۱۴/مارچ ۲۰۱۲ء بروز بدھ

(۸۷)

الحضارة الغربية وآثارها في المجتمع الإسلامي

لفضيلة الأستاذ بشير حسن الخانفوري حفظه الله

لم يطبع إلى الآن

بسم الله الرحمن الرحيم

إن حضارة الأمة الإسلامية في صراع مستمر مع الحضارة الغربية منذ قرن أو أكثر، والحضارة الغربية لا تقوم إلا على أساس من النفعية والمصالح المادية، والحضارة الإسلامية تقوم على أساس عقيدة التوحيد والرسالة، وعلى الإيمان وحساب الآخرة، فالفرق بين عقيدة الأمة الإسلامية والحضارة الربانية والحضارة الغربية واضح بين.

مع هذا نرى في معظم بلاد المسلمين أن الحضارة الغربية قد بثت أفكارها بين شباب المسلمين، واستعملت كل الوسائل من الصحافة والمجلات وغيرذالک لغرض الأفكار الباطلة والهدامة لفضائل الأعمال والأخلاق، انقرض منها تضعيف الأمة الإسلامية فكرياوعمليا لكي يسهل السيطرة على العالم الإسلامي .

كما يقول الدكتور أحمد عبد الرحيم السائح المحترم : لقد

وجد الغربيون أن خير طريق لغزو العالم الإسلامي وإخضاعه هو سلوك الغزو الفكري، فوضعوا الخطط وحكموا المؤمرات للغارة على الأفكار، والمفاهيم الإسلامية، وعلى كل ماله صلة بالإسلام حضارة وثقافة، وصارت قاعدتهم التي ارتكزوا عليها "إذا أرهبك عدوك فأفسد فكره ينتحر به، من ثم تستعبده" وانطلقت الصحة إلى ضرورة نقل المعركة من ساحة الحرب إلى ميدان الفكر والمعرفة، فأغاروا على حضارة الإسلام وثقافته سعياً وراء هدم عقائده وأفكاره، ونشر أفكار الغربية بديلاً عنها .

ولا شك أن الغزو الفكري أعمق أثرا وأشد فتكاً في حياة الأمة من الغزو المسلح لأنه يتسلل إلى عقولها وقلوب أبنائها، ذالك أن الأمم تقاس بمقوماتها العقدية والفكرية، وقيمها الخلقية .

(البعث الإسلامي العدد الأول المجلد ٣٨)

فكانت الحاجة ماسة أن يقدم علماء المسلمين إلى الشباب المسلمين كتباً وبحوثاً تشير إلى خطر الحضارة الغربية، وآثارها السئية على المجتمع الإسلامي، فقام كثير من العلماء والباحثين لأداء هذا الواجب، وألفوا كتبا مفيدة في هذا الشأن. فجزاهم اللّٰه خيراً.

وكان أخونا الفاضل السيد بشير حسن الفلاحي حفظه اللّٰه طالبا في كلية الدعوة وأصول الدين في الجامعة الإسلامية بالمدينة

المنورة،وقد اختار موضوع " الحضارة الغربية وآثارها في المجتمع الإسلامي " للبحث، وقد كتب مقالة قيمة تحت إشراف فضيلة الشيخ محيي الدين حسن القضماني حفظه اللّٰه، الأستاذ بكلية اللغة العربية بالجامعة الإسلامية، وقدم هذا البحث للمناقشة، و نال الشهادة العالية " الليسانس " من الجامعة الإسلامية .

وقد استفاد في كتابة هذا البحث القيم من المراجع المهمة والمصادر القديمة والحديثة، وقسم البحث إلى مقدمة وستة فصول والخاتمة، فقدم شيئا مفيد ا إلى شباب المسلمين بأسلوب سهل مفهوم، يستطيع الطالب المتوسط أيضاً الاستفادة منه، فجزاه اللّٰه خيراً، ويجعل عمله هذا مقبولاً نافعاً، ووفقه لمزيد من الأعمال الصالحة، وهو الموفق للصواب، وإليه المرجع والمأب.

كتبه

الراجي عفو ربه الجليل

عبد اللّٰه بن إسماعيل

٢٠/ رجب المرجب ١٤١٣هـ

١٣/ يناير١٩٩٣ء

(۸۸)

دور حاضر میں دین اسلام کی پیش کش میں ولی اللّٰہی اسلوب کی ضرورت وافادیت

مقالہ نگار: مولوی فیاض عبدالکریم فلاحی احمد آبادی، صفحات: ۲۰۸،

ناشر: معهد الإمام ولي الله الدهلوي للدراسات الإسلامية

سنہ اشاعت: ۱۴۳۸ھ-۲۰۱۷ء

ملت اسلامیہ اپنے جن سپوتوں پر بجا طور پر ناز کرسکتی ہے، ان میں ایک عظیم ہستی بالغ نظر مفکر، عہد ساز عالم دین، مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ شاہ صاحبؒ نے جو گراں قدر علمی سرمایہ چھوڑا ہے، وہ اتنا وقیع، کلیدی، تہہ دار اور جامع وہمہ گیر ہے کہ بعد کے ادوار میں اسلام کی آفاقیت وابدیت اور ہر زمان ومکان کے لیے اس کی موزونیت ومعنویت کے حوالے سے قلم اٹھانے والا کوئی باحث ومحقق اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا؛ چناں چہ تفہیم دین اور اسرار شریعت پر خامہ فرسائی کرنے والے تمام قلم کار اس چشمۂ صافی سے کسب فیض کرتے رہے ہیں۔

بڑی خوش آیند بات ہے کہ عصر حاضر کے ممتاز عالم دین محبّ گرامی حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد صاحب نعمانی - زادت معالیہ - جو خود ولی اللّٰہی افکار وعلوم کے امین اور اسی فکر واسلوب کے نقیب وترجمان ہیں، آپ نے دور حاضر میں اس فکر کی ضرورت واہمیت کا ادراک کیا اور اس اسلوب وفکر کے حامل رجال کار تیار کرنے کا مبارک عزم کیا ہے۔ آپ کا قائم کردہ تربیتی ادارہ- معهد الإمام ولي الله الدهلوي للدراسات الإسلامية -مولانا کے اس عزم جواں کا مظہر ہے۔ اور زیر نظر مقالہ اسی ادارہ کے ایک پروردہ ''مولوی فیاض فلاحی سلمہٗ'' کا تالیفی نقش اول ہے، یہ راقم اپنی پیرانہ سالی اور جسمانی عوارض کی بنا پر مقالہ کو بالاستیعاب تو نہیں دیکھ سکا؛ البتہ حضرت مولانا کی سرپرستی اور عناوین کے حسن ترتیب کو دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ یہ مقالہ اس موضوع پر دستیاب علمی سرمایہ میں ایک قابل قدر اضافہ ثابت ہوگا، نیز اس میں شک نہیں کہ اس طرح کے مزید علمی تحقیقی مقالہ جات کی نشر واشاعت ادارے کی افادیت کو یقینی بنائے گی، باری تعالیٰ تمام کاوشوں کو قبول فرما کر بارآور نتیجہ خیز بنائے۔ آمین!

(۸۹)

ٹی وی اور اس کے نقصانات

ازمولانا عبدالرحیم صاحب لمباڈا

استاذ حدیث دارالعلوم بری یوکے

الحمد للّٰہ وکفیٰ، وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. أما بعد !

ہمارے زمانے میں وسائل اعلام میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے، ریڈیو، ٹی وی، انٹرنیٹ، سیل فون کی ایجادات نے جہاں کچھ فائدے پہنچائے ہیں، وہاں ان کے مضر اثرات اور نقصانات بھی حد سے تجاوز کررہے ہیں۔

قرآن کریم کی بلیغ زبان میں " إثمهما أكبر من نفعهما " (۱) فرمایا گیا ہے، بالکل اسی کا مصداق آج کل ٹی وی اور انٹرنیٹ ہے کہ جہاں ان کے کچھ فوائد ہیں، اس کے مقابل ان کی خرابیاں بہت زیادہ ہیں۔

آج مؤرخہ ۲۸/ جنوری ۲۰۰۸ء کے گجراتی اخبار'' گجراتی سماچار'' میں اعتراف کیا گیا ہے کہ''مغربی تہذیب کی تقلید میں لڑکے اور لڑکیوں کے تنگ لباس اور ٹی وی کے سبب غیر اخلاقی تعلقات میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا ہے۔'' مضمون نگار نے سماج کے سنجیدہ لوگوں کو ان خطرناک حالات پر غور کرنے کی دعوت دی ہے۔

الحمدللہ! علمائے دین عرصہ سے ٹی وی اور انٹرنیٹ کی تباہ کاریوں پر لوگوں کو متوجہ فرمارہے ہیں اور اردو، گجراتی، انگریزی میں مفصل مضامین شایع کر چکے ہیں، نیز اپنے پُر اثر بیانات کے ذریعہ امت کے نونہالوں کو اس تباہی سے بچانے کی سعیٔ بلیغ فرمارہے ہیں، **فجزاهم الله أحسن الجزاء!**

پیش نظر رسالہ بھی اسی مقصد سے شایع کیا جارہا ہے جو فاضل گرامی مولانا عبدالرحیم صاحب لمباڈا مدظلہ العالی استاذ حدیث دارالعلوم، بری، یوکے کی ایک پُر اثر اور معلومات افزا تقریر ہے۔

مولانا مدظلہ نے بولٹن کی معروف مسجد''مسجد زکریا'' میں درس حدیث کا مفید سلسلہ شروع فرمایا ہے، اسی درس کے ذیل میں یہ مفصل تقریر کی گئی ہے، جو ٹی وی کے

(۱) البقرة: ۲۱۹

نقصانات پر بہت مدلل تقریر ہے۔ سامعین اور اہلِ علم نے اس تقریر کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور خواہش ظاہر کی کہ اس کی جلد از جلد طباعت ہونی چاہیے، چناں چہ سورت کے ہمارے نیک دل احباب نے جس میں خاص طور پر مولانا عبدالمنان صاحب سلمہ کا بڑا حصہ ہے، اس کی طباعت کی ذمہ داری لی ہے، تاکہ اس کا نفع عام ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب لمباڈا کے علم وعمل میں مزید ترقی عطا فرمائے، اور مولانا عبدالمنان صاحب اور ان کے رفقا کو اس قیمتی اور مفید بیان کی اشاعت کا بھر پور بدلہ عطا فرمائے، نیز امت کو اس سے نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين.

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۱۹/ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

۲۸/ جنوری ۲۰۰۸ء

درسیات

(۹۰)

شرح قصص النبیین

از مولانا یوسف ماما کفلیتوی قاسمی مدظلہ

باسمہ سبحانہ

الحمدللّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، سیدنا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم، وعلی الہ وأصحابہ أجمعین إلی یوم الدین. أما بعد!

ہمارے مدارس عربیہ کے ابتدائی درجات عربی میں عربی زبان سکھانے کے لیے جن کتابوں کو نصاب میں شامل کیا گیا ہے، ان میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کی تالیف کردہ کتاب ''قصص النبیین'' بھی ہے۔

حضرت مولانا رحمہ اللہ نے بچوں کی ذہنیت اوران کی نفسیات کو سامنے رکھ کر بہت آسان انداز میں یہ کتاب مرتب فرمائی اورحسب درجہ اس کے اسلوب اور زبان میں تدریجاً فرق فرماتے گئے ہیں۔

الحمدللہ! عرب وعجم میں اہل ادب اور ماہرین تعلیم نے اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اوراس کتاب کو''ادب اطفال'' کا بہترین نمونہ قرار دیا اوراس کو نصاب میں داخل کرنے کی سفارش کی؛ چناں چہ برصغیر کے اکثر مدارس عربیہ میں اس کو شامل نصاب کردیا گیا، اس کتاب کے ذریعہ عربی زبان کی تعلیم اورطلبہ کی ایمانی زندگی

بنانے کے لیے حضرات انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی پاکیزہ سیرت سے روشنی حاصل کرنا بھی مقصد ہے۔

اس کتاب کے مختلف زبانوں میں ترجمے بھی ہوئے ہیں، اردو میں بھی بعض علما نے ترجمہ کیا؛ تاکہ مبتدی طلبہ آسانی کے ساتھ مطلب سمجھ سکیں، برصغیر کے علاوہ یورپ، امریکہ، کینیڈا وغیرہ ملکوں میں بھی مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد آباد ہوگئی ہے اور الحمد للہ! ان ممالک میں بھی عربی اور اسلامی ادارے شروع ہوگئے ہیں، جہاں اچھی خاصی تعداد عربی اور اسلامی تعلیم کی طرف راغب ہے؛ چوں کہ ان ممالک میں عموماً بچے انگریزی یا فرانسیسی زبان بولتے ہیں، اس لیے ضرورت تھی کہ ان بچوں کے لیے آسان زبان میں ترجمہ کیا جائے اور عربی کے مصادر وغیرہ کی طرف بھی حسب ضرورت رہ نمائی کردی جائے، اس ضرورت کے پیش نظر برطانیہ کے شہر ''باٹلی'' کے ایک ذی استعداد اور باذوق عالم مولانا یوسف ماما کفلیتوی قاسمی مدظلہ العالی نے - جن کو درس وتدریس کا بھی خوب تجربہ ہے- کمر ہمت باندھی اور ''قصص النبیین'' کے پانچوں حصوں کا ترجمہ اور حل لغات، صرفی نحوی ترکیب تحریر فرما کر کتاب کو آسان فرمادیا ہے، امید ہے کہ ان ممالک میں جو اساتذہ ابتدائی عربی کتابیں پڑھاتے ہیں، ان کو اس شرح سے بہت سہولت ہوگی۔

اس کتاب میں تعلیم کی غرض سے لفظی ترجمہ کیا گیا ہے؛ مگر اساتذۂ کرام کو چاہیے کہ طلبہ کو محاوری ترجمہ بھی بتادیا کریں۔

عربی زبان اور اردو کا جو اسلوب ہے وہ ان کے ذہن نشین کردیں، مثلاً: عربی میں'' **فتح إبراهيم الكتاب وقرء الدرس** ''، میں پہلے فعل پھر فاعل پھر مفعول ہے؛ مگر اردو میں فاعل پہلے پھر مفعول اور آخر میں فعل بولتے ہیں،'' ابراہیم نے کتاب کھولی اور سبق پڑھا'' ترجمہ ہوگا۔ اگر طالب علم کو یہ بات سمجھ میں آجائے تو وہ سلیس ترجمہ کا عادی بن جائے گا، مولانا نے قرآن مجید کی آیات میں حضرت حکیم الامت تھانویؒ اور حضرت مولانا عبد الماجد دریابادیؒ کے ترجمے لکھ دیے ہیں، جس سے طلبہ کے ادبی ذوق میں بھی اضافہ ہوگا۔ ان شاء اللہ!

اللہ رب العزت مولانا مدظلہ کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور امت کے نونہالوں کے لیے اسے نافع بنائے۔ آمین!

ربنا تقبل منا إنک أنت السميع العليم. آمين !

وصلى الله تعالىٰ على نبينا وحبيبنا محمد صلى الله عليه وسلم، وعلى اٰله وأصحابه أجمعين.

فقط والسلام

احقر عبد اللہ غفرلہ کاپودروی

۸/ اپریل ۲۰۱۴ء

۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۵ھ

(۹۱)

اردو زبان کی دوسری کتاب

از مولانا محمد اسماعیل خاں صاحب میرٹھیؒ

حل لغات وتصحیح: مولانا ابوبکر صاحب پٹنی زید مجدہم/ ناشر: ادارہ صدیق ڈابھیل، صفحات: ۶۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز مکرم مولانا ابوبکر پٹنی صاحب زید فضلکم/ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون!

آں جناب کی مرسلہ ''اردو زبان کا قاعدہ، اردو زبان کی پہلی'' موصول ہوئی۔ مولانا اسماعیل خان صاحب میرٹھیؒ کی تالیف کردہ یہ کتابیں اردو زبان کی تعلیم کے لیے بہترین کتابیں ہیں؛ مگر ان میں بہت سے الفاظ تشریح کے محتاج تھے، آپ نے جس محنت اور عرق ریزی سے اس کے مشکل لغات کے حل کرنے کا کام کیا ہے وہ قابل صد مبارک باد ہے، اب یہ کتاب اردو مدرسین کے لیے پڑھانے اور طلبہ کو اس کے سمجھنے میں بہت معین ہوجائے گی، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔

مدارس عربیہ اسلامیہ کو چاہیے کہ اس کو نصاب میں داخل فرمائیں؛ تاکہ طلبہ آسانی سے اردو زبان سیکھ سکیں، اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ہمت وتوفیق عطا فرمائے کہ بقیہ حصے بھی اسی طرز پر طبع ہوجائیں۔ واللہ الموفق لہ!

اس علمی خدمت پر آپ جملہ اہلِ علم کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

والسلام......احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ ۲/ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ-فروری ۲۰۰۳ء

(۹۲)

اسلوب درس وتدریس

جمع وترتیب: حضرت مولانا روح الامین صاحب ڈبھوئی، حضرت مولانا عمران صاحب خان پوری، حضرت مولانا نذیر احمد صاحب خان پوری امداللہ ظلالہم

سنہ اشاعت: ۲۰۰۵ء-۱۴۲۶ھ، صفحات: ۴۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹنکاریہ ضلع بھروچ میں وہاں کے بعض مخلص علما کی توجہ سے ایک دینی علمی ادارہ ''دارالقرآن والحدیث'' کے نام سے چند سال سے قائم ہوا ہے، الحمدللہ! اس ادارے کی عمارت بھی بہت عمدہ طرز سے بنائی گئی ہے، مدرسہ کے ذمہ داران نے خاص طور پر توجہ دینی شروع کی ہے کہ تعلیم کا معیار بھی اعلیٰ ہو اور تربیت کا نظام بھی خاطر خواہ قائم ہوجائے۔

مدرسہ کے مخلص ذمہ داروں نے دیگر مدارس کے اساتذہ اور علمی میدان میں تجربہ رکھنے والے اصحاب علم وفضل کو ۱۱/ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ کو دعوت دے کر مجلس مذاکرہ کا خاص اہتمام کیا تھا، جس میں مختلف علمائے کرام نے اپنے تجربات کی روشنی میں بہت مفید اور کارآمد مشورے پیش کیے تھے۔

یقیناً ایسی مجالس تعلیمی میدان میں کام کرنے والوں کے لیے بہترین رہ نمائی کرسکتی ہیں، اس ناچیز کو بھی اس مجلس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔

حضرت مولانا یوسف صاحب ٹنکاروی حفظہ اللہ استاذ حدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر نے اس مجلس کی گفتگو کو نقل کر کے بہ طور خلاصہ شایع کرنے کا مشورہ دیا، جس کو وہاں کے قابل اساتذہ نے عملی جامہ پہنایا اور اب یہ کتابچہ قارئین کے ہاتھوں میں ہے، جو ان شاء اللہ سب کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ان اساتذہ کی سعیٔ مشکور کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور تمام دینی اداروں کے اساتذہ کے لیے اس کو سودمند بنائے۔ آمین یارب العالمین!

''وقل اعملوا فسیر ی اللہ عملکم''

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ/ ۲۹؍ذی قعدہ ۱۴۲۵ھ-۱۱؍جنوری ۲۰۰۵ء

(۹۳)

سعادۃ العلوم فی مبادیات الفنون

از حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب پٹیل رویدروی مدظلہ

ناشر: جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ

سنہ اشاعت: ۱۴۳۶ھ-۲۰۱۵ء، صفحات: ۶۱۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی رسولہ الأمین، وعلی ألہ وأصحابہ أجمعین. أما بعد!

قدیم زمانہ سے مدارس میں یہ دستور چلا آرہا ہے کہ کتاب کا درس شروع کرنے سے پہلے استاذ مبادیات فن کا ذکر کرتے ہیں، فن کی تعریف، اس کی غرض وغایت، اس کا مقام وفضیلت، طرق تحصیل اور فن میں علما کی جو محنتیں ہوتی ہیں، اس کا ذکر کرنا نیز فن کی اہم کتابوں کا تعارف کرایا جاتا ہے۔

اس کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ طالب علم پوری بصیرت اور شوق سے اس کو حاصل کرنے کی طرف راغب ہوجاتے ہیں، شوقین طلبا اساتذہ کی ان تقریروں کو نوٹ بک میں جمع کر لیتے ہیں؛ تاکہ بوقت ضرورت مراجعت کر کے استفادہ کر سکیں۔

مبادیات علوم کی اہمیت اور ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ''جامعہ مظہر سعادت'' کے جواں سال اور جواں ہمت استاذ مولانا عبدالرحمٰن پٹیل رویدروی زادہ اللہ علما وفضلا نے مختلف علوم کے مبادیات کو بہت محنت اور سیکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کر کے بہت عمدہ اور سلیس انداز میں جمع کر دیا ہے، جو طلبۂ عزیز کے لیے ایک قیمتی تحفہ اور بہت سی کتابوں سے ان کو مستغنی کر دینے والی کتاب ہے۔

اس عمدہ کتاب کی تالیف پر موصوف جملہ اہل علم اور مدرسین کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ **فجزاہ اللہ عنا خیرا لجزاء وأحسن الجزاء!**

''جامعہ مظہر سعادت'' کے بانی اور مہتمم حضرت مولانا مفتی عبداللہ پٹیل صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علوم کا ایک خاص ذوق عطا فرمایا ہے، اس کا نتیجہ ہے کہ جامعہ کے ہونہار اساتذہ اور طلبا اس طرح کے مفید علمی کام انجام دے رہے ہیں۔

فجزاہ اللہ خیرا!

مولوی عبد الرحمٰن سلمہ کی اس سے پہلے دو تین کتابیں طبع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں، اب یہ علمی کاوش - جو بہت قیمتی مباحث پر مشتمل ہے - بھی عنقریب منظر عام پر آئے گی اور امید ہے کہ اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا۔

بندہ نے باوجود علالت کے اس کو مختلف جگہوں سے دیکھا اور دل سے دعا نکلی " **اللّٰهم زد فزد** "، کتاب کے آخر میں مصادر ومراجع کی طویل فہرست پر نظر ڈالنے سے مؤلف کے علمی ذوق اور محنت کا اندازہ ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے مخلصانہ عمل کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور قیامت میں ان کے حسنات اعمال میں شامل فرمائیں۔ آمین!

ناچیز کی رائے میں ہر مدرسہ میں کئی کئی نسخے منگوائے جائیں؛ تاکہ طلبا کو سہولت سے استفادہ کا موقع ملے۔ **والله الموفق له !**

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا سے مزید علمی کام کرواتا رہے۔ آمین!

هذا ما عندي، والله أعلم بالصواب !

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۲۴/ذوالقعدہ ۱۴۳۶ھ

مطابق ۹/ستمبر ۲۰۱۵

(۹۴)

بچوں کو پڑھانے کا طریقہ

از حضرت مولانا اسماعیل احمد لولات صاحب کاپودروی زید مجدہ

ناشر: نورانی مکاتب ڈابھیل، سنہ اشاعت: دسمبر ۲۰۱۴ء صفحات: ۲۸۸

الحمد لله الذي علم الإنسان مالم يعلم، والصلاة والسلام على رسوله الكريم صلى الله عليه وسلم الذي بعث معلما ومتمما الأخلاق الحسنة ومكارم الشيم، وعلى اٰله وأصحابه أولي الهداية وناشري العلم رضي اللّٰه عنهم، ومن تابعهم من علماء الدين أجمعين. أما بعد!

امت کے ہر فرد کے لیے فرض ہے کہ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے وہ خود بھی آراستہ ہو اور اپنی اولاد کو بھی سب سے پہلے مبادیاتِ دین سے واقف کرے، تاکہ وہ عقائد، فرائض اور اخلاق حسنہ سیکھ کر اعمالِ صالحہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور دنیا وآخرت کی صلاح اور فلاح حاصل کر سکے۔

اس لیے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک ہر دور میں بچوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا گیا ہے اور اسی مقصد کی تکمیل کے لیے مکاتب دینیہ اور مدارسِ اسلامیہ قائم کیے گئے ہیں، ہمارے اکابرین ہمیشہ مکاتب ومدارس کے قیام کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ

فرماتے تھے کہ: ’’مکاتب دینیہ اور مدارس اسلامیہ امت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا حکم رکھتے ہیں‘‘ اگر مکاتب اور مدارس میں صحیح طریقہ سے تعلیم وتربیت کا نظام قائم ہوگا تو امت کی بقا کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہوگا، ورنہ امت گمراہیوں میں مبتلا ہوجائے گی، الحمدللہ! علمائے امت اپنی بساط کے مطابق مکاتب ومدارس کے قائم کرنے میں ہرخطہ میں جدوجہد کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی محنتوں کو قبول فرمائے؛ البتہ قابل توجہ بات یہ ہے کہ تعلیم صحیح اصولوں کے مطابق ہو اور معلمین اخلاص واختصاص کے حامل ہوں۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن الندویؒ فرمایا کرتے تھے کہ: ’’تعلیم کا کام بچوں کا گھروندہ نہیں ہے؛ بل کہ پتہ مارنے کا کام ہے۔‘‘ تعلیم کا فن مہارت چاہتا ہے، معلم اگر بچوں کی نفسیات سے واقف ہو اور سوز جگر کے ساتھ ان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کردے اور ان کو تشویق کے ذریعہ مانوس کرے تو بچوں کی زندگی میں انقلاب پیدا کرسکتا ہے۔

لسان نبوت سے ارشاد فرمودہ یہ نصیحت کہ ”بشروا ولا تنفروا، یسروا ولاتعسروا“ پیش نظر رہے تو کامیابی حاصل ہوسکتی ہے، مگر افسوس کہ بہت سے مقامات پر معلمین تعلیم کے کام سے کماحقہ واقف نہ ہونے کے سبب اچھے نتائج حاصل نہیں کررہے ہیں۔

ضرورت تھی کہ ان امور کی طرف معلمینِ مکاتب کی ہمدردی کے ساتھ رہ نمائی کی جائے، الحمدللہ! مدرسین کے لیے ’’بچوں کو پڑھانے کا طریقہ‘‘ نامی کتاب تیار کی گئی ہے، جس کو حضرت مولانا اسماعیل احمد لولات صاحب کاپودروی مدظلہ العالی

فاضل جامعہ اسلامیہ ڈابھیل نے اپنے طویل تجربہ اور فن تعلیم پر لکھی گئی کتابوں کے مطالعہ کے بعد تیار کیا ہے اور اس کتاب میں تعلیمی نفسیات، قرآنی قاعدہ پڑھانے کا طریقہ، پارۂ عم پڑھانے کا طریقہ، قرآن پاک پڑھانے کا طریقہ، نیز اردو کتابیں پڑھانے کا طریقہ، محفوظات کا نظام، ہدایات برائے درجات حفظ پر روشنی ڈالی گئی ہے، اگر مکاتب کے اساتذہ اس کا توجہ سے مطالعہ کریں گے اور اس کی عملی مشق بھی کریں گے تو ان شاء اللہ بہت ہی نفع کی امید ہے۔ پچھلے چند سالوں سے مولانا موصوف- اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے- کئی مکاتب کے اساتذہ کی رہ نمائی فرماکر تعلیم میں نمایاں تبدیلی کرچکے ہیں۔ **فللّٰه الحمد والمنة!**

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں مزید کامیابی عطا فرمائے اور پورے ملک میں تعلیم کا صحیح نظام جاری فرمائے۔ آمین!

کامیاب مدرس وہ ہے جو محبت وشفقت سے بچوں کے دل ودماغ کو روشن کردے اور ان کو اعلیٰ اخلاق کا عادی بنا کر اسلام کا نمایندہ بنادے۔

واللّٰه نسئل أن يوفقنا جميعا إلى ما فيه خير الإسلام والمسلمين والإنسانية جمعاء.

اللّٰهم وفقنا لما تحب وترضى، واجعل آخرتنا خيرًا من الأولى.

احقر عبداللہ کاپودروی غفرلہ

یکم محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۶؍اکتوبر ۲۰۱۴ء

(۹۵)

درجات حفظ کے اساتذہ وطلبا کے آداب

ترجمہ: آداب المعلم و المتعلم في حلقات تحفیظ القرآن

تالیف: شیخ عبداللہ بن ناجی المخلافی حفظہ اللہ

ترجمہ: مولانا حسین احمد آسامی

ناشر: مجلس معارف کاپودرا، صفحات: ۷۶، سنہ اشاعت: صفر ۱۴۳۱ھ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين، سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم، وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم إلى يوم الدين .أما بعد !

اس ناچیز کو بتوفیق ایزدی ۱۴۳۰ھ میں حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تھی، مدینہ منورہ -زادها الله شرفا- میں شیخ احمد عاشور حفظہ اللہ جو ایک نوجوان، متقی اور فاضل ہیں، علم حدیث شریف سے ان کو بہت شغف ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی حافظہ عطا فرمایا ہے۔ شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم حضرت مولانا شیخ محمد یونس صاحب دامت برکاتہم کی زبانی ان کے بارے میں بہت وقیع کلمات سنے تو ملاقات کا اشتیاق ہوا، اوران کی جستجو شروع کی، عزیزم مولوی یونس رندیرا سلمہٗ ترکیسری فلاحی جو آج کل مدینہ منورہ میں مقیم ہیں؛ انہوں نے شیخ احمد عاشور حفظہ اللہ کی ملاقات کا نظم کردیا۔ **جزاه الله خيرا!**

شیخ احمد عاشور حفظہ اللہ نے ایک روز عشا کے بعد ایک مجلس رکھی، جس میں مدینہ منورہ اور شام کے چند اصحاب جمع تھے، انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اوائل کتب حدیث پڑھی جائے اور یہ ناچیز ان کو اپنی اسناد حدیث سے واقف کرکے اجازت دے، بندہ نے اپنی عدم اہلیت کا عذر کیا؛ مگر وہ حضرات اصرار کرتے رہے، بالآخر ہم نے جن اساتذہ سے ہندوستان میں حدیث حاصل کی تھی وہ سب بیان کرکے اجازت دی۔

یہ علمی مجلس شیخ عبداللہ بن ناجی المخلافی حفظہ اللہ کے مکان پر ہوئی تھی، شیخ مدینہ منورہ کے باشندے ہیں، اورمسجد نبوی شریف -زاده الله شرفاً وكرامةً- میں مدرس تحفیظ القرآن ہیں۔

موصوف نے اپنی تالیف کردہ کتاب: "**اداب المعلم والمتعلم في حلقات تحفيظ القرآن**" ازراہِ کرم عنایت فرمائی۔ بندے نے قیام گاہ پر اس کا مطالعہ کیا تو اس کو بہت مفید پایا، تو شیخ سے بذریعہ فون اپنے تاثرات بیان کرکے اس کو ہندوستان میں طبع کرنے کی اجازت چاہی، موصوف نے بخوشی اجازت مرحمت فرمادی۔

مگر پھر خیال ہوا کہ ہمارے مدارس میں درجۂ حفظ کے بہت سے اساتذہ عربی سے واقف نہیں ہیں، بہتر ہے کہ اس کا اردو ترجمہ کرکے شایع کیا جائے؛ چناں چہ اس کے لیے ''جامعہ علوم القرآن'' جمبوسر کے علم ادب کے استاذ مولانا حسین احمد آسامی مدظلہ العالی کو زحمت دی گئی، انہوں نے محنت کرکے سلیس ترجمہ کردیا۔

فجزاهم الله خيراً !

ترجمہ پر نظر ثانی کے لیے حضرت مولانا محمد اقبال صاحب فلاحی ندوی ثم مدنی استاذ ادب دارالعلوم فلاح دارین سے درخواست کی گئی ؛ تو آپ نے نظر ثانی فرمائی۔ **فله الشکر الجزیل !**

ناچیز کا خیال ہے کہ درجات حفظ کے اساتذہ کے لیے یہ کتاب بہت مفید ہے، خود بھی مطالعہ فرمائیں اور اپنے طلبہ کو بھی مطالعہ کروائیں، ان شاءاللہ بہت نفع ہوگا۔

اس رسالے کی طباعت اولیٰ میں عزیز بھائی شبیر احمد لولات صاحب (مقیم لوساکا، زامبیا) نے مکمل تعاون فرمایا، اللہ تعالیٰ ان کو بھی بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف مدظلہ، مترجم اور دیگر جملہ معاونین کو دارین میں اجر عظیم عطا فرمائے اور جملہ اہل علم کو استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔

نوٹ متعلق طبع ثانی:

اس رسالے کو دوبارہ اصلاح اور نظر ثانی کے بعد شایع کیا جارہا ہے اور اس کی طباعت میں عزیزم حافظ سعید صاحب سنجالوی مقیم حال لنڈن کا مخلصانہ تعاون حاصل رہا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ (آمین)

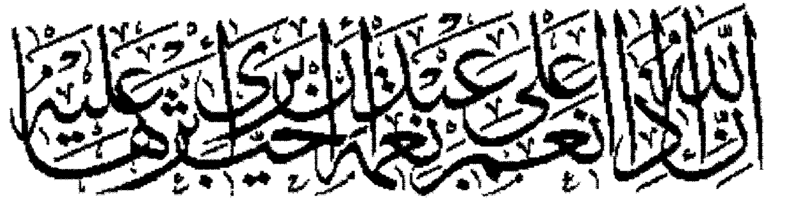
والسلام

احقر: عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۵/محرم الحرام ۱۴۳۱ھ بروز بدھ

۲۳/دسمبر ۲۰۰۹ء





ادب

(۹۶)

منتخب تعبیرات

لفضيلة الشيخ علاء الدين الندوى حفظه اللّٰه

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم

الحمدللّٰه الذي أنزل على عبد ه الكتاب ولم يجعل له عوجا،والصلاة والسلام على سيدنا محمد النبي الأمي أفصح العرب جميعا،وعلى اٰله وأصحابه والمهتدين بهديه والداعين إلى دعوته إلى يوم الدين. أما بعد !

فهذا الكتاب الذي بين أيدينا ألفه صديقنا الفاضل الأستاذ علاء الدين الصديقي الندوي حفظه اللّٰه مبعوث رابطة العالم الإسلامي إلى الجامعة الإسلامية تعليم الدين دابيل بمديرية بلسار، الهند، من الكتب المفيدة لتدريس اللغة العربية وغرس الأخلاق الكريمة في طلبة العلم .

والغرض من تأليفه كما يقول المؤلف حفظه اللّٰه :" أن يتلقى منها النشئ الجديد ذوقه الأدبي، وحبه بلغة القرآن، وثقته بدينه ويستمد منها نزعات إسلامية، ويتجه إلى مورد التراث العذب، ويحاول بين صدق العرفان وروعة البيان " .

ولا شک أنــه غـرض نبيـل وهـدف كـريم، ومن الخير كل الـخيـر أن نـجعل الأدب وسيلة لتحقيق الخلق القرآني، وتنمية روح الولاء لشريعة الإسلام في طلبة العلم .

وقـد كتـب أديـب الأمة الـعـربية الـمسـلمة الشيخ مصطفىٰ صـادق الرافعی رحمه اللّٰه " إذا أردت الأدب الذي ينشئ الأمة إنشاء إسـلاميـا، ويـدفـعهـا إلـى الـمعالي دفعاً، ويردها عن سفاسف الحياة، ويـوجهها بدقة الإبرة المغناطيسية إلى الآفاق الواسعة، ويسددها في أغـراضها التاريخية العالية تسديد القنبلة خرجت من مدفعها الضخم ......إذ ا أردت الأدب عـلـى كـل هـذه الـوجـوه من الاعتبـار وجدت الـقـرآن الـحـكيـم قـد وضع الأصيل الحي في ذالک كله، وأعجب مـافيـه أنـه جـعـل هـذا الأصـل مقدساً، وفرض هذا التقديس عقيدة، واعتبـر هذه العقيدة ثابتة لن تتغير، ومع ذلک كله لم يتنبه له الأدباء ولـم يـحـذوا بـالأدب حـذوه وحسبـوه دينا فقط، وذهبوا بأدبهم إلى الـعبـث والـمـجـون والـنفاق، كأنه ليس منهم إلا بقايا تاريخ محتضر بالعلل القائلة، ذاهب إلى الفناء الحتم. (۱)

"والـقـرآن بأسلوبه ومعانيه وأغراضه لا يستخرج منه للأدب إلا تـعـريف واحد، هو هذا : إن الأدب هو السمو بضمير الأمة " هذا وقـد اتـفـق الـعـلـمـاء كـمـا جاء في توصيات المؤتمر الأول للتعليم

(۱) وحي القلم: ج۳ ص ۲۲۳-۲۲۴، للشيخ مصطفیٰ صادق الرافعي

الإسـلامـي" إن التـربية هـي رعـاية الإنســان في جوانبـه الجسمية، والـعـقـلية، والعلمية، واللغوية، والوجدانية، والاجتماعية، والدينية، وتـوجيههـا نـحـو الـصلاح، والوصول بها إلى الكمال، وغاية التربية الإسـلامية هـي تـحـقيـق العبودية الخالصة للّٰه في حياة الإنسان على مستـوى الـفـرد والـجـمـاعة، والإنسـانية، وقيـام الإنسـان بمهماتـه المختلفة لعمارة الكون وفق الشريعة الإسلامية.(۱)

وعلى الطالب أن يدرس هذه اللغة الكريمة مفهوما و منطوقا، وتحدثا وكتابة، ويتمتع بكنوزها الثمينة، نثرا و نظما وحواراً .

فـفـي هـذا الـكتـاب مـختـارات رائـعة، اختـارها المؤلف من الـقـرآن الـكـريـم والأحـاديـث النبوية الشريفة، ومن الكتب الأدبية الـمـختـلفة، وذالک بأسلوب الحوار، فيسهل على الطالب حفظها، جـزى الـلّٰـه تعالىٰ المؤلف على جهده العظيم، ويجعله خالصاً لوجهه الـكـريـم، ويبـارک فيه مباركة طيبة، وهو الموفق إلى سواء السبيل، وصلى اللّٰه على نبيه الكريم.

عبد اللّٰه بن إسماعيل

خادم الطلبة في دارالعلوم فلاح الدارين

تركيسر بمديرية سورت، الهند

۲۹/ صفرالمظفر ۱۴۰۹ھ - ۱۱/ أكتوبر ۱۹۸۸ء

(۱) غزو في الصميم: ۲۶۳، للشيخ عبد الرحمن حسن حبنكه الميداني

(۹۷)

ملفوظات حکیم الامتؒ اور فارسی ادب

از مفکر ملت حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم
ناشر: مجلس خیر سورت، سنہ اشاعت ۱۹۹۶ء صفحات: ۴۰

''دارالعلوم دیوبند'' کو اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام میں جو ممتاز مقام عطا فرمایا ہے شاید اسلامی دنیا کی اور کسی درس گاہ کو وہ مقام حاصل نہیں ہوسکا، اس الہامی درس گاہ سے جو عبقری شخصیتیں پیدا ہوئیں وہ علم وعمل، تقویٰ وطہارت، زہد وقناعت اور اسلامی علوم کے احیاء میں ایسے نمایاں مقام پر فائز ہوئیں کہ پچھلی کئی صدیوں میں اسلامی تاریخ میں ان کی برابری کرنے والی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی۔

انہی جامع کمالات شخصیتوں میں ایک نام حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے، جن کو برِّ صغیر کے مسلمان ''حکیم الامت'' کے نام سے جانتے ہیں، حضرت حکیم الامتؒ جہاں تفسیر وحدیث، فقہ واصولِ فقہ میں نگاہ کامل رکھتے تھے، وہاں تصوف وسلوک اور تزکیہ واحسان کے مسائل میں تجدیدی شان کے مالک تھے، آپ کے علمی فیوضات آپ کی گراں قدر تصانیف کے ذریعہ پورے عالم میں پھیل چکے ہیں۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ دینی علوم میں کمال کے ساتھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہترین ادبی ذوق بھی عطا فرمایا تھا، اردو، فارسی، عربی کے بے شمار اشعار آپ کو محفوظ تھے، خصوصاً فارسی ادب پر آپ کی گہری نظر تھی، حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا

رومیؒ اور سعدیؒ کے کلام کا بہت بڑا حصہ آپ کو محفوظ تھا اور ان کے اشعار کو بہت خوبی کے ساتھ اپنے ملفوظات ومواعظ میں بہت مناسب انداز وموقع پر پڑھا کرتے تھے۔

آپ کی فارسی ادب میں مہارت اور تنقیدی نظر کا اندازہ آپ کے ملفوظات سے ہوتا ہے، ایک موقع پر فرمایا کہ حضرت عارف شیرازی کے کلام میں حظ اور اثر بہت ہے؛ کیوں کہ ان کا کلام عاشقانہ ہوتا ہے اور حضرت سعدی کا کلام حکیمانہ ہوتا ہے، اس میں علوم ومسائل بہت ہوتے ہیں، پھر فرمایا حضرت سعدی نے فردوسی کے مقابلہ میں ایک رزمیہ حکایت لکھی ہے؛ لیکن وہ بات کہاں جو فردوسی کے کلام میں ہے، حضرت شیخ تو اہل بزم تھے فردوسی اہل رزم۔

پھر فرمایا کہ انیس ودبیر وغیرہ کے مرثیوں میں صنعتیں تو ہیں؛ لیکن وہ قوت اور صولت نہیں جو فردوسی کے کلام میں پائی جاتی ہے، کیوں کہ اس کے لیے قلب میں شجاعت وقوت کا ہونا ضروری ہے اور وہ ان مرثیہ والوں میں کہاں؟ گو پڑھتے ہیں بہت زور لگا لگا کر۔ (ملفوظات حسن العزیز: ص ۱۴۵)

ظاہر ہے کہ شعرا کے کلام میں اس طرح کا موازنہ وہی شخص کرسکتا ہے جس کی ادبی نظر گہری ہو اور ذوق بلند پایا ہو پھر حضرت حکیم الامتؒ تو مثنوی شریف کے شارح بھی ہیں اور مثنوی زیر وبم کے مصنف بھی ہیں اور مثنوی کا مقام ادب فارسی میں کیا ہے وہ تو ہر شعر سے معلوم ہوتا ہے ؎

مثنوی مولوئ معنوی　　　ہست قرآن در زبانِ پہلوی

فارسی ادب کا یہ عظیم شاہ کار آج بھی مقبول عام ہے۔

حضرت حکیم الامتؒ نے اس کی شرح میں جو محنت فرمائی اور اس کے مطالب بیان کرنے کے لیے جو قوت صرف فرمائی اس کا اندازہ بھی اس ملفوظ سے ہوتا ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

آج کل حضرت دفتر ششم معنوی کی شرح تحریر فرما رہے ہیں، صبح سے نماز ظہر کے قریب تک اوپر کے کمرے میں برابر تحریر میں مشغول رہتے ہیں اور اکثر قیلولہ کی فرصت نہیں ملتی، فرمایا کرتے ہیں کہ بڑے جھگڑے کا کام ہے، سراپا کھپ جانا پڑتا ہے، جنگل ہے، دل افگندیم **بسم اللّٰہ مجریها و مرسها**. (ص۱۰۴)

جس شخصیت نے مثنوی میں اس طرح اپنے آپ کو کھپا دیا ہو، اس کے بلند ذوق ہونے میں کیا کلام ہوسکتا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آپ کے مواعظ اور ملفوظات میں کثرت سے فارسی اشعار نظر آتے ہیں، اردو، عربی اشعار بھی مل جاتے ہیں؛ مگر زیادہ تر مولانا رومؒ، حافظ شیرازیؒ، اور شیخ سعدیؒ کے کلام سے نقل فرماتے ہیں۔

بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کل مدارس عربیہ میں بھی فارسی زبان برائے نام رہ گئی ہے، حالاں کہ ہمارے اسلاف کا بڑا علمی سرمایہ فارسی زبان میں ہے؛ مگر فارسی زبان سے عدمِ واقفیت کی بنا پر ان کی کتابوں سے استفادہ مشکل ہو رہا ہے بل کہ طلبا اردو وعظ وملفوظات کو بھی کما حقہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔

اس مقالہ میں ملفوظات حسن العزیز میں سے ان ملفوظات کا انتخاب کیا گیا ہے، جس میں کوئی اردو، فارسی، عربی شعر کا ذکر ہے؛ تا کہ حضرت حکیم الامتؒ کے ادبی ذوق اور خصوصاً فارسی ادب سے دلچسپی کا اندازہ ہو سکے۔

حضرت حکیم الامتؒ کے مکتوبات اور ملفوظات میں بعض بہت ہی دلچسپ جملے نظر آتے ہیں، ایک مرتبہ فرمایا کہ جی ہاں! طبیعت میں شاعری کا مادہ بہت ہے گو شعر کہنے پر تو قدرت نہیں، لیکن جہاں تک ہوسکتا ہے طبیعت یہی چاہتی ہے کہ رعایتِ شاعرانہ بھی رہے تو اچھا ہے؛ لیکن خوامخواہ اس کے پیچھے نہیں پڑتا، جو بات بلا تکلف سوجھ گئی اور اصل مقصود میں ذرا مخل نہ ہوئی تو خیر! ایسی رعایتوں کو بھی استحسان کے مرتبہ میں جی چاہا کرتا ہے۔ (حسن العزیز: ص۳۰۹)

چند نمونے ملاحظہ فرماویں:

(۱) فرمایا: آج کل کی ہمدردی قومی ہمدردی نہیں ہے، ہمہ دردی ہے۔

(۲) فرمایا: تہذیب جدید تعذیب جدید ہے۔

(۳) ایک اسلامی بادشاہ کے زہد کا ذکر فرمایا کہ دولتِ باطنی جس کو چاہے حق تعالیٰ دے دے، کوئی شاہ صاحبوں ہی کا حصہ تھوڑا ہی ہے، بادشاہ صاحب کو بھی مل جائے تو کیا تعجب۔

(۴) ایک مرتبہ مزاحاً فرمایا کہ آپ جس غرض سے آئے ہیں اس میں بے چونی کی کیفیت ہونی چاہئے پھر کیوں چونہ پھرایا جائے۔

(۵) ایک صاحب سے فرمایا کہ جب مقدر میں یہ ہے تو مکدّر ہونے کی ضرورت نہیں۔

(۶) ایک مرتبہ ہنس کر فرمایا بس ایسی مختصر نویسی بہت اچھی ایک دن لکھ لیا بوٹی اور ایک دن لکھ لیا روٹی۔

(۷) فرمایا کہ جناب آپ نے فٹ بال والے لڑکوں کا حال بھی سن لیا کہ انہوں نے کیا حرکت کی؟ دیکھا فٹ بال کا نتیجہ اخیر میں وبال ہی ہوتا ہے۔

(۸) ایک صاحب بڑھاپے میں حضرت سے جلالین شریف پڑھتے تھے، ایک موقع پر کسی بات کے نہ سمجھنے پر انہوں نے معذرت سے عرض کیا کہ یہ میری جہالت ہے، حضرت نے فوراً لطف کے ساتھ فرمایا کہ جی نہیں! جہالت کیوں چہ حالت ہے (یعنی کیسی اچھی حالت ہے)

(۹) فرمایا کہ ان کے باپ کو بہت صدمہ ہے، اس لیے فرطِ شفقت سے وہ ان کے حق میں صد ماں (یعنی سو ماں) ہیں۔

(۱۰) کس نے عمدہ جائے نماز بنانے کی درخواست کی تو فرمایا اتنا روپیہ کسی نیک کام میں لگا دیا جائے، ہنس کر فرمایا ایسی دری دری نہیں بلکہ ایک در ہے جو اکثر بیچ میں آجاتا ہے اللہ میاں اور بندے کے۔

(۱۱) فرمایا جہاں خلوص ہوتا ہے وہاں فلوس خود بخود آجاتا ہے۔

(۱۲) وہاں نہ چندہ تھا نہ کچھ تھا پھر بھی ہر وقت خندہ ہی خندہ تھا، یہ شان علما کی ہونا چاہئے۔

حضرت کے ملفوظات و مکتوبات میں اس قسم کے بہت جملے پائے جاتے ہیں، جس سے آپ کی لطافتِ طبع اور رعایتِ لفظی میں کمال کا پتہ چلتا ہے۔

اس کی بھی ضرورت ہے کہ حضرت حکیم الامتؒ نے مثنوی شریف کی شرح پر جو محنت فرمائی ہے اس کی خوبیوں کو اجاگر کیا جائے، شاید اللہ کا کوئی بندہ اس کو انجام

دے دے، بہرحال ان ملفوظات کے انتخاب کا مقصد یہی ہے کہ ہمارے اکابرین کے ادبی ذوق کا اندازہ کیا جا سکے اور ہمارے مدارس کے طلبا میں سے کم از کم چند طلبا ادبیات فارسی میں بھی مہارت حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوں، ورنہ رومی وشیرازی، سعدی وفردوسی، اقبال وغالب کا قیمتی ورثہ صرف کتب خانوں کی زینت بنا رہے گا۔

اللہ تعالی ہم سب کو اپنے اسلاف کے سرمایۂ علمی کو سمجھنے اور اس کی حفاظت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

واللّٰه الموفق إلٰی سواء السبیل.

و صلی اللّٰه تعالٰی علی سیدنا محمد

وعلی اٰله وأ صحابه أجمعین.

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

مقیم حال ٹورنٹو، کینیڈا

شعر و سخن

(۹۸)

زیارتِ مکہ

مصنف: مولانا ولی اللہ ولیؔ قاسمی بستوی

ناشر: مکتبۂ ولی، سنہ اشاعت: ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء، صفحات: ۶۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا ولی اللہ قاسمیؔ بستویؔ زید مجدہ جامعہ اشاعت العلوم میں پچھلے کئی سالوں سے تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں اور کافی مقبول ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو دردِ دل کی نعمت سے نوازا ہے، اور اسی سوز اور دردِ دل کا نتیجہ ہے کہ بلا تکلف ان کے قلم سے بہترین اشعار وجود میں آ رہے ہیں۔

اب تک ہزاروں شعر کہہ چکے ہیں، مولانا کی شاعری فطری ہے، اس میں تصنع کا نام ونشان نہیں جو جذبات وواردات قلب میں آتے ہیں وہ شعر کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

ہمارے استاذ حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادی علیہ الرحمۃ جو "دارالعلوم دیوبند" کے ذہین اور ممتاز اساتذہ میں تھے، وہ فرماتے تھے کہ میں نے شعر کہنے کی بہت کوشش کی؛ مگر چند مصرعے بھی نہ کہہ سکا، شاعر تو موہوب من اللہ ہوتا ہے۔

مولانا ولی اللہ قاسمیؔ مدظلہ کے اشعار خالص اسلامی شاعری کا نمونہ ہیں، نہ تو اس میں محبوب کے خد وخال کا ذکر ہے اور نہ وصل وفراق کی داستانیں ہیں؛ بل کہ

اسلام وشعائر اسلام کی عظمت، عشقِ خدا، حب رسول اور دیارِ حبیب سے والہانہ تعلق کا اظہار ہے، یا خادمانِ دین اور مراکز دینیہ کی تعریف وتوصیف ہے۔ اور پھر ایسی سادہ اور سلیس زبان کہ معمولی پڑھا لکھا بھی سمجھ سکتا ہے، اور دل سے نکلے ہوئے کلمات سے اثر لیتا ہے۔

یہ ناچیز نہ شاعر ہے نہ ادیب، اس لیے ان کے اشعار کی فنی خوبیوں کو اجاگر کرنے سے قاصر ہے، یہ کام تو اردو زبان کا کوئی ماہر اور نقاد ہی انجام دے سکتا ہے؛ البتہ میرے جیسا عامی بھی مولانا ولی بستوی کی سوزش قلب سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مولانا مدظلہ کو جب حرمین شریفین کی زیارت کا موقع ملا تو ان مقامات مقدسہ میں پہنچ کر آتش شوق تیز تر ہوگئی، اور سیکڑوں اشعار زبان پر جاری ہوگئے، جن کو چھوٹے چھوٹے کتابچوں میں مختلف ناموں سے محفوظ کرلیا گیا، حمد باری، یاد مدینہ اور زادِ مدینہ، اسی پاکیزہ سفر کی یادگار ہیں، فرماتے ہیں:

دل میں ہے تیری محبت، لب پہ ہے چرچا تیرا
تیرے کوچے میں ٹہلتا پھر رہا ہوں جھوم کر
چاہتا ہے دل درِ عالی کو تیرے چوم لوں
دیتا ہوں دل کو تسلی، ہاتھ اپنا چوم کر

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ

یاد تیری راحتِ جاں، تذکرہ وجہِ سکون
رقص کرتا ہے نگاہوں میں حسیں پیکر تیرا

یقیناً عشق ومحبت سے لبریز دل سے ہی یہ الفاظ نکل سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر مومن کو عشق الٰہی اور عشق نبی کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین!

ایک جگہ اور فرماتے ہیں:

مئے عشق کا جام میں نے پیا ہے
نشہ میرے دل پر چڑھا جارہا ہے

اور مولانا نے سچ کہا ہے کہ:

تیرے فیضانِ الفت سے ہوئے آباد میخانے
تیری نظرِ محبت سے بھرا کرتے ہیں پیمانے

امید ہے کہ اہل ذوق حضرات مولانا ولی صاحب کے پرسوز کلام سے بھرپور استفادہ کرکے اپنے دلوں میں عشق خدا اور حبِّ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ بھڑکائیں گے۔ خدا کرے کہ مولانا اپنے کلام کے ان چھوٹے چھوٹے رسالوں کو ایک ہی دیوان میں جمع فرمالیں؛ تاکہ استفادہ آسان ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اور ان کے فیض کو آیندہ بھی جاری وساری رکھے۔ آمین! **وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز!**

فقط والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۱۳/ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ

۲/نومبر ۲۰۰۹ء بروز دوشنبہ

(۹۹)

دیوان الإمام الشافعيؒ

ترجمہ وتشریح: مفکر ملت حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

ناشر: مجلس معارف کاپودرا، صفحات: ۲۵۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناچیز کو اپنے محترم ماموں الحاج غلام حسین پٹیل صاحب افریقی اور ان کے رفیق سفر الحاج ریاض احمد خاں صاحب افریقی کے ہمراہ اوائل ۲۰۰۰ء میں علاقۂ کوکن (جنوبی ہند) کے سفر کا اتفاق ہوا، کوکن کی مشہور دینی درس گاہ(۱) ”جامعہ اسلامیہ شری وردھن“ کے ناظم صاحب اور اساتذۂ کرام چند سالوں سے اس درس گاہ کی ملاقات کی دعوت دے رہے تھے؛ مگر باوجود دومرتبہ پروگرام طے ہونے کے سفر نہ ہوسکا تھا، اس لیے اس سفر میں وہاں کی حاضری کا پختہ ارادہ کرلیا گیا اور بھائی ریاض خاں صاحب نے فون کے ذریعہ پروگرام کی اطلاع دے دی۔

جب وہاں حاضر ہوئے تو اساتذۂ کرام اور طلبہ نے بے حد اکرام اور محبت کا اظہار فرمایا، اس درس گاہ میں ”دارالعلوم فلاح دارین“ ترکیسر کے چند فضلا بھی تدریس کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، ان کی اور دیگر اساتذۂ کرام کی تعلیمی اور

(۱) یہ درس گاہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کی ذات گرامی کی طرف منسوب ہے اور اس کا پورا نام مدرسہ حسینیہ عربیہ شری وردھن ہے۔

تربیتی سرگرمیوں کو دیکھ کر دل بہت خوش ہوا، طلبہ میں حسن اخلاق اور جامعہ میں ہر طرف صاف ستھرا ماحول دیکھ کر مزید مسرت ہوئی۔

تعلیمی مسائل پر گفتگو ہوئی اور نصاب تعلیم کے بارے میں معلومات حاصل کی تو ”**دیوان الإمام الشافعيؒ**“، کو بھی شامل نصاب پایا، راقمِ سطور نے جب اس کتاب کو دیکھا تو بہت پسند آئی اس لیے کہ امام جلیل کا یہ دیوان حسنِ اخلاق اور حکمت وموعظت سے لبریز ہے۔

مولوی زین العابدین سلمہ ودیگر عزیزوں نے بندے کو اس کتاب کا ترجمہ کرنے کی طرف اشارہ فرمایا اور کتاب کے دو نسخے بھی ہدیۃً مرحمت فرمائے۔

جزاهم الله تعالىٰ خيراً!

سفر سے وطن واپسی پر معلوم ہوا کہ قریب کے قریہ سے ایک صاحب ٹورنٹو کے سفر پر جارہے ہیں، بندے نے ان کے ساتھ دونوں کتابیں اس غرض سے ارسال کیں کہ ٹورنٹو کینیڈا احقر کے گھر پہنچا دیں؛ مگر بدقسمتی سے کتابیں نہ پہنچ سکیں، کتاب کی گم شدگی کا علم ہوا تو بہت قلق ہوا؛ مگر صبر کے علاوہ چارہ نہ تھا، ٹورنٹو کے عربی مکتبات میں تلاش کی مگر دیوان امام شافعیؒ کا ایک بھی نسخہ دست یاب نہ ہوسکا۔

۱۴۲۱ھ کے رمضان المبارک میں حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی، یہ سفر عزیزم مولانا غلام محمد وستانوی حفظہ اللہ رئیس جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا اور نورِ چشم عزیزم مولوی اسماعیل سلمہٗ مقیم بولٹن کی عنایتوں کے سبب ہوا۔

فجزاهم الله خيرا!

اس سفر میں حرمین شریفین کے مکتبات میں ''دیوان امام شافعیؒ'' کی جستجو شروع کی، الحمدللہ! وہاں چند ایسے نسخے دست یاب ہوگئے جو مختلف اہل علم کی تحقیق سے شائع ہوئے تھے، جس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) **ديوان الإمام الشافعيؒ: شرحه وضبط نصوصه وقدم له، الدكتور عمر فاروق الطباع، شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم، بيروت، لبنان.**

(۲) **ديوان الإمام الشافعيؒ: تقديم و مراجعة، الدكتور إحسان عباس، دار صادر، بيروت، لبنان .**

(۳) **ديوان الإمام الشافعيؒ: المسمىٰ بالجوهر النفيس في شعر الإمام محمد بن إدريس، إعداد و تعليق و تقديم، محمد إبراهيم سليم، مكتبة ابن سينا، قاهره، مصر الجديدة .**

(۴) **ديوان الإمام الشافعيؒ، جمعه وعلق عليه محمد عفيف الزعبي، دار النور .**

(۵) **ديوان الإمام الشافعيؒ، جمعه وحققه وشرحه، دكتور إميل يعقوب، دار الكتاب العربي، بيروت.**

(۶) **ديوان الإمام الشافعيؒ، جمعه وشرحه الأستاذ عبد العزيز سيد الأهل، يصدره المجلس الأعلى للشئون الإسلامية، قاهره، مصر۔**

ان میں سے چار نسخے حرمین شریفین کے کتب خانوں سے خریدے اور نمبر ۴، چار اور ۶، چھ پر مذکور نسخے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، گجرات کے کتب خانہ سے مستعار لیے گئے، نیز حکمت صالح کی کتاب'' **دراسة فنية في شعر الشافعيؒ**'' بھی مکتبۃ الایمان مدینہ منورہ سے مل گئی، البتہ استاذ زاہد کا مرتب کردہ دیوان نہ مل سکا۔

سیدنا امام شافعیؒ کی تمام توجہ علم حدیث وتفسیر وفقہ کی طرف تھی اور عمر کا قیمتی وقت استنباط مسائل ہی میں صرف فرمایا اور باوجود ادبی ذوق کے شعر وشاعری کی طرف رخ نہیں فرمایا، فرماتے ہیں:

لولا الشعر بالعلماء يزري لكنت اليوم أشعر مين لبيد

شعر گوئی کا پیشہ اختیار کر لینا علما کے لیے عیب کی بات نہ ہوتی تو میں آج لبید سے بڑا شاعر ہوتا۔ امام موصوف نے اپنی حیات میں نہ اس کو اہمیت دی اور نہ ہی ان کا کوئی دیوان مرتب ہوا، مگر مختلف مواقع اور مناسبت پر امام شافعیؒ برجستہ کچھ قطعات ارشاد فرمادیتے تھے، جو ان کے تلامذہ محفوظ کر لیتے تھے، وہ اشعار مختلف کتابوں میں منتشر طور پر نقل ہوتے رہے اور انہیں اشعار کو بعد والوں نے جمع کر کے'' دیوان امام شافعیؒ'' کے نام سے شائع کر دیا۔

اس دیوان کے مختلف نسخوں کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ محققین اور امام صاحبؒ کے اشعار جمع کرنے والوں کے نزدیک بعض اشعار کا انتساب امامؒ کی جانب صحیح نہیں ہے، اسی لیے ہر نسخہ میں اشعار کی تعداد نیز ہر قافیہ کی ابتدا اور ترتیب میں فرق ہے۔ ان میں بعض وہ اشعار ہیں جن کی نسبت سیدنا حضرت علیؓ کی طرف کی گئی ہے اور بعض

وہ اشعار بھی ہیں جو اصلا دوسرے شعرا کے ہیں مگر امام شافعیؒ چوں کہ ان اشعار کو اکثر پڑھا کرتے تھے، اس لیے امامؒ کے تلامذہ نے ان اشعار کی نسبت بھی امام صاحبؒ کی طرف کردی ہے، بہر حال ہم نے ترجمہ کی سہولت کے لیے ڈاکٹر عمر فاروق الطباع کے نسخہ کو سامنے رکھا ہے اور ڈاکٹر احسان عباس کے نسخہ کے زائد اشعار بھی شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔

دکتور امیل یعقوب نے ان اشعار کی تخریج اور حوالوں کا خاص اہتمام کیا ہے اور مختلف کتابوں میں اشعار میں واقع الفاظ کے فرق کو بھی حاشیہ میں لکھ دیا ہے، جن اشعار کی نسبت سیدنا علیؓ یا کسی اور کی طرف کی گئی ہے اس کی بھی تصریح کردی ہے۔

ناچیز کو اس بات کے اعتراف میں کوئی حرج نہیں ہے کہ درس وتدریس کا سلسلہ عرصہ سے چھوٹ جانے کے سبب ترجمہ کا حق ادا نہیں کرسکا ہوں؛ تاہم جو کچھ ہوسکا ہے پیش کردیا ہے، اہل علم حضرات سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ جہاں کہیں غلطی ہوئی ہو مطلع فرماکر احسان فرمائیں؛ تاکہ آیندہ اس کی اصلاح ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ امام شافعیؒ کے درجات کو بلند فرمائے اور ہم سب کو ان کے اس قیمتی خزانہ سے استفادہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

والسلام

عبداللہ کاپودروی غفرلہ

حال مقیم ٹورنٹو (کینیڈا)

۴/صفر المظفر ۱۴۲۲ھ- یکم مئی ۲۰۰۱ء

(۱۰۰)

مقدمۂ طبع ثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"**دیوان الامام الشافعيؒ**" کے ترجمہ کا کام ۲۰۰۱ء میں مکمل ہوگیا تھا، اس کی طباعت ایک سال کے بعد ہوئی۔ عزیزم مولوی عبد الرحیم صاحب سلمہ، رویدروی، استاذ حدیث جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کی مساعی اور عزیز محترم مولانا غلام محمد وستانوی حفظہ اللہ کے تعاون خاص سے کتاب طبع ہوئی تھی۔

فجزاهم الله أحسن الجزاء !

پھر دوبارہ محترم مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب مدظلہ (بانی ومہتمم: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر) کے سامنے تذکرہ ہوا تو انہوں نے اس کی دوبارہ طباعت کرنے کا خیال ظاہر فرمایا اور کتاب کے اغلاط کی اصلاح کے لیے جامعہ کے مدرس مولانا عبد الرشید خان پوری صاحب سلمہ؛ کو ذمہ داری سپرد فرمائی۔

عزیز موصوف نے بہت عرق ریزی سے اصلاح کا کام انجام دیا۔ درس و تدریس کے ساتھ کتاب پر بھی نظر فرماتے رہے؛ اسی اثناء میں ان کے والد محترم کی سخت علالت اور وفات کے سبب کام میں تاخیر ہوتی رہی، چناں چہ ڈیڑھ سال کے بعد اب یہ کام مکمل ہوا ہے۔ مولانا نے ترجمہ پر بھی نظر ڈالی اور تشریحی نوٹ میں بھی ضروری اضافے فرمادیئے ہیں اس لیے اب اس جدید ایڈیشن میں مولانا موصوف کا

قابل قدر حصہ بھی شامل ہو گیا ہے۔اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کاوش ومحنت کا بہترین بدلہ عطا فرمائے ؛ بالخصوص ان کے والد مرحوم کے لیے اس محنت کو ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین! **اللّٰهم اغفر له وارحمه وسكنه في الجنة !**

مولانا عبدالرشید صاحب کے ساتھ مولانا محمد شاکر صاحب بورسدی، فاضل جامعہ علوم القرآن کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے،عزیز موصوف نے اصلاح شدہ مسوّدہ کو کمپیوٹر پر خوبصورت انداز میں لکھ کر طباعت کے قابل بنایا،اللہ تعالیٰ مولانا کی اس گراں قدر خدمت کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین!

اس جدید ایڈیشن میں دیوان امام شافعیؒ کے دوسرے نسخوں کو بھی جو بعد میں دستیاب ہوئے تھے سامنے رکھا گیا ہے۔مجموعی طور پر "**ديوان امام شافعيؒ**" کے جملہ نسخے پیشِ نظر رہے اور موجودہ نسخوں کے دیگر اشعار بھی مولانا عبدالرشید صاحب نے شامل فرمائے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مساعی کو قبول فرما کر طلبائے مدارس کے لیے اس کو نافع بنائے اور مترجم،شارح،کاتب وناشر سب کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے۔

"**وماذالک علی اللہ بعزیز**"!

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہٗ کاپودروی

۵،محرم الحرام،۱۴۲۵ھ



متفرقات

(۱۰۱)

کشکول ذوالفقار

افادات: حضرت اقدس مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب نروریؒ

سابق شیخ الحدیث: دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر

تبیض وترتیب: اسماعیل کوثر عفا اللہ عنہ

ناشر: سراج منیر ٹرسٹ نرور، شیوپوری، ایم پی، صفحات: ہر دو جلد ۸۹۲

سنہ اشاعت: محرم ۱۴۳۸ھ-اکتوبر ۲۰۱۶ء

الحمد لوليه، والصلاة والسلام على أهله، أما بعد!

قدیم زمانے سے علما اور اصحاب علم وفضل کا یہ طریقہ رہا ہے کہ مطالعہ کے درمیان کوئی کام کی بات نظر آ گئی یا ان کے ذہن میں کسی آیت یا حدیث کی کوئی توجیہ آئی یا شریعت کے احکام میں کوئی حکمت نظر آئی تو اس کو فوراً کاپی میں نقل کر دیتے، اس کو کبھی حاصل مطالعہ اور کبھی چنے ہوئے موتی یا کشکول کے نام سے طبع کرا دیتے، ایسے کشکول میں مختلف موضوعات کی بحث اور قیمتی باتیں مل جاتی ہیں۔

حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب نروریؒ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر گجرات صاحب فکر اور وسیع المطالعہ عالم تھے، اور خطابت کے میدان کے جہاں شہ سوار تھے وہیں تحریر میں بھی بلند مقام رکھتے تھے، دورانِ تقریر وہ عجیب عجیب نکات اور حکم پیش کرتے تھے، مولانا موصوف نے بھی اسلاف کے نقش قدم پر ایک کشکول تیار کی، جس میں علم وحکمت کی قیمتی باتیں جمع فرمائی ہیں۔

بندہ کو یہ کتاب بغرض نظر واصلاح موصول ہوئی، جب اس کو دیکھنا شروع کیا تو محسوس ہوا کہ اس میں بہت سی قیمتی باتیں جمع کردی گئی ہیں۔

ج۱/ ۲۴۸ر پر ''اہل اللہ کی صحبت کا اثر'' کا عنوان ہے، اس کے ذیل میں رقم طراز ہیں ''جن کو بزرگوں اور اہل اللہ کی خاموشی فائدہ نہ پہنچائے ان کو ان کا بولنا بھی فائدہ نہ دے گا؛ بل کہ آگے بڑھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ جن کو ان کی زیارت فائدہ نہ پہنچائے ان کو ان کی خاموشی بھی فائدہ نہ پہنچاسکے گی، جب کشمیر کی برف باری کا اثر گجرات آسکتا ہے تو اہل اللہ کے انفاس قدسیہ کے اثرات پاس بیٹھنے والوں کو محسوس کیوں نہیں ہوسکتے ؟''

مثلاً ج۲/ص۱۳۱ر پر ''مدارس کی اہمیت'' کا عنوان ہے، اس میں لکھا ہے کہ جیسے نجاست اور گندگی کھا کر سنترے کا درخت سنترہ دیتا ہے، ایسے ہی مدارس لوگوں کے مال کا میل کچیل یعنی زکاۃ کھا کر حفاظ، قرا، علما اور مشائخ دیتے ہیں، جن کے لوگ ہاتھ چومتے ہیں اور سر پر بٹھانے کو فخر سمجھتے ہیں۔ نیز قوم کے غریب اور نادار بچوں کو، جن کے ماں باپ نہ ان کو پڑھانے کی طاقت رکھتے ہیں، نہ تربیت کی، نہ ہنر سکھانے کی، ایسے غریب بچوں کو یہ مدارس اپنی محنت اور خرچ سے حافظ وقاری، امام، خطیب، عالم اور مفتی بنادیتے ہیں۔

ج۲/ص ۹۶ر پر لکھا ہے کہ ''دنیا میں احتساب غیر بڑھ رہا ہے، احتساب خویش سے بے پروائی برتی جارہی ہے، انسان اوروں کے لیے بینا اور اپنے لیے نابینا بنا ہوا ہے''۔

یہ صرف تین مثالیں ہیں، اس قسم کی بہت سی انمول معلومات اس کتاب میں جمع کردی گئی ہیں۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں ہی اس کو طبع کرانا چاہتے تھے؛ مگر اس ارادے کی تکمیل سے قبل ہی مولانا اپنے رب کے پاس پہنچ گئے، بعد میں اس مسودہ کو ان کے نیک مقام وفاضل فرزند مفتی محمد جنید سلمہٗ نے حفاظت کی غرض سے جوں کا توں شائع کردیا تھا، جس کو اہلِ علم حلقوں میں قبولیت کی نگاہوں سے دیکھا گیا؛ مگر مرحوم کے مسودات میں ابھی ایک بڑا ذخیرہ تشنۂ تبییض وتکمیل تھا، مطبوعہ مواد پر بھی از سرِ نو کام کی ضرورت محسوس ہورہی تھی، اس وجہ سے مولانا مرحوم کے شاگرد اور عزیزی مولوی اسماعیل کوثر فلاحی سلمہٗ نے اس پر کام کرکے تقریباً نو سو صفحات میں یہ سوغات قارئین کی ضیافت طبع کے لیے پیش کی ہے، اس پر نظر ثانی کے دوران احقر نے موصوف کو چند مشورے بھی دیے ہیں جن کو وہ پورا کرلیں گے۔

بہر حال اس کتاب کی ترتیب واشاعت پر موصوف اور مفتی جنید سلمہٗ کو مبارک باد دیتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد جنید صاحب، مولوی اسماعیل کوثر سلمہٗ اور دیگر معاونین کو بہترین بدلہ عطا فرما کر اجرِ عظیم عطا فرمائے، اور امت کو خصوصاً علما اور طلبا کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

احقر عبد اللہ غفرلہ کاپودروی - مقیم حال ٹورنٹو کینیڈا

مؤرخہ: ۳ر محرم الحرام ۱۴۳۸ھ - ۵ر اکتوبر ۲۰۱۶ء

(۱۰۲)

آداب الجماع والمباشرۃ

از مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری مدظلہ

ناشر: جامعۃ القراءات کفلیۃ

صفحات: ۸۶، سنہ اشاعت: جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ - جولائی ۲۰۰۷ء

ٹورنٹو کینیڈا، ۵/صفر ۱۴۲۱ھ

عزیز القدر مولوی مرغوب احمد صاحب زادکم اللہ علما وفضلاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد سلام مسنون!

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

۱- آپ کی تالیفات کی اشاعت سے مسرت ہوتی ہے، اس ہفتہ ''آداب الجماع والمباشرۃ'' نامی رسالہ نظر سے گزرا، اپنے موضوع پر اچھا مواد جمع ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ اس طرح مزید خدمت کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

۲- پاکستان کے ایک صاحب قلم کی کتاب ''خواتین کی اسلامی زندگی کے سائنسی حقائق'' شایع ہوئی ہے، اچھی مفید کتاب ہے، اس کے ص ۲۰/ پر ایام حیض ونفاس میں ترک جماع کے عنوان سے جو باتیں مؤلف نے لکھی ہیں، ان کو مناسب خیال فرمائیں تو آیندہ ایڈیشن میں شامل فرمالیں اور بھی بعض مضامین قابل اخذ ہیں۔

۳- آپ کے مذکورہ رسالہ کے ص ۱۴/ پر جو عربی اشعار ہیں، ان کے پہلے شعر کا ترجمہ اس حقیر کے نزدیک قابل اصلاح ہے، جو ترجمہ: ا/ میں چھپا ہے، اس پر غور فرمالیں، ناچیز کے خیال میں ترجمہ اس طرح ہوگا:

رات دراز ہوگئی اور اس کا اکثر حصہ ڈھل گیا؛ مگر میری آنکھوں سے نیند غائب ہوگئی؛ کیوں کہ میرے ساتھ کوئی لیٹنے والا نہیں، جس کے ساتھ میں دھینگا مستی کرسکوں۔

'' **ألاعبه** '' کا ترجمہ دھینگا مستی آتا ہے۔ ''**أرق**'' (س) **أرقا** :رات میں نیند نہ آنا، '' **أرقد**'' بیدار رکھنا، یہ لفظ ''**رقت**'' سے نہیں ہے، جیسا کہ مترجم نے سمجھا ہے۔

دوسرے مصرعہ میں '' **ضجيج** ''نہیں ہے، ''**ضجيع** ''کا لفظ ساتھ لیٹنے والا ہونا چاہیے، جیسے ص ۱۳/ پر ''**خليل**'' اور '' **حبيب** '' وارد ہوا ہے۔ ''**ضج**'' کا معنی شور کرنا ہوگا؛ مگر یہاں اس کا کوئی محل نہیں، '' **ضجيع** ''ہی مناسب ہے۔ ''**ازورّ عن الشيء وتزاور أي مال** ''، جس کا ترجمہ بندے نے ڈھل جانا کیا ہے۔

هذا ما عندي، والله أعلم بالصواب .(۱)

---

(۱) وہ شعر درج ذیل ہے، جس کا ترجمہ راقم نے ''تحفۃ العروس'' کے ترجمہ کے حوالہ سے نقل کیا تھا، جس کی حضرت نے اصلاح فرمائی:

تطاول هذا الليل وازورّ جانبه   وأرقني على أن لا ضجيج ألاعبه

ترجمہ: رات بھیکتی چلی گئی اور اس کا سرا دراز ہوا، مجھے اس چیز نے رقت میں مبتلا کر دیا کہ یہاں کوئی شور یا ہنگامہ نہیں جس سے میں دل ہی بہلا سکوں۔ (مولانا مرغوب احمد)

۴- "تذکرۃ المرغوب" اور "مرغوب الفتاویٰ" کا انتظار رہے گا، طبع ہونے پر مطلع فرمائیں؛ تاکہ استفادہ کرسکوں۔

۵- جولائی میں آپ کے شہر میں حضرت مفکر ملت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ پر جو سیمینار ہو رہا ہے اس میں شرکت کا ارادہ ہے " **الأمر بید اللّٰہ** "۔ اللہ تعالیٰ اس سیمینار کو علمائے کرام میں اسلام کے لیے کام کرنے کا حوصلہ پیدا کرنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

عصبیت والا مضمون کسی رسالہ میں نظر سے گزرا تھا، اس مضمون کو انگریزی، گجراتی میں ترجمہ کرکے ہر علاقہ میں پھیلانے کی ضرورت ہے، اس عصبیت جاہلیہ نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور مسلمانوں کو وحدت کلمہ کی بنیاد پر بنیان مرصوص بنادے۔

۷- محترم مولانا یعقوب قاسمی صاحب، مولانا مصلح الدین صاحب، مفتی یوسف ساچا صاحب وغیرہ علما واحباب کی خدمت میں بشرط سہولت ویاد اور عدم مانع سلام مسنون عرض فرمائیں۔

۸- بندہ کے لیے استقامت اور حسن خاتمہ کی دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

اخوکم

عبداللہ کاپودروی

نزیل ٹورنٹو، کینیڈا

(۱۰۳)

اتحاف الطلبة بما یحصل من العلوم المتفرقة

از حضرت مولانا عمر فاروق صاحب لوہاروی مدظلہ، شیخ الحدیث دارالعلوم لندن

ناشر: جامعہ ابوہریرہؓ گوسمبا، سنہ طباعت: جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ، صفحات: ۵۲۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا عمر فاروق صاحب لوہاروی زید فضلہٗ ومدظلہ (شیخ الحدیث دارالعلوم لندن) کے قلم گوہر بار سے ایک مفید اور دل چسپ کتاب " **إتحاف الطلبة بما یحصل من العلوم المتفرقة** " کے نام سے طبع ہوکر منظر عام پر آرہی ہے، اس کتاب میں مولانا مدظلہ کے مطالعہ کے دوران جو مفید باتیں اور علمی لطائف نظر سے گزرے، ان کو جمع کیا گیا ہے۔

بہت سے علما نے اس طرح مفید علمی باتیں "کشکول" یا "حاصل مطالعہ" اور "ثمرات الاوراق" وغیرہ ناموں سے مرتب کرکے شایع کی ہیں، جن سے اہلِ علم اور خصوصاً طلبۂ عزیز کو قیمتی معلومات حاصل ہوجاتی ہیں۔

مولانا عمر فاروق صاحب مدظلہ کی اس کتاب میں ایک نیا عنوان " **مایتعلق بالأوهام** " نظر سے گزرا، جس سے مولانا کی وسعت مطالعہ اور دقت نظر کا اندازہ ہوتا ہے، دنیا میں بڑے بڑے علما سے تسامحات ہوتے ہیں، ایک صاحب نظر عالم کا فرض ہے کہ اس پر ناقدانہ نظر ڈالے اور اس کی تصحیح کرے۔ عربی زبان میں مثل مشہور

ہے "إن الجواد قد یکبو" عمدہ گھوڑا بھی کبھی ٹھوکر کھالیتا ہے، اس لیے ان تسامحات یا اوہام کی طرف اشارہ کرنا کوئی عیب نہیں ہے؛ بل کہ مخلص علما اور مصنفین تو اس پر شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہماری غلطی یا وہم پر ہمیں متنبہ فرمایا۔

"**ما یتعلق بالعلم والعلماء**" میں بھی ہمارے اکابر کے قیمتی ملفوظات ہیں، جن کا ہر طالب علم کو بار بار مطالعہ کرنا چاہیے، الحاصل پوری کتاب بار بار پڑھنے اور مذاکرہ کے قابل ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا مدظلہ کی اس علمی خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے، مولانا مدظلہ کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور ان کے علمی فیوضات سے امت کو نفع پہنچتا رہے، مولانا کے قلم سے اس طرح کی مفید کتابیں وجود میں آ کر طبع ہوتی رہیں۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز !

اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ، واجعل آخرتنا خیرا من الأولیٰ.

آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی نبیه ورسوله محمد صلی اللہ علیه وسلم.

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ

۲۴/ مارچ ۲۰۱۳ء

(۱۰۴)

افکار پریشاں جلد اول

از مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

ناشر: مجلس معارف کاپودرا، سنہ اشاعت: صفر ۱۴۲۶ھ- مارچ ۲۰۰۵ء، صفحات: ۳۸۴

پیش لفظ

الحمدللہ الذي علم الإنسان ما لم یعلم، والصلاة والسلام علی نبیه الأکرم، وعلی آله وصحبه أجمعین.

ناچیز نہ تو مصنف ہے نہ محقق؛ البتہ کبھی کبھی کوئی مضمون کسی خاص مناسبت اور کسی خاص موقع پر سمجھ میں آتا ہے تو چند سطریں لکھ کر ماہانہ یا ہفتہ واری رسائل میں ارسال کر دیتا ہوں۔

پیش نظر مضامین ملک کے معروف مجلّات میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے، بعض مخلص احباب اور عزیزوں کی یہ رائے ہوئی کہ ان متفرق مضامین کو جمع کر کے کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے؛ تاکہ یہ مجموعہ محفوظ ہو جائے۔

ان مضامین میں نہ تو کوئی نادر تحقیق ہے اور نہ کوئی جدید علمی بحث بل کہ یہ عام ’’خواطرات،، ہیں جن کو حسب موقع تحریر میں لایا گیا۔ اس کے ساتھ چند مختصر رسائل کو بھی اس مجموعہ میں شامل کر دیا گیا ہے؛ جو شاید طالبان مدارس عربیہ کے لیے مفید ہو سکتے ہیں، خصوصاً علامہ ابوالفتح علی بن محمد بن حسین بستی رحمہ اللہ (۳۳۰-۴۰۰) کے بہت ہی قیمتی اشعار نیز دنیا کے کتب خانوں میں عربی مخطوطات کی نشان دہی اہل

علم واصحاب تحقیق کے لیے کارآمد چیز ہے۔

اگراس مجموعہ میں قارئین کوکوئی مفید چیز مل جائے تو یہ توفیق الٰہی کا ثمرہ ہے، اوراگراس میں کوئی غلطی ہے تو اس ناچیز کی کم علمی اور بے بضاعتی پرمحمول فرما کر اصلاح کی کوشش کریں۔

اب یہ مجموعہ جب طباعت کے لیے تیار ہوا ہے تو میرے عزیز اور قابل قدر برادر جناب شبیر احمد اسماعیل لولات صاحب مقیم حال لوساکا زامبیا کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جنہوں نے طباعت کے جملہ مصارف اپنے ذمہ لے کر مخلصانہ تعاون فرمایا اوراس طرح علمی کام کرنے کی ہمت افزائی فرمائی۔

فجزاهم الله أحسن الجزاء!

نیز عزیزان گرامی مولوی محمد ادریس جیتالی فلاحی سلمہ اور مولوی فضل محمود بمبوی فلاحی سلمہ اور مولانا محمد یوسف ٹنکاروی فلاحی زید فضلہ کا بھی ممنون ہوں کہ ان تینوں عزیزوں نے اس کی کتابت، ترتیب وطباعت کے کام میں پوری توجہ فرما کر قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، اللہ رب العزت ان سب حضرات کو اپنی شایان شان بدلہ عطا فرمائے۔آمین!

دعا ہے کہ اللہ رب العزت جو کچھ کام ہوا ہے اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور زندگی کے آخری لمحہ تک اس کی رضامندی کے کاموں میں مشغول رکھے۔

وهو الموفق للصواب، وإليه المرجع والمأب، وصلى الله على رسولنا ونبينا محمد صلى الله عليه وسلم، وعلىٰ اله وأصحابه أجمعين.

والسلام......احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ ۲۵رمحرم الحرام ۱۴۲۶ھ

(۱۰۵)

مکارم الشیم ترجمہ وشرح عنوان الحکم

تالیف: علامہ المحدث ابوالفتح علی بن محمد البستیؒ

ترجمہ: مفکر ملت حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

ناشر: مجلس معارف کاپودرا، صفحات: ۳۲

صاحب قصیدہ ابوالفتح علی بن محمد بن حسین بستیؒ (۳۳۰-۴۰۰ھ) مشہور محدث اور عربی زبان کے ادیب وشاعر تھے۔فقہ شافعی میں بھی کمال رکھتے تھے۔ ۳۳۰ھ میں بست نامی شہر میں ولادت ہوئی، اسی شہر کی نسبت سے ان کو بستی کہا جاتا ہے۔ان کے شیوخ میں حافظ ابن حبان بستی بھی شامل ہیں۔حافظ ابوسلیمان خطابی بستی ان کے دوستوں میں اور حاکم نیشاپوری صاحب المستدرک علی الصحیحین ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔۴۰۰ھ میں وفات پائی۔

اپنے دور کے ائمہ ادب میں ان کا شمار ہوتا ہے۔عمدہ شعر کہتے تھے۔دیوان بھی مطبوع ہے۔نثر میں بھی بہترین موعظت وحکم کی باتیں تحریر فرمائی ہیں۔ان کا سب سے مشہور قصیدہ ''قصیدہ عنوان الحکم'' ہے، مشرق ومغرب میں اس کی خوب شہرت ہوئی اوران کے دور سے آج تک علما وطلبا اس قصیدہ کو حفظ کرتے رہے ہیں۔

بہت سے علمانے اس کی شرحیں لکھی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس قصیدہ میں جس فصاحت وبلاغت کے ساتھ اور شیریں انداز میں نصائح پیش کیے ہیں، وہ

مصنفؒ کے مطابق یاقوت ومرجان جیسے قیمتی ہیں۔

شام کے مشہور عالم اور محقق شیخ عبدالفتاح ابوغدہ **حفظه الله وأبقاه** نے اپنی کتاب ''**آداب الإسلام**'' کے آخر میں اپنی بہترین تعلیقات وتوضیحات کے ساتھ اس قصیدہ کو بھی شائع کر کے علما وطلبا کے لیے قیمتی ہدیہ پیش فرمایا ہے۔ **فجزاه الله عنا خير الجزاء!**

اس ناچیز نے شیخ عبدالفتاح مدظلہ کی تشریحات کو پیش نظر رکھ کر اس کا اردو ترجمہ اور مختصر تشریح کر دی ہے؛ تاکہ طلبہ کے لیے آسانی ہو، اگر طلبہ اس کو زبانی یاد کر لیں تو عربی زبان وادب کے ساتھ قیمتی نصائح سے بھی مستفید ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف، محقق اور مترجم کی اس محنت کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے، اور طلبا کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ربنا تقبل منا إنک أنت السميع العليم، وتب علينا إنک أنت التواب الرحيم، وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وعلى آله وأصحابه وعلماء أمته أجمعين.

والسلام

احقر عبداللہ بن اسماعیل غفر اللہ لہ ولوالدیہ

مقیم حال ٹورنٹو، کینیڈا

۵ رجب المرجب ۱۴۱۵

۹ ر ستمبر ۱۹۹۴

(۱۰۶)

ماضی وحال کے اہم کتب خانے

از مفکر ملت حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

ناشر: الفلاح منزل کاپودرا، سنہ اشاعت: ۱۹۹۱ء، صفحات: ۳۲

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ علمی وتحقیقی کام کرنے والوں کے لیے کتب خانوں اور لائبریریوں کا وجود ایک بہت بڑی نعمت ہے، کتب خانہ ماضی اور حال کی شخصیات ومصنفین کی کاوشوں کا ایک زبردست خزانہ ہوتا ہے، اس کے ذریعہ برسوں پرانی علمی تحقیقات سے فیض حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اسی لیے دنیا کے بہت سے ملکوں اور شہروں میں قدیم ترین کتب خانے موجود ہیں جن کو بڑی بڑی شخصیات، تنظیموں اور حکومتوں نے قائم کیا ہے، جن میں نادر مطبوعات کے ساتھ ساتھ مخطوطات کا بھی وافر ذخیرہ ہے۔

تصنیفی، تحقیقی اور علمی کام کرنے والوں کو دنیا میں پھیلے ہوئے ان نادر کتب خانوں کا کم از کم اجمالی علم ہونا ضروری ہے؛ تاکہ ضرورت کے وقت ان سے استفادہ کیا جا سکے۔

ان کتب خانوں کے تعارف پر بعض حضرات نے مستقل کتابیں شائع کی ہیں، جن میں محترم ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب صاحب دمشق (شام) کی یونی ورسٹی میں کلیۃ الحدیث کے استاذ ہیں، انہوں نے ایک مفید کتاب ''**لمحات في**

المکتبة والبحث والمصادر" کے نام سے تحریر فرما کر شائع کی ہے، جس میں طلبا اور تحقیقی کام کرنے والوں کی رہ نمائی کے لیے اہم مراجع کا بہت اچھا تعارف کرایا گیا ہے۔

کتاب کے شروع میں دیگر مفید مضامین کے ساتھ اسلامی اور مغربی دنیا کے اہم کتب خانوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو بہت مفید اور پُر از معلومات ہے، ہم نے عربی مدارس کے طلبا کے لیے کتب خانوں کے متعلق انہی چند صفحات کا ترجمہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے، موصوف نے اکثر اسلامی ملکوں کے بڑے کتب خانوں کا ذکر کیا ہے؛ مگر پاکستان کے کتب خانوں کا ذکر رہ گیا تھا، اس کمی کو ہم نے محترم جناب رضا علی صاحب عابدی (رکن بی بی سی اردو سروس لندن) کی کتاب ''کتب خانے'' سے لے کر پورا کر دیا ہے، ہندوستان کے بھی بعض کتب خانوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے، مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے شوقین طلبا مشہور کتب خانوں سے واقف ہو جائیں اور موقع ہو تو عربی و فارسی کے ان قیمتی خزانوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالی ہمارے طلبا میں تحقیقی ذوق پیدا فرمائے؛ تاکہ وہ اپنے اسلاف کے اس عظیم سرمایہ سے خود بھی مستفید ہوں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز !

عبداللہ غفرلہ کاپودروی

یکم محرم الحرام ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۱ء

(۱۰۷)

سعادت جنرل نالج

از حضرت مولانا احمد صاحب ٹنکاروی مدظلہ

ناشر: جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ، سنہ اشاعت: رجب ۱۴۲۶ھ-ستمبر ۲۰۰۵ء، صفحات: ۱۷۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزم مولانا احمد صاحب ٹنکاروی صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ (استاذ حدیث جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ) قابل مبارک باد ہیں کہ انہوں نے طلبۂ مدارس عربیہ کے لیے معلومات عامہ اور عام انسانی ضرورتوں کے بارے میں ملکی قوانین پر مشتمل ایک مفید کتاب مرتب فرمائی، بندہ نے رسالہ کو مکمل دیکھا اور اس کو مفید پایا، اس قسم کی کتاب کی ضرورت مدت سے محسوس کی جا رہی تھی۔

اس دنیوی زندگی میں انسان کو مختلف شعبوں سے واسطہ پڑتا ہے، جس میں ریل، ڈاک، محکمۂ پولیس وغیرہ اہم شعبے ہیں، ہر شہری کو ان شعبوں کے قوانین سے واقفیت رکھنی ضروری ہے، اور کوئی بھی سنجیدہ اور تعلیم سے آراستہ آدمی ان بنیادی قوانین سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اس رسالہ کے ذریعہ طلبۂ مدارس کی ایک اہم ضرورت پوری ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کی اس اہم خدمت کو قبولیت عطا فرمائے اور اس طرح کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

والسلام...... احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی/ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ

(١٠٨)

خواطر وانطباعات عن الكتب والحياة

لفضيلة الشيخ محمد أرشد الأعظمي الندوي

الناشر : شرف الدين الكتبي وأولاده، عدد الصفحات: ٩١

يسرناأن نقدم اليوم بين يدي القراء كتابا باللغة العربية، وهذا الكتاب يحتوي على مقالات، وخواطر للمؤلف، هذه المقالات كتبت في ظروف متباينة وطبعت في جرائد ومجلات عديدة.

والمؤلف الفاضل أستاذ اللغة العربية والعلوم الإسلامية في دارالعلوم فلاح الدارين تركيسر، مديرية سورت، الهند. وهو متخرج من جامعة نـــدوة العلماء بلكناو. ومن تلاميذ المدرسة الفكرية والأدبية للشيخ الندوي المحترم.

ومن مآثر فضيلة الشيخ أبي الحسن الندوي المكرم الخالدة، وأعماله الجليلة النافعة، إنه أنشأ فوجا من الكتاب الإسلاميين، المتحمسين للإسلام، فيأخذون فكره ويقتدون بأسلوبه في مقالاتهم وكتاباتهم . فمنهم من يكتب باللغة الأردية، ومهنم من يكتب باللغة العربية الصافية، وسد بذالك فراغا كبيرا في مجال

الدعوة الإسلامية، ونشر رسالة محمد صلى اللّٰه عليه وسلم الخالدة، فجزاه اللّٰه عن المسلمين والإسلام خير الجزاء !

والمؤلف الفاضل السيد محمد أرشد الأعظمي شاب غض الشباب، ولكنه مولع بقراءة الكتب الإسلامية والنصوص الأدبية العربية الجميلة، وهذا الكتاب يدل على ذهنه الصافي وذوقه الأدبي الخالص، فهو يشير – كما نرى في هذا الكتاب – إلى حسنات كتاب الأستاذ السباعي أحيانا، وفوائد وجمال تاليفات الشيخ الندوي حينا آخر. ويوجه النصيحة إلى إخوانه الشباب في وقت ويحل مشاكل المسلمين في ضوء القرآن الكريم في وقت آخر، وذالک في أسلوب واضح جميل.

وهذه باكورة قلمه تدل على صلاحيته العلمية، وإصابة فكره وحماسته للإسلام ......ندعو اللّٰه تعالىٰ أن يزيده علمًا وعملاً وجهادًا في سبيله . فالأمة الإسلامية محتاجة إلى مثل هذا الشاب الكريم، ونسأل اللّٰه أن يرزق له ولكتابه القبول. و هو بالإجابة جدير. آمين!

عبد اللّٰه إسماعيل السورتي

(۱۰۹)

جنت کے باغ و بہار

افادات: حضرت اقدس مولانا ابراہیم صاحب پانڈ ورافریقی مدظلہ

مرتب: مولانا محمد شوکت علی صاحب بھاگلپوری زید مجدہ

صفحات: ۳۷۶، سنہ اشاعت: جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ-فروری ۲۰۱۷ء

انسان کی نفسانیت سے واقفیت رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ انسان کو کسی بھی کام پر آمادہ کرنے کے لیے دو طریقے اپنائے جاتے ہیں، ایک اس کام کے فوائد اور بہتر نتائج بتلائے جاتے ہیں اور دوسرا طریقہ کسی کام کے نہ کرنے پر اس کے برے نتائج اور سزا سے ڈرایا جاتا ہے، اسی لیے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر ونذیر بنا کر مبعوث فرمایا، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

”یاأیّها النبي إنا ارسلناک شاهدا ومبشرا ونذیرا“ (الاحزاب:۴۵)

اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا ہے بتانے والا اور خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا۔

قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بار بار جنت و دوزخ کا تذکرہ کیا گیا ہے؛ تاکہ انسان خواہشات نفسانی کو چھوڑ کر، اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ مستقیم پر شوق وولولہ کے ساتھ گامزن رہے، نیز حدیث پاک میں جنت کی طلب اور دوزخ سے پناہ مانگنے کی مختلف دعائیں وارد ہوئی ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ

مومن کو ہمیشہ جنت کی طلب رکھنی چاہیے اور دوزخ سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے، حضرات صحابۂ کرامؓ اپنی مجلسوں میں عموماً جنت کا تذکرہ فرماتے تھے۔

اب دور نبوت سے بُعد اور دنیا طلبی میں انہماک کے سبب امت میں یہ صفت کمزور ہوتی جارہی ہے، اس لیے ضرورت تھی کہ طلب جنت کی اہمیت اور اس کی تفصیلات، قرآن پاک اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں جمع کر کے امت کے سامنے لائی جائے، الحمد للہ! یہ کام شیخ طریقت حضرت مولانا ابراہیم پانڈور صاحب دامت برکاتہم، جانشین فقیہ الامت، مصلح کبیر حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے ایما اور اشارے پر حضرت مولانا ابراہیم صاحب مدظلہ ہی کے ایک مسترشد حضرت مولانا محمد شوکت علی صاحب بھاگلپوری مدظلہ، شیخ الحدیث دارالعلوم سعادت دارین سنتپون، نے بحسن وخوبی انجام دیا ہے، موصوف نے اس کتاب میں قرآن کریم اور احادیث شریفہ کی روشنی میں بہت سی قیمتی اور نادر معلومات جمع فرمادی ہیں، جس سے امت کو نفع کثیر کی امید ہے، اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس دینی خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم سب کے دلوں میں جنت کا شوق اور جہنم کا خوف پیدا فرمائے؛ تاکہ آخرت کی کامیابی میسر ہوسکے۔

”وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز“

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۲۸/ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ-یکم مارچ ۲۰۰۳

یادداشت

یادداشت